پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دعوتِ دین

کہاں دی جائے؟

دار النور اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دار النور - اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

۔ ۱ ۔

قید خانے میں دعوتِ دین

- ۲ -

ایوانِ اقتدار میں دعوتِ دین

۔ ۳ ۔

جبلِ صفا پر دعوتِ دین

۔ ۴ ۔

یہودیوں کی عبادت گاہ میں دعوتِ دین

۔ ۵ ۔

گھروں میں دعوتِ دین

-۷-

میلوں اور بازاروں میں دعوتِ دین

-۸-

قریش کے ہاں آنے والے مدنی وفد کو دعوتِ اسلام دینا

-۹-

مکی دور میں موسم حج میں منیٰ و عرفات میں دعوتِ دین

-۱۰-

حجۃ الوداع میں متعدد مقامات پر وعظ و نصیحت

۔ ۱۱ ۔

راستے میں دعوتِ دین

۔ ۱۲ ۔

سفر میں دعوتِ دین

ـ ۱۳ ـ

قبرستان میں پند و نصیحت

۔ ۱۴ ۔

قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے تنبیہ وتذکیر

۔ ۱۵ ۔

ہر مناسب جگہ دعوتِ دین دینے کے متعلق ڈاکٹر علی عبدالحلیم محمود کا بیان

حرف آخر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

إنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ ❶

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ ❷

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا . يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ ❸

اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے اُمت اسلامیہ کی نصرت و تائید اور دنیا میں بالا دستی کو کچھ باتوں سے

---

❶ سورة آل عمران/ الآية ١٠٢.

❷ سورة النسآء/الآية الأولى.

❸ سورة الأحزاب/ الآيتان ٧٠ـ٧١.

وابستہ کر رکھا ہے۔ انہی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ اُمت میدانِ دعوت میں سرگرمِ عمل رہے، لیکن افسوس کہ اُمت اس عظیم المرتبت ذمہ داری کو کما حقہ ادا نہیں کر رہی۔

اُمت کی اس کوتاہی کے متعدد اسباب میں سے ایک یہ ہے، کہ اُمت کی ایک بڑی تعداد دعوتِ دین کے متعلق غلط فہمیوں میں مبتلا ہے۔

دعوت دین کے حوالے سے ایک عام غلط فہمی یہ ہے، کہ یہ مسجد و مدرسہ کی چار دیواری میں محصور ہے۔ توفیق الٰہی سے اس بارے میں درست بات سمجھنے سمجھانے اور اجاگر کرنے کی اس کتاب میں کوشش کی جا رہی ہے۔

کتاب کی تیاری میں پیشِ نظر باتیں:

توفیقِ الٰہی سے درج ذیل باتوں کا اہتمام کرنے کی مقدور بھر کوشش کی گئی ہے:

۱: کتاب کی اساس رسول کریم ﷺ کی سیرت طیبہ ہے۔

۲: بعض مقامات پر انبیائے سابقین علیہم السلام، حضراتِ صحابہ اور دیگر مسلمانوں کے حوالے سے شواہد بھی پیش کیے جا رہے ہیں۔

۳: احادیث کو غالباً ان کے اصلی مراجع سے لیا جا رہا ہے۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتب سے منقولہ روایات کے متعلق علماء کے اقوال ذکر کیے جا رہے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کی صحت پر اجماع کے پیش نظر ان سے نقل کردہ احادیث کے متعلق ایسا کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔

۴: پیش کردہ مثالوں سے حاصل ہونے والے دعوت سے متعلقہ دروس اور عبرتوں کا بھی اختصار سے ذکر کیا جا رہا ہے۔

۵: موضوع سے متعلقہ تمام شواہد اور واقعات کو جمع کرنا مقصود نہیں۔ بطورِ نمونہ کچھ مثالیں ذکر کی جا رہی ہیں۔

۶: اختصار کی خاطر راقم السطور کی دیگر اُردو تالیفات میں موضوع سے متعلقہ بعض

شواہد کے عنوانات ذکر کرنے پر اکتفا کیا جارہا ہے۔ان کے بارے میں تفصیلی معلومات جاننے کی رغبت رکھنے والوں کے لیے حاشیہ میں متعلقہ کتابوں کے حوالہ جات ذکر کیے جارہے ہیں۔

۷: کتاب کے آخر میں مراجع ومصادر کے متعلق تفصیلی معلومات درج کی جارہی ہیں۔

خاکہ کتاب:

پیش لفظ

اصل کتاب:

اسے پندرہ حصوں میں تقسیم کرکے، ہر حصے کے متعلق مستقل عنوان کے ضمن میں گفتگو کی گئی ہے۔

تنبیہات:

کتاب کے موضوع کے متعلق دو باتوں کی طرف توجہ مبذول کروائی گئی ہے۔

حرفِ آخر:

خلاصۂ کتاب

اپیل

شکر ودعا:

بندہ پرتقصیر اللہ رب العالمین کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکرگزار ہے، کہ اس کام میں جو بھی خیر ہے، وہ محض ان کے فضل وکرم سے ہے۔ ﴿وَمَا بِكُمْ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ﴾ [1] فَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ خَلْقِهِ وَرِضَى نَفْسِهِ، وَزِنَةَ عَرْشِهِ،

---

[1] سورة النحل / جزء من الآية ٥٣. [ترجمہ: اور تمہارے پاس جو بھی نعمت ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔]

وَمِدَادَ کَلِمَاتِہ۔ ❶

والدین محترمین کے لیے دل کی گہرائیوں سے شکر گزار اور دعا گو ہوں، کہ انہوں نے اپنی اولاد کے سینوں میں دعوتِ دین کی محبت کا بیج بونے اور اس کی آبیاری میں کمال محنت اور جد وجہد فرمائی۔ ﴿رَّبِّ ارۡحَمۡهُمَا كَمَا رَبَّيَانِى صَغِيرًا﴾ ❷

حضرات اساتذہ کرام کا شکر گزار اور ان کے لیے دعا گو ہوں، کہ جو ٹوٹی پھوٹی دینی معلومات ہیں، ان کے حصول کے لیے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذریعہ بنایا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ خیراً جمیعاً في الدارین۔

اہلیہ محترمہ، بیٹوں، بہوؤں کے لیے دعا گو ہوں، کہ انہوں نے میری مصروفیات کا خیال رکھا اور خوب خدمت کی۔ برادرم حافظ عابد الٰہی (الریاض) ان کے اہل و عیال اور ان کی بہو اور اپنی بھتیجی کے لیے شکر گزار اور دعا گو ہوں، کہ اس کتاب کی ریاض میں تالیف کے دوران انہوں نے میری خوب خدمت اور خاطر مدارت کی۔ جزاھم اللہ تعالیٰ جمیعاً في الدارین۔

کتاب کی مراجعت میں بھرپور تعاون کے لیے عزیز القدر عمر فاروق قدوسی کے لیے شکر گزار اور دعا گو ہوں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیرا۔

فضل الٰہی

۲۲ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ بمطابق ۱۰ دسمبر ۲۰۰۹م

اسلام آباد

❀❀❀❀

---

❶ [ترجمہ: انہی کے لیے تمام تعریفیں ہیں، مخلوق کی تعداد کے بقدر، ان کے نفس کی رضا کے مطابق، ان کے عرش کے وزن کے برابر اور ان کے کلمات کی سیاہی کے مساوی]۔

❷ سورۃ بني إسرائیل / جزء من الآیة ۲٤۔ [ترجمہ: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرمائیے، جیسے انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی]۔

-۱-

قید خانے میں دعوتِ دین

اللہ والے آہنی سلاخوں کے پیچھے پھینکے جانے پر بھی دعوتِ دین کو فراموش نہیں کرتے۔ وہ موقع میسر آنے پر وہاں دعوتِ دین دینے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اسی طرح یہ پاک باز حضرات خود آزاد ہوتے ہوئے پسِ دیوارِ زنداں لوگوں تک دین کی دعوت پہنچانے کو نہیں بھولتے۔ اس بارے میں متعدد شواہد میں سے چند ایک ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

۱: یوسف علیہ السلام کا جیل میں دعوتِ دین دینا:

حضرت یوسف علیہ السلام نے زندان میں دین کی دعوت دینے کا اہتمام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو ہمیشہ کے لیے قرآنِ کریم میں محفوظ فرما دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ دَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا وَ قَالَ الْاٰخَرُ اِنِّيْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ فَوْقَ رَاْسِيْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَاْوِيْلِهٖ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ. قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ اِنِّيْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ. وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

يَشْكُرُوْنَ. يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ. مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [1]

[اور قید خانے میں ان کے ساتھ دو جوان داخل ہوئے۔ دونوں میں سے ایک نے کہا: ''بے شک میں اپنے آپ کو شراب نچوڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔'' اور دوسرے نے کہا: ''بے شک میں خود کو اپنے سر پر روٹی اٹھائے ہوئے دیکھتا ہوں، اس سے پرندے کھا رہے ہیں۔ ہمیں اس کی تعبیر بتلائیے۔ بلاشبہ ہم آپ کو نیکی کرنے والوں سے دیکھتے ہیں۔''

انہوں نے کہا: ''تمہارے پاس دیے جانے والا کھانا نہیں آئے گا، مگر میں تمہیں اس کی تعبیر اس سے پہلے بتلا دوں گا۔ یہ میرے رب کی مجھے سکھلائی ہوئی چیزوں سے ہے۔ بلاشبہ میں نے اس قوم کا دین چھوڑا ہے، جو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کے بھی منکر ہیں۔

اور میں نے اپنے باپ دادا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب۔ علیہم السلام۔ کے دین کی پیروی کی ہے۔ ہمارے لیے یہ روا نہیں، کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ یہ ہم پر اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

اے قید خانہ کے دو ساتھیو! کیا مختلف رب بہتر ہیں یا اللہ تعالیٰ جو اکیلا ہے، نہایت زبردست ہے؟ تم ان کے سوا عبادت نہیں کرتے، مگر چند

[1] سورة يوسف ـ عليه السلام ـ / الآيات ٣٦ ـ ٤٠.

ناموں کی، جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہیں۔ انہوں نے حکم دیا ہے، کہ ان کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی صحیح دین ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں خواب کی تعبیر معلوم کرنے کی غرض سے آنے والے دونوں اشخاص کے اپنے متعلق حسن ظن کو انہیں توحید کی دعوت دینے اور شرک سے روکنے کے لیے استعمال کیا۔

حضراتِ مفسرین نے اس حقیقت کو خوب اُجاگر کیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے چار حضرات کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

۱: حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"جَعَلَ سُؤَالَهُمَا لَهُ عَلٰى وَجْهِ التَّعْظِيْمِ وَالْاِحْتِرَامِ وَصِلَةً وَسَبَبًا إِلٰى دُعَائِهِمَا إِلَى التَّوْحِيْدِ وَالْإِسْلَامِ لِمَا رَأٰى فِي سَجِيَّتِهِمَا مِنْ قُبُوْلِ الْخَيْرِ وَالْإِقْبَالِ عَلَيْهِ وَالْإِنْصَاتِ إِلَيْهِ." [1]

''ان دونوں کے (خواب کی تعبیر کے متعلق) استفسار سے ان کی طبیعت میں توجہ اور دھیان سے بات سننے اور قبول کرنے کی استعداد کو پہچانتے ہوئے انہوں نے ان کے سوال کو توحید اور اسلام کی دعوت دینے کا ذریعہ بنایا۔''

۲: شیخ سیّد محمد رشید رضا نے تحریر کیا ہے:

اِفْتَرَصَ يُوْسُفُ علیہ السلام ثِقَةَ هٰذَيْنِ السَّائِلَيْنِ بِعِلْمِهِ وَفَضْلِهِ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ۲/ ۵۲۵.

وَإِصْغَائِهِمَا لِقَوْلِهِ وَاهْتِمَامِهِمَا بِمَا يَسْمَعَانِ مِنْ تَأْوِيْلِهِ لِرُؤَاهُمَا ، فَبَدَأَ حَدِيْثَهُ بِمَا هُوَ أَهَمُّ عِنْدَهُ ، وَهُوَ دَعْوَتُهُمَا وَسَائِرَ مَنْ فِي السِّجْنِ إِلٰى تَوْحِيْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .

وَحِكْمَتُهُ مِنْ نَاحِيَةِ دَعْوَةِ الدِّيْنَ أَنَّ أَقْوَى النَّاسِ وَأَقْرَبَهُمْ اسْتِعْدَادًا لِفَهْمِهَا وَالْاهْتِدَاءِ بِهَا هُمُ الضُّعَفَاءُ وَالْمَظْلُوْمُوْنَ وَالْفُقَرَاءُ ، وَأَغْنَاهُمْ وَأَبْعَدُهُمْ عَنْ قُبُوْلِهَا هُمُ الْمُتْرَفُوْنَ الْمُتَكَبِّرُوْنَ . [1]

یوسف علیہ السلام نے، ان دونوں سوال کرنے والوں کے ان کے علم وفضل کے متعلق اعتماد اور خواب کی تعبیر معلوم کرنے کی خاطر ان کی توجہ اور دھیان سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے، اپنی گفتگو کا آغاز اس بات سے کیا، جو ان کے نزدیک زیادہ ضروری تھی اور وہ [بات] ان دونوں اور جیل میں موجود باقی لوگوں کو اللہ عزوجل کی توحید کی دعوت کا دینا تھی۔

دعوتی اعتبار سے اس میں حکمت یہ تھی، کہ اس دعوت کے سمجھنے اور قبول کرنے کی استعداد میں سب سے زیادہ مضبوط اور قریب ضعیف، مظلوم اور فقیر لوگ ہوتے ہیں اور اس [دعوت] سے سب سے زیادہ بے پروا اور دور آسائشوں میں زندگی بسر کرنے والے متکبر لوگ ہوتے ہیں۔

۳: سیّد قطب نے قلم بند کیا ہے:

”وَيَنْتَهِزُ يُوْسُفُ علیہ السلام هٰذِهِ الْفُرْصَةَ لِيَبُثَّ بَيْنَ السُّجَنَاءِ عَقِيْدَتَهُ الصَّحِيْحَةَ ، فَكَوْنُهُ سَجِيْنًا لَا يُعْفِيْهِ مِنْ تَصْحِيْحِ

---

[1] تفسیر المنار ۱۲/ ۳۰٤ باختصار؛ نیز ملاحظہ ہو: الکشاف ۲/ ۳۲۰؛ و تفسیر القاسمي ۹/ ۲۲٦.

الْعَقِيْدَةِ الْفَاسِدَةِ وَالْأَوْضَاعِ الْفَاسِدَةِ. " ❶

" یوسف علیہ السلام نے اپنے صحیح عقیدے کی اشاعت کے لیے اس موقع سے فائدہ اُٹھایا، ان کا قیدی ہونا غلط عقیدے اور نادرست باتوں کی اصلاح کی ان کی ذمہ داری سے انہیں سبکدوش نہیں کرتا۔"

۴: شیخ ابوبکر الجزائری رقم طراز ہیں:

" مِنْ هِدَايَةِ الْآيَاتِ اسْتِغْلَالُ الْمُنَاسَبَاتِ لِلدَّعْوَةِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى كَمَا اسْتَغَلَّهَا يُوْسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامِ. " ❷

آیات سے حاصل ہونے والی راہ نمائی میں سے (ایک بات) یہ ہے، کہ دعوت الی اللہ عزوجل کے لیے ملنے والے مواقع سے فائدہ اُٹھانا چاہیے، جیسے کہ یوسف علیہ السلام نے اُٹھایا۔

ب: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثمامہ کو دعوتِ اسلام دینا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑ سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا، وہ بنو حنیفہ کے ثمامہ بن اثال نامی ایک شخص کو (پکڑ) کر لائے۔

انہوں (صحابہ) نے اسے مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے، تو فرمایا:

" مَا ذَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟"

---

❶ في ظلال القرآن ٤/١٩٨٨.

❷ ملاحظہ ہو: أيسر التفاسير ٢/٣٩٧.

''اے ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟'' [1]

اس نے کہا:

" عِنْدِيْ خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ ـ ﷺ ـ ! إِنْ تَقْتُلْنِيْ تَقْتُلْ ذَا دَمٍ ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَا شِئْتَ . "

''اے محمد ـ ﷺ ـ! میرے پاس خیر ہے۔ اگر تم قتل کرو گے، تو ایسے شخص کو قتل کرو گے، جس کے خون کا بدلہ لیا جائے گا اور اگر احسان کرو گے، تو شکر کرنے والے پر احسان کرو گے اور اگر تم مال چاہتے ہو، تو اُس سے جس قدر چاہو، طلب کرو۔''

دوسرے دن تک کے لیے اسے چھوڑا گیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اسے فرمایا:

" مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟"

''اے ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟''

اس نے کہا:

" مَا قُلْتُ لَكَ . إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ . "

''وہی، جو میں نے تم سے کہا تھا۔ اگر احسان کرو گے، تو شکر کرنے والے پر احسان کرو گے۔''

اسے (دوبارہ) آئندہ دن تک کے لیے چھوڑا گیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

" مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ؟"

''اے ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟''

---

[1] یعنی تمہارا ارادہ کیا ہے؟ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس نے کہا:

"عِنْدِيْ مَا قُلْتُ لَكَ."

"میرے پاس وہی ہے، جو میں تمہیں کہہ چکا ہوں۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"أَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ."

"ثمامہ کو چھوڑ دو۔"

وہ مسجد کے قریب کھجوروں کے باغ میں گیا اور غسل کیا، پھر مسجد میں داخل ہوا اور کہنے لگا:

"أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰـهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ ﷺ ۔.

يَامُحَمَّدُ ۔ ﷺ ۔! وَاللّٰهِ! مَا كَانَ عَلَى الْأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الْوُجُوْهِ إِلَيَّ.

وَاللّٰـهِ! مَا كَانَ مِنْ دِيْنٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِيْنِكَ، فَأَصْبَحَ دِيْنُكَ أَحَبَّ الدِّيْنِ إِلَيَّ.

وَاللّٰـهِ! مَا كَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بِذٰلِكَ أَحَبَّ الْبِلَادِ إِلَيَّ. وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِيْ وَأَنَا أُرِيْدُ الْعُمْرَةَ، فَمَا ذَا تَرٰى؟"

"میں گواہی دیتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں بے شک محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

اے محمد۔ ﷺ ۔! واللہ! روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے زیادہ مجھے ناپسند نہ تھا، اب آپ کا چہرہ مجھے تمام چہروں سے زیادہ عزیز ہو

چکا ہے۔

واللہ! مجھے کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ ناپسند نہ تھا، اب آپ کا دین میرے نزدیک محبوب ترین دین ہو چکا ہے۔

واللہ! مجھے کوئی شہر آپ کے شہر سے زیادہ ناپسند نہ تھا، اب آپ کا شہر مجھے تمام شہروں سے زیادہ پیارا ہے۔

میں عمرے کے ارادے سے جا رہا تھا، کہ آپ کے گھوڑ سواروں نے مجھے پکڑا، (اب) آپ کا (میرے متعلق) کیا ارشاد ہے؟"

"فَبَشَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ."

"رسول اللہ ﷺ نے اسے بشارت دی اور عمرہ کرنے کا حکم دیا۔"

جب وہ مکہ (مکرمہ) آیا، تو کسی کہنے والے نے اسے کہا: "تم بے دین ہو چکے ہو؟"

انہوں نے جواب دیا:

"لَا، وَاللّٰهِ! وَلٰكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ. وَلَا، وَاللّٰهِ! لَا يَأْتِيْكُمْ مِنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَأْذَنَ فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ."

"نہیں، واللہ! بلکہ میں تو محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان ہوا ہوں۔ نہیں، واللہ! نبی ﷺ کی اجازت کے بغیر تمہیں یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہ آئے گا۔"[1]

---

[1] متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب المغازي، باب وفد بني حنیفة وحدیث ثمامة بن أثال، رقم الحدیث ٤٣٧٢، ٨٧/٨؛ و صحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب ربط الأسیر وحبسه، وجواز المن علیه، رقم الحدیث ٥٩ـ (١٧٦٤)، ١٣٨٦/٣ـ١٣٨٧ الفاظِ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

علامہ ابی نے حدیث کی شرح میں تحریر کیا ہے:

''آنحضرت ﷺ کا ارشاد: ''اے ثمامہ! تمہارے پاس کیا ہے؟'' اور تین دن تک اسے دہراتے رہنا، اس کے اسلام کا طمع کرتے ہوئے تھا اور لوگوں کے اس جیسے سرداروں کو قریب کرنے کی خاطر تھا، تاکہ وہ مسلمان ہو جائے اور اس وجہ سے اس کے پیروکار دائرۂ اسلام میں داخل ہو جائیں۔'' [1]

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے قیدی ثمامہ بن اثال کو دعوتِ اسلام دی اور وہ توفیقِ الٰہی سے دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ فصلوٰت ربی وسلامه عليه، و رضي الله عنه وأرضاه.

اس واقعہ میں دیگر آٹھ فوائد:

۱۔ مسجد کا نماز کے علاوہ دیگر اسلامی مصالح کے لیے استعمال ہونا۔

۲۔ فیصلہ کرنے میں ٹھہراؤ، تحمل اور بردباری۔

۳۔ دعوتِ دین میں تکرار۔

۴۔ دعوتِ حق کا ہدف لوگوں کے مال کی بجائے انہیں داخلِ اسلام کرنا۔

۵۔ عفو و درگذر کا دعوت میں عظیم الشان اثر۔

۶۔ قبولِ حق کرنے والے کا طعن و تشنیع کا نشانہ بننا۔

۷۔ توحید و رسالت کے سچے اقرار سے ناقابلِ تصور تبدیلیوں کا ظہور۔

۸۔ قبولِ اسلام کے بعد دوستی و دشمنی کا یکسر نیا معیار۔

[1] إكمال إكمال المعلم ۶/ ۳۶۲؛ نیز ملاحظہ ہو: شرح النووي ۱۲/ ۸۹.

ج: اہل اسلام کا قید خانوں میں دعوتِ دین دینا:

اسلامی تاریخ میں اس بات کے متعدد شواہد ہیں، کہ دعوتِ دین کی اہمیت سے آگاہ مسلمان قیدیوں نے پسِ دیوارِ زنداں اسے فراموش نہ کیا، بلکہ اس کا خوب اہتمام کیا۔ اسی بارے میں پروفیسر آرنلڈ تحریر کرتے ہیں:

''بسا اوقات مسلمان قیدیوں نے اپنے قید کرنے والوں اور قیدی ساتھیوں کو دعوتِ دین دینے کا موقع ضائع نہ کیا۔''

اس کے بعد انہوں نے اس بارے میں درج ذیل مثالیں ذکر کی ہیں:

۱: مشرقی یورپ میں اوّل ہی اوّل اسلام کی اشاعت ایک مسلمان فقیہ کے ذریعہ سے ہوئی، جو بیزنطینی سلطنت اور اس کے مسلمان ہمسایوں کی کسی باہمی جنگ میں قید ہوگیا تھا۔ گیارہویں صدی کے اوائل میں لوگ اسے پکڑ کر پشنگ قوم کے ملک میں لے آئے تھے۔ اس نے ان کے سامنے اسلام کی تعلیم کو پیش کیا۔ انہوں نے اس دین کو سچے دل سے قبول کر لیا اور اسلام ان کے ہاں پھیلنے لگا، لیکن قوم کے دیگر لوگ اپنے ہم وطن لوگوں کے مسلمان ہونے پر بگڑ بیٹھے اور آخر کار ان کے ساتھ لڑ پڑے۔ مسلمانوں نے، جن کی تعداد بارہ ہزار کے قریب تھی، کفار کا کامیابی سے مقابلہ کیا، اگرچہ ان کی تعداد ان سے دوگنی تھی۔ ہزیمت خوردہ لوگوں میں سے جو لوگ بچ رہے، انہوں نے بھی فاتحین کا دین قبول کر لیا۔ چنانچہ گیارہویں صدی کے ختم ہونے سے پہلے تمام قوم مسلمان ہو چکی تھی۔ اس میں ایسے علماء پیدا ہو چکے تھے، جو فقہ اور دینیات میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔

۲: جہانگیر کے عہد میں (۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۸ء) شیخ احمد مجدد الف ثانی ایک مشہور سنی عالم گزرے ہیں، انہوں نے شیعہ کے عقائد کی پرزور تردید کی۔ اس زمانے میں شاہی دربار میں شیعوں کا بڑا دخل تھا، چنانچہ ایک فضول سے الزام کی بنا پر شیخ احمد کو قید کر دیا

لیا۔ شیخ۔ رحمہ اللہ۔ دو برس تک قید خانے میں رہے اور اس عرصے میں اپنے ساتھ محبوس ہزاروں کافروں کو مسلمان کیا۔

۳: زمانہ حال میں انگریزی حکومت نے ایک ہندوستانی مولوی کو حسب دوام کی سزا دے کر جزائر انڈمان میں بھیج دیا تھا، کیونکہ اس نے ۱۸۶۴ء کی وہابی [1] سازش میں عملی طور پر حصہ لیا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنی وفات سے پہلے بہت سے مجرم قیدیوں کو مسلمان کر لیا تھا۔

۴: وسطی افریقہ میں ایک مرتبہ بلجیم کی حکومت نے ایک عرب کو موت کی سزا دی تھی۔ جب ایک پادری روحانی تسکین کی غرض سے اس کے پاس بھیجا گیا، تو اس سردار نے اپنی زندگی کی آخری گھڑیاں اس پادری کو اسلام کی تعلیم دینے اور اسے مسلمان کرنے کی کوشش میں صرف کیں۔ [2]

اللہ اکبر! اسلامی دعوت کے لیے اس کا جذبہ کتنا قوی تھا، اور دوسرے لوگوں کو دائرۂ اسلام میں داخل کرنے کی اس کی رغبت کس قدر زیادہ تھی! رحمه الله تعالىٰ رحمة واسعة.

---

[1] برطانوی استعمار اور ان کے حواری [وہابی] کا لقب طعن زنی کے لیے اہل حدیث اور ان لوگوں کے لیے استعمال کرتے، جو انہیں برصغیر ہندو پاک سے نکالنے کی خاطر جدو جہد کرتے تھے۔

[2] ملاحظہ ہو: ''دعوتِ اسلام'' مصنف پروفیسر ٹی۔ ڈبلیو۔ آرنلڈ، مترجم ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، ص ۳۸۹۔ ۳۹۰۔

-۲-

ایوانِ اقتدار میں دعوتِ دین

حضرات انبیاء علیہم السلام اور اللہ والے اقتدار کے ایوانوں میں دعوتِ دین دینے کا اہتمام کرتے۔ اس بارے میں ذیل میں پانچ واقعات ملاحظہ فرمایئے:

۱: دربارِ فرعون میں موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا دعوتِ دین دینا:

حکمِ الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے فرعون کے دربار میں جا کر اسے دعوتِ حق دی۔ اسی بارے میں اللہ جل جلالہ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا:

﴿اِذْهَبَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰی. فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰی. قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰی. قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰی. فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ لَا تُعَذِّبْهُمْ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ وَ السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ كَذَّبَ وَ تَوَلّٰی. قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰی. قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰی كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰی. قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی. قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَ لَا يَنْسَی. الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ سَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى. كُلُوْا وَ ارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى. مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى. وَ لَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰى. قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى. فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَآ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى. قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴾ [1]

''دونوں فرعون کے پاس جاؤ، بے شک وہ سرکش ہو گیا ہے۔ پس اس سے نرم گفتگو کرو، شاید کہ وہ نصیحت قبول کرے یا ڈر جائے۔'' دونوں نے کہا: ''اے ہمارے رب! یقیناً ہم ڈرتے ہیں، کہ وہ ہم پر زیادتی کرے گا یا وہ حد سے بڑھ جائے گا۔'' (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: ''ڈرو نہیں، بے شک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، سن رہا ہوں، دیکھ رہا ہوں۔ تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور کہو: ''بے شک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے ہیں، سو تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور انہیں عذاب نہ دے۔ یقیناً ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے ایک نشانی لے کر آئے ہیں اور ہدایت کی پیروی کرنے والے پر سلام۔ بے شک ہم پر وحی آئی ہے، کہ یقیناً جھٹلانے اور منہ پھیرنے والے پر عذاب ہے۔''

اس نے کہا: ''اے موسیٰ۔ علیہ السلام۔! تم دونوں کا رب کون ہے؟''

انہوں نے کہا: ''ہمارا رب وہ ہے، جس نے ہر چیز کو اس کی شکل و صورت عطا فرمائی، پھر راہنمائی کی۔''

[1] سورة طه / الآيات ٤٣-٥٩.

اس نے کہا: ''تو پہلے زمانوں (کے لوگوں) کا کیا حال ہے؟''

انہوں نے کہا: ''ان کا علم میرے رب۔ تعالیٰ۔ کے پاس ایک کتاب میں ہے، میرے رب نہ بھٹکتے ہیں اور نہ بھولتے ہیں۔''

وہ جنہوں نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور تمہارے لیے اس میں کئی راستے جاری کیے اور آسمان سے پانی اُتارا، پھر ہم نے اس کے ذریعہ مختلف اقسام کے پودے نکالے۔

کھاؤ اور اپنے چوپاؤں کو چراؤ۔ یقیناً اس میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

اسی سے ہی ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہی ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہی ہم تمہیں ایک اور بار نکالیں گے۔

اور بلاشبہ ہم نے اسے اپنی تمام نشانیاں دکھلائیں، پس اس نے جھٹلایا اور انکار کر دیا۔

اس نے کہا: ''اے موسیٰ۔ علیہ السلام۔ کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو، کہ اپنے جادو (کے زور) سے ہمیں ہماری سرزمین سے نکال دو۔ پس ہم یقیناً تمہارے مقابلے کے لیے اسی جیسا جادو لے آئیں گے۔ پس تو ہمارے اور اپنے درمیان صاف (ہموار) جگہ میں مقابلے کا وقت مقرر کر دے، جس کی ہم میں سے کوئی خلاف ورزی نہ کرے۔''

انہوں نے کہا: ''تمہارے وعدے کا وقت عید کا دن ہے اور یہ کہ لوگ دن چڑھے جمع کیے جائیں۔''

ان آیات سے یہ بات واضح ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس جا کر نرمی سے دعوتِ دین دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ دونوں اس کے

پاس پہنچے اور اسے دعوتِ دین دی۔ شیخ جزائری رقم طراز ہیں:

مِنْ هِدَايَةِ الآيَاتِ شَرْعِيَّةُ إِتْيَانِ الظَّالِمِ، وَأَمْرُهُ وَنَهْيُهُ وَالصَّبْرُ عَلَىٰ أَذَاهُ. ●

ان آیات سے حاصل ہونے والی راہ نمائی میں سے یہ ہے، کہ ظالم کے پاس جاکر اسے (خیر کا) حکم دیا جائے، (برائی سے) روکا جائے اور اس کی طرف سے آنے والی تکلیف پر صبر کیا جائے۔

اس واقعہ میں دیگر چھ فوائد:

۱۔ دعوتِ دین کا آغاز نرمی سے کیا جائے۔

۲۔ دعوتِ حق دینے والوں کے لیے ربِ عظیم کی تائید و نصرت کا ہونا۔

۳۔ داعی کا نامعلوم باتوں کا علم اللہ تعالیٰ کو سونپنا۔

۴۔ دعوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات اور قدرت کا تذکرہ کرنا۔

۵۔ دشمنانِ حق کا دعوتِ دین دینے والوں پر دہشت گردی اور زمین میں فساد بپا کرنے کا الزام لگانا۔

۶۔ دشمنانِ حق کا آوازِ حق کو بزورِ قوت خاموش کرنے کا گھمنڈ اور زعم۔

ب: دربارِ نجاشی میں جعفر رضی اللہ عنہ کا دعوتِ دین دینا:

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نجاشی ● کی طرف بھیجا۔ ہم کم و بیش اسّی

● ملاحظہ ہو: أیسر التفاسیر ۲/ ٥٤.

● (نجاشی) حبشہ کے بادشاہ کا لقب اور اس کا نام اصحمہ تھا۔ (ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة "نحش"، ٥/ ٢٢؛ والمعجم الوسيط، مادہ "نحش"، ص ٩٠٣؛ و أحكام الجنائز وبدعها للشيخ الألباني ص ٨٩.

مرد تھے۔ انہی میں سے عبداللہ بن مسعود، جعفر، عبداللہ بن عُرْفُطَہ، عثمان بن مظعون اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہم تھے۔ قریش نے عمرو بن عاص اور عُمارۃ بن ولید کو (اس کی طرف) ہدیہ دے کر ارسال کیا۔

جب وہ دونوں نجاشی کے ہاں آئے، تو انہوں نے اس کے لیے سجدہ کیا اور (ایک نے) دائیں اور (دوسرے نے) بائیں جانب سے گفتگو شروع کی، پھر ان دونوں نے اسے کہا:

''ہمارے چچازاد بھائیوں کی ایک جماعت آپ کے ملک میں آئی ہے اور انہوں نے ہم سے اور ہمارے مذہب سے اعراض کیا ہے۔''

اس نے پوچھا: ''وہ کہاں ہیں؟''

وہ آپ کے ملک (ہی) میں ہیں، سو آپ انہیں بلا بھیجیے۔''

اس نے انہیں بلا بھیجا۔ جعفر رضی اللہ عنہ نے (اپنے ساتھیوں سے) کہا: ''آج میں تمہاری طرف سے خطیب (یعنی ترجمان) ہوں۔''

وہ ان کے پیچھے چل دیے۔ انہوں (جعفر رضی اللہ عنہ) نے سلام کیا اور سجدہ نہ کیا۔

انہوں (یعنی نجاشی کے درباریوں) نے ان (یعنی جعفر) سے کہا: ''تم بادشاہ کے لیے سجدہ کیوں نہیں کرتے؟''

انہوں نے جواب دیا: ''ہم اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور کے لیے سجدہ نہیں کرتے۔''

اس (یعنی نجاشی) نے کہا: ''یہ کیا بات ہوئی؟''

انہوں نے جواب دیا:

''إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ بَعَثَ إِلَيْنَا رَسُوْلَهُ ﷺ ، وَأَمَرَنَا أَنْ لَا

نَسْجُدَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، وَأَمَرَنَا بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ . "

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہماری جانب اپنے رسول ﷺ کو مبعوث فرمایا اور انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے، کہ ہم اللہ عزوجل کے سوا کسی کے لیے سجدہ نہ کریں اور انہوں نے ہمیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے۔''

عمرو بن عاص نے کہا: ''بے شک وہ عیسیٰ ابن مریم ۔علیہما السلام۔ کے بارے میں آپ کے مخالف ہیں۔''

اس نے پوچھا:

" مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ـ عَلَيْهِمَا السَّلَام ـ وَأُمِّهِ؟"

'تم عیسیٰ ابن مریم اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟''

انہوں نے جواب دیا:

"نَقُوْلُ كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: " هُوَ كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ أَلْقَاهَا إِلَى الْعَذْرَاءِ الْبَتُوْلِ الَّتِيْ لَمْ يَمَسَّهَا بَشَرٌ ، وَلَمْ يَفْرِضْهَا وَلَدٌ . "

''ہم اسی طرح کہتے ہیں، جیسے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ''وہ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور ان کی روح ہیں، جو انہوں نے مَردوں سے کنارہ کرنے والی ایسی دوشیزہ کی طرف ڈالی، جنہیں کسی بشر نے چھوا نہیں تھا اور اس سے پیشتر ان کے ہاں کوئی بچہ نہیں تھا۔''

انہوں (یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: ''اس (نجاشی) نے زمین سے ایک لکڑی اُٹھائی اور کہنے لگا:

"يَا مَعْشَرَ الْحَبْشَةِ وَالْقِسِّيْسِيْنَ وَالرُّهْبَانِ ! وَاللّٰهِ! لَا يَزِيْدُوْنَ عَلَى الَّذِيْ نَقُوْلُ فِيْهِ مَا يَسْوَى هٰذَا .

مَرْحَبًا بِكُمْ وَبِمَنْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِهِ! أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ ـ ﷺ ـ فَإِنَّهُ الَّذِي نَجِدُ فِي الْإِنْجِيلِ ، وَإِنَّهُ الرَّسُولُ الَّذِي بَشَّرَ بِهِ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ...... إِنْزِلُوا حَيْثُ شِئْتُمْ ، وَاللّٰهِ! لَوْ لَا مَا أَنَا فِيهِ مِنَ الْمُلْكِ لَأَتَيْتُهُ حَتّٰى أَكُونَ أَنَا أَحْمِلُ نَعْلَيْهِ وَأُوَضِّئُهُ . "

"اے حبشہ والو! پادریوں اور درویشو! واللہ! ہم اس کے بارے میں جو کہتے ہیں، انہوں نے اس لکڑی کے برابر بھی اس میں اضافہ نہیں کیا۔

تمہیں اور جن کی طرف سے تم آئے ہو (سب کو) خوش آمدید! میں گواہی دیتا ہوں، کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ـ ﷺ ـ ہیں۔ یقیناً وہ وہی ہیں، جنہیں ہم انجیل میں پاتے ہیں اور بلاشبہ وہ وہی رسول ہیں، جن کی بشارت عیسیٰ بن مریم ـ علیہما السلام ـ نے دی۔

تم جہاں چاہو قیام کرو۔ واللہ! اگر میری بادشاہت کی ذمہ داری نہ ہوتی، تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے جوتے اٹھاتا اور انہیں وضو کرواتا۔"

اس نے دوسرے لوگوں (یعنی قریش) کے ہدیہ کے متعلق حکم دیا، کہ انہیں واپس کر دیا جائے۔"●

● المسند، جزء من رقم الحديث ٤٤٠٠، ٦/١٨٥-١٨٦. (ط: دار المعارف بمصر).
حافظ ابن کثیر نے اس کی [سند کو جید اور قوی] اور متن کو [حسن] قرار دیا ہے۔ حافظ ابن حجر اور شیخ احمد شاکر نے اس کی سند کو [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: البداية والنهاية ٣/٦٩؛ و فتح الباري ٣/١٨٩؛ و هامش المسند ٦/١٨٥)۔ نیز ملاحظہ ہو: صحيح السيرة النبوية للشيخ الألباني ص ١٦٤-١٧٦.

اس واقعہ میں یہ بات واضح ہے، کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے شاہ نجاشی کے دربار میں دعوتِ دین دی، جس میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈالی اور اس نے دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کر دیا اور قریشی وفد نامراد ہو کر پلٹا، یہاں تک کہ بادشاہ نے ان کا پیش کردہ تحفہ بھی واپس کر دیا۔

اس واقعہ میں دیگر آٹھ فوائد:

۱۔ دین کے بچاؤ کی خاطر ہجرت کرنا۔
۲۔ دشمنانِ حق کی مسلمانوں سے شدید عداوت۔
۳۔ اعدائے اسلام کا مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لیے مال خرچ کرنا۔
۴۔ باصلاحیت شخص کا دینی مصلحت کے لیے کسی منصب یا کام کے لیے خود کو پیش کرنا۔
۵۔ عقیدہ توحید کے بارے میں مداہنت سے یکسر دُوری۔
۶۔ اسلامی عقاید کے بیان میں صراحت و وضاحت۔
۷۔ توفیقِ الٰہی سے خطبہ کی عظیم فوری تاثیر۔
۸۔ اللہ تعالیٰ کا دشمنانِ اسلام کی تدبیریں اُلٹ دینا۔

ج: ایرانی دربار میں سعد رضی اللہ عنہ کے ارسال کردہ وفد کا دعوتِ دین دینا:

کسریٰ ● نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ایک وفد ارسال کرنے کی فرمائش کی، تاکہ وہ ان کے متعلق مطلوبہ معلومات حاصل کر سکے۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے واقعہ قادسیہ ● سے پہلے ایک وفد اس کی طرف روانہ کیا اور انہیں الوداع کرتے ہوئے

● (کسریٰ): ایرانی بادشاہ کا لقب۔

● عہد فاروقی میں ایرانی محاذ پر ہونے والا اسلامی تاریخ کا ایک عظیم اور فیصلہ کن معرکہ جس میں اسلامی فوج کے سپہ سالار سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ تھے اور ایرانی فوجوں کا سپہ سالار رستم تھا۔ یہ جنگ ۱۵ ہجری ⇦⇦⇦

فرمایا:

" إِنَّ هٰذَا الْكَافِرَ بَعَثَ إِلَيَّ يَسْأَلُنِي أَنْ أُوَجِّهَ بِقَوْمٍ مِنْكُمْ يَسْأَلُهُمْ عَمَّا يُرِيْدُ، فَسِيْرُوْا إِلَيْهِ، وَانْظُرُوْا مَا قَدْ عَزَمَ عَلَيْهِ، فَلَعَلَّهُ أَنْ يُجِيبَ إِلٰى دِيْنِ الْإِسْلَامِ فَنَكْفِي حَرْبَهُ. " [1]

" بے شک اس کافر نے مجھے اپنی طرف ایک ایسا وفد بھیجنے کے متعلق پیغام بھیجا ہے، جن سے وہ اپنی منشا کے مطابق سوالات پوچھ سکے، سو اس کی جانب جائیے اور دیکھیے، کہ اس نے کس چیز کا عزم کر رکھا ہے۔ شاید کہ وہ دینِ اسلام قبول کر لے اور ہمیں اس کے ساتھ لڑنے کی ضرورت ہی نہ رہے۔"

چنانچہ وہ تشریف لے گئے اور انہوں نے کسریٰ کے ہاں داخل ہونے کی اجازت طلب کی، تو اس نے انہیں اجازت دے دی۔

اس نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا، پھر ان کے لباس کے بارے میں پوچھنا شروع کیا، پھر اس نے ان سے کہا:

" مَا الَّذِي أَقْدَمَكُمْ هٰذِهِ الْبِلَادَ؟ أَظَنَنْتُمْ أَنَّا لَمَّا تَشَاغَلْنَا بِأَنْفُسِنَا اجْتَرَأْتُمْ عَلَيْنَا؟"

" کس چیز نے تمہیں ان شہروں میں آنے پر آمادہ کیا؟ کیا تم نے ہمیں اپنے معاملات میں مشغول سمجھ کر ہم پر (چڑھائی کی) جرأت کی ہے؟"

نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا:

⇐⇐⇐ میں ہوئی۔ (ملاحظہ ہو: تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۱۳۱)، بعض مؤرخین کی رائے میں یہ جنگ ۱۴ ہجری میں ہوئی۔ (دیکھئے: التاریخ الإسلامي لمحمود شاکر ۱۷۶/۳، ۱۷۷).

[1] کتاب الفتوح ۱۵٦/۱.

إِنَّ اللّٰهَ رَحِمَنَا ، فَأَرْسَلَ إِلَيْنَا رَسُوْلًا يَدُلُّنَا عَلَى الْخَيْرِ ، وَيَأْمُرُنَا بِهِ ، وَيُعَرِّفُنَا الشَّرَّ وَيَنْهَانَا عَنْهُ ، وَوَعَدَنَا عَلٰى إِجَابَتِهِ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْدَأَ بِمَنْ يَلِيْنَا مِنَ الْأُمَمِ فَنَدْعُوْهُمْ إِلَى الْإِنْصَافِ ، فَنَحْنُ نَدْعُوْكُمْ إِلٰى دِيْنِنَا ، وَهُوَ دِيْنٌ حَسَّنَ الْحَسَنَ ، وَقَبَّحَ الْقَبِيْحَ كُلَّهُ .

فَإِنْ أَبَيْتُمْ فَأَمْرٌ مِنَ الشَّرِّ ، هُوَ أَهْوَنُ مِنْ آخَرَ شَرٌّ مِنْهُ : اَلْجَزَاءُ .

فَإِنْ أَبَيْتُمْ فَالْمُنَاجَزَةُ .

وَإِنْ أَجَبْتُمْ إِلٰى دِيْنِنَا خَلَّفْنَا فِيْكُمْ كِتَابَ اللّٰهِ ، وَأَقَمْنَاكُمْ عَلَيْهِ عَلٰى أَنْ تَحْكُمُوْا بِأَحْكَامِهِ وَنَرْجِعُ عَنْكُمْ ، وَشَأْنَكُمْ وَبِلَادَكُمْ .

وَإِنْ اَتَّقَيْتُمُوْنَا بِالْجِزْيِ قَبِلْنَا وَمَنَعْنَاكُمْ ، وَإِلَّا قَاتَلْنَاكُمْ .

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم فرمایا اور ہماری طرف ایک رسول مبعوث فرمائے، وہ خیر کی جانب ہماری راہ نمائی کرتے ہیں اور اس (کے کرنے) کا حکم دیتے ہیں۔ وہ ہمیں بُرائی سے آگاہ کرتے ہیں اور اس سے منع کرتے ہیں۔ ان کی بات ماننے پر ہم سے انہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے دنیا وآخرت کی خیر کا وعدہ فرمایا ہے۔

انہوں نے ہمیں حکم دیا، کہ ہم اپنے پڑوس میں موجود اُمتوں سے آغاز کریں اور انہیں عدل وانصاف کرنے کی دعوت دیں، سو ہم تمہیں اپنے دین میں داخل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس دین نے ہر اچھائی کو اچھا

اور ہر برائی کو برا قرار دیا ہے۔

پس اگر تم نے اس سے انکار کیا، تو شر کی ایک بات ہے، جو کہ شر کی دوسری بات کے مقابلے میں ہلکی ہے (اور وہ بات تمہاری طرف سے) جزیہ (دینا) ہے۔

پس اگر تم نے (اس سے بھی) انکار کیا، تو لڑائی ہے۔

اگر تم نے ہمارے دین کو قبول کر لیا، تو ہم تم میں اللہ تعالیٰ کی کتاب چھوڑ جائیں گے اور تمہیں اس بات کا پابند کریں گے، کہ اس کے احکام کے مطابق فیصلے کرو اور خود واپس چلے جائیں گے اور تم جانو اور تمہارے شہر (یعنی تمہارے معاملات سے ہمیں کوئی سروکار نہیں ہوگا۔)

اگر تم نے جزیہ دے کر ہم سے بچنا چاہا، تو ہم اسے قبول کریں گے اور تمہاری حفاظت کریں گے۔ بصورتِ دیگر ہم تم سے لڑیں گے۔

پھر یزدجرد نے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

"إِنِّي لَا أَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أُمَّةً كَانَتْ أَشْقَى ، وَلَا أَقَلَّ عَدَدًا ، وَلَا أَسْوَأَ ذَاتِ بَيْنٍ مِنْكُمْ ."

"بے شک میں روئے زمین پر کسی بھی ایسی اُمت کو نہیں جانتا، جو تم سے زیادہ بدنصیب، تعداد میں تم سے کم اور باہمی جھگڑوں میں تم سے بدتر ہو۔"

وفد کے لوگ خاموش رہے، تو مغیرہ بن زرارہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور فرمایا:

أَيُّهَا الْمَلِكُ! إِنَّكَ قَدْ وَصَفْتَنَا صِفَةً لَمْ تَكُنْ بِهَا عَالِمًا . فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ سُوْءِ الْحَالِ ، فَمَا كَانَ أَسْوَأَ حَالًا مِنَّا......

اے بادشاہ! تم نے ہمارا جو وصف بیان کیا ہے، تمہیں تو اس کا علم نہیں تھا۔ تم نے (ہماری جس) بُری صورتِ حال کا ذکر کیا ہے، تو ہم سے بدتر

حالت میں تو کوئی نہیں تھا......

سو اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک جانی پہچانی شخصیت کو مبعوث فرمایا، جو ہم میں سے بہترین تھے، انہوں نے ہمیں فرمایا: ''بلاشبہ تمہارے رب فرماتے ہیں: '' میں تنہا اللہ ہوں، میرا کوئی شریک نہیں ...... انہوں نے (مزید) فرمایا:

مَنْ تَابَعَكُمْ عَلَى هٰذَا فَلَهُ مَالَكُمْ وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْكُمْ. وَمَنْ أَبَى فَأَعْرِضُوا عَلَيْهِ الْجِزْيَةَ ، ثُمَّ امْنَعُوهُ مِمَّا تَمْنَعُونَ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ . وَمَنْ أَبَى فَقَاتِلُوهُ ، فَأَنَا الْحَكَمُ بَيْنَكُمْ .

فَمَنْ قُتِلَ مِنْكُمْ أَدْخَلْتُهُ جَنَّتِي. وَمَنْ بَقِيَ مِنْكُمْ أَعْقَبْتُهُ النَّصْرَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُ ، فَاخْتَرْ إِنْ شِئْتَ الْجِزْيَةَ وَأَنْتَ صَاغِرٌ ، وَإِنْ شِئْتَ فَالسَّيْفَ أَوْ تُسْلِمْ فَتُنْجِي نَفْسَكَ .

جس نے تمہارے اس دین کی اتباع کی، اس کے حقوق و واجبات وہی ہیں، جو تمہارے ہیں۔ جو انکار کرے، تو اس پر جزیہ پیش کرو۔ ● (اگر وہ جزیہ دینا قبول کرے)، تو اس کی ہر اس چیز سے حفاظت کرو، جس سے تم اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو۔ جو (ان دونوں باتوں سے) انکار کرے، تو تم اس سے لڑو اور پھر میں تمہارے درمیان فیصلہ کرنے والا ہوں۔

تم میں سے قتل کیے جانے والوں کو میں جنت میں داخل کروں گا اور تم میں سے جو باقی رہا، تو میں، اس کے مخالفین کے مقابلے میں، اس کی مدد کروں گا۔ سو تم چاہو تو ذلیل ہو کر جزیہ دینا قبول کرو اور اگر چاہو، تو تلوار (یعنی

● یعنی وہ تمہیں جزیہ دینا منظور کرے۔

ہمارے مقابلے میں لڑائی کے لیے تیار ہو جاؤ) یا مسلمان ہو کر اپنی جان بچالو۔

یزدجرد جواب میں بولا:

"اِسْتَقْبَلْتَنِيْ بِمِثْلِ هٰذَا؟ لَوْ لَا أَنَّ الرُّسَلَ لَا تُقْتَلُ لَقَتَلْتُكُمْ. لَا شَيْءَ لَكُمْ عِنْدِيْ." [1]

''تم نے میرے روبرو ایسی گفتگو کی ہے؟ اگر قاصدوں کو قتل نہ کرنے کا دستور نہ ہوتا، تو میں تمہیں قتل کر دیتا۔ تمہارے لیے میرے ہاں کوئی چیز نہیں۔''

اس واقعہ میں واضح ہے، کہ نعمان بن مقرن اور مغیرہ بن زرارہ رضی اللہ عنہما نے شاہ فارس یزدجرد کے دربار میں دعوتِ دین دی۔ فرضي الله عنهما و أرضاهما.

اے رب ذوالجلال ہم ناکاروں کو بھی یہ جذبہ اور ہمت عطا فرمائیے۔ إنَّك سميعٌ مجيب.

اس واقعہ میں دیگر دس فوائد:

۱۔ دینِ حق قبول کرنے سے دنیا و آخرت کی خیر کا میسر آنا۔

۲۔ قبولِ اسلام کی برکت سے اہل عرب کی حالت میں ناقابل تصور تبدیلی۔

۳۔ دعوت کا آغاز پڑوسیوں سے ہونا۔

۴۔ اسلام عدل و انصاف کا داعی۔

۵۔ دینِ حق کا اچھی چیزوں کو اچھا اور بُری باتوں کو بُرا قرار دینا۔

---

[1] ملاحظہ ہو: البداية والنهاية ۹/۶۲۵۔۶۲۸؛ نیز ملاحظہ ہو: تاريخ الطبري ۳/۴۹۷۔۵۰۱؛ و كتاب الفتوح ۱/۱۵۶۔۱۵۹؛ والكامل ۲/۳۱۵۔۳۱۶.

مجوسیوں کے لیے تین میں سے ایک بات: اسلام، جزیہ یا جنگ، قبول کرنا۔

۔ قبولِ اسلام کے بعد نئے اور پرانے مسلمانوں کے حقوق و واجبات کا یکساں ہونا۔

۔ جہاد کی صورت میں اہل اسلام کے لیے نصرتِ الٰہیہ کا وعدہ۔

مسلمانوں کا مطمحِ نظر مال و متاع یا حکومت و سلطنت کی بجائے انسانیت کو دینِ حق میں داخل کرنا۔

۔ مسلمانوں کی بے مثل جرأت و بے باکی۔

مصری دربار میں عبادہ رضی اللہ عنہ کا دعوتِ دین دینا:

جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بابلیون [1] کا محاصرہ کیا اور مصریوں نے وس کیا کہ مسلمان لڑنے اور مصر فتح کرنے میں سنجیدہ ہیں، تو شاہِ اسکندریہ مقوقس حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کو ایک وفد ارسال کرنے کے لیے پیغام بھیجا، تاکہ وہ ان کا قف سن سکے۔ انہوں نے دس اشخاص پر مشتمل ایک وفد اس کی طرف روانہ کیا۔ اسی میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہی کو وفد کی جانب سے گفتگو کرنے کم دیا گیا۔

انہوں نے مقوقس سے بات چیت کی اور مسلمانوں کی آمد کا مقصد بیان کیا۔ قس نے انہیں اور ان کے ساتھیوں کو رومیوں کے لشکر، ان کے ساز و سامان اور قوت مت سے خوف زدہ کرنے کی کوشش کی۔ جواب میں عبادہ رضی اللہ عنہ نے اسے کہا:

يَا هٰذَا! لَا تُغَرَّنَّ نَفْسُكَ وَلَا أَصْحَابُكَ . أَمَا مَا تُخَوِّفُنَا بِهِ

[1] بابلیون: قاہرہ کے قریب دریائے نیل کے کنارے مصر کا ایک قدیمی شہر۔ فراعنہ مصر کا دار الحکومت بھی رہا ہے۔ ۶۴۱ء میں مسلمانوں نے رومیوں کو شکست دینے کے بعد اس پر قبضہ کیا۔ (ملاحظہ ہو: المنجد في الأعلام ص ٦٨٩).

مِنْ جَمْعِ الرُّوْمِ وَعَدَدِهِمْ وَكَثْرَتِهِمْ ، وَأَنَّا لَا نَقْوَى عَلَيْهِمْ ، فَلَعَمْرِيْ! مَا هٰذَا بِالَّذِيْ تُخَوِّفُنَا بِهِ ، وَلَا بِالَّذِيْ يَكْسِرُنَا عَمَّا نَحْنُ فِيْهِ......

وَمَا مِنَّا رَجُلٌ إِلَّا وَهُوَ يَدْعُوْ رَبَّهُ صَبَاحًا وَمَسَاءً أَنْ يَرْزُقَهُ الشَّهَادَةَ ، وَأَلَّا يَرُدَّهُ إِلٰى بَلَدِهِ ، وَلَا إِلٰى أَرْضِهِ ، وَلَا إِلٰى أَهْلِهِ وَوَلَدِهِ. وَلَيْسَ لِأَحَدٍ مِنَّا هَمٌّ فِيْمَا خَلْفَهُ . وَقَدِ اسْتَوْدَعَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا رَبَّهُ أَهْلَهُ وَوَلَدَهُ ، وَإِنَّمَا هَمُّنَا مَا أَمَامَنَا.

فَانْظُرِ الَّذِيْ تُرِيْدُ فَبَيِّنْهُ لَنَا . فَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ خَصْلَةٌ نَقْبَلُهَا مِنْكَ وَلَا نُجِيْبُكَ إِلَيْهَا إِلَّا خَصْلَةٌ مِنْ ثَلَاثٍ فَاخْتَرْ أَيَّهَا شِئْتَ ، وَلَا تُطِعْ نَفْسَكَ فِي الْبَاطِلِ ، بِذٰلِكَ أَمَرَنِي الْأَمِيْرُ ، وَبِهَا أَمَرَهُ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ، وَهُوَ عَهْدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَبْلُ إِلَيْنَا . إِمَّا أَجَبْتُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ الَّذِيْ هُوَ الدِّيْنُ الَّذِيْ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ غَيْرَهُ ، وَهُوَ دِيْنُ أَنْبِيَائِهِ وَرُسُلِهِ وَمَلَائِكَتِهِ ، أَمَرَنَا اللّٰهُ أَنْ نُقَاتِلَ مَنْ خَالَفَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ ، حَتّٰى يَدْخُلَ فِيْهِ . فَإِنْ فَعَلَ كَانَ لَهُ مَا لَنَا وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا ، وَكَانَ أَخَانَا فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ.

فَإِنْ قَبِلْتَ ذٰلِكَ أَنْتَ وَأَصْحَابُكَ ، فَقَدْ سَعِدْتُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ، وَرَجَعْنَا عَنْ قِتَالِكُمْ ، وَلَمْ نَسْتَحِلَّ أَذَاكُمْ وَلَا التَّعَرُّضَ لَكُمْ.

فَإِنْ أَبَيْتُمْ إِلَّا الْجِزْيَةَ ، فَأَدُّوْا إِلَيْنَا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَأَنْتُمْ

صَاغِرُوْنَ . نُعَامِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ نَرْضَى بِهِ نَحْنُ وَأَنْتُمْ ، فِي كُلِّ عَامٍ أَبَدًا مَا بَقِينَا وَبَقِيتُمْ ، وَنُقَاتِلُ عَنْكُمْ مَنْ نَاوَأَكُمْ ، وَعَرَضَ لَكُمْ فِي شَيْءٍ مِنْ أَرْضِكُمْ وَدِمَائِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ ، وَنَقُومُ بِذٰلِكَ عَنْكُمْ إِذَا كُنْتُمْ فِي ذِمَّتِنَا ، وَكَانَ لَكُمْ بِهِ عَهْدٌ عَلَيْنَا .

وَإِنْ أَبَيْتُمْ فَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِلَّا الْمُحَاكَمَةَ بِالسَّيْفِ حَتّٰى نَمُوْتَ مِنْ آخِرِنَا أَوْ نُصِيْبَ مَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ . هٰذَا دِيْنُنَا الَّذِيْ نَدِيْنُ اللّٰهَ بِهِ ، وَلَا يَجُوْزُ لَنَا فِيْمَا بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ غَيْرُهُ ، فَانْظُرُوْا لِأَنْفُسِكُمْ . ●

اے شخص! تمہیں تمہاری شخصیت اور تمہارے ساتھی مغالطے میں مبتلا نہ کر دیں۔ تم رومیوں کی جس کثرت سے ہمیں ڈرا رہے ہو اور یہ کہ ہم ان کے مقابلے کی تاب نہیں رکھتے، تو میری عمر کی قسم! تو یہ (بات) ہمیں خوف زدہ نہیں کر سکتی اور نہ ہی ہمارے ارادے کو شکستہ کر سکتی ہے......

ہم میں سے ہر شخص صبح و شام اپنے رب تعالیٰ سے یہ دعا کر رہا ہے، کہ وہ اسے شہادت نصیب فرما دیں اور اسے اپنے وطن، سرزمین اور اہل و عیال کی طرف نہ لوٹائیں۔ ہم میں سے کسی کا ہدف پیچھے نہیں، بلکہ بلاشبہ ہمارا مقصود آگے ہے اور ہم میں سے ہر ایک اپنے اہل و عیال کو اپنے رب کی سپردگی میں دے آیا ہوا ہے۔

تم جو چاہتے ہو، اس کے متعلق غور و خوض کر کے ہمیں بتلا دو۔ ہم تم سے تین میں سے ایک بات کے علاوہ کسی بھی اور بات کو نہ قبول کرنے والے ہیں اور نہ ہی سننے والے۔ ان میں سے جو چاہو اختیار کر لو۔ باطل (کے

● فتوح مصر وأخبارها ص ٥٤ باختصار.

انتخاب کرنے) میں اپنے نفس کی نہ مانو۔ (ہمارے) امیر نے مجھے اسی بات کا حکم دیا ہے اور اسی کی بات کا امیر المؤمنین نے انہیں حکم دیا ہے اور اسی بات کا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے عہد لیا ہوا ہے۔

اگر تم اسلام قبول کرو، تو وہ، تو وہ دین ہے، کہ اللہ تعالیٰ اس کے سوا کسی دوسرے دین کو قبول نہیں فرماتے اور وہی ان کے انبیاء، رسولوں اور فرشتوں کا دین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے، کہ جو کوئی اس کی مخالفت کرے اور اس سے اعراض کرے، تو ہم (اس دین میں) اس کے داخل ہونے تک اس سے لڑائی کریں۔ اگر وہ اس میں داخل ہو جائے، تو اس کے حقوق و واجبات وہی ہوں گے، جو ہمارے ہیں اور وہ ہمارا دینی بھائی ہوگا۔ اگر تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے اسے قبول کرلیا، تو تم (سب) دنیا و آخرت میں سعادت مند ہو جاؤ گے، ہم تمہارے ساتھ لڑے بغیر واپس چلے جائیں گے اور ہم تمہیں اذیت دینا اور تم سے تعرض کرنا اپنے لیے روا نہ سمجھیں گے۔

اگر تم نے جزیہ دینا ہی اختیار کیا، تو ذلیل ہو کر اپنے ہاتھوں سے ہمیں جزیہ ادا کرو۔ ہم تم سے باہمی رضا مندی سے طے شدہ معاہدے کے مطابق سلوک کریں گے۔ یہ جزیہ تم ہر سال، جب تک ہم اور تم زندہ رہیں گے، ہمیشہ ادا کرو گے۔ جو تم سے دشمنی رکھے گا یا تمہاری زمین، خون یا مالوں میں سے کسی چیز سے تعرض کرے گا، ہم تمہاری خاطر اس سے جنگ کریں گے۔ جب تک تم ہماری ذمہ داری میں رہو گے اور ہم پر تمہارا عہد ہوگا، ہم اس ذمہ داری کو پورا کریں گے۔

اگر تم نے ایسا کرنے سے انکار کیا، تو پھر ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار

ہی سے فیصلہ ہوگا، یہاں تک کہ ہم میں سے آخری شخص ختم ہو جائے یا ہم تمہارے بارے میں اپنا مقصد حاصل کرلیں۔ یہ ہمارا دین ہے، جو کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے لیے اختیار کیا ہے۔تمہارے بارے میں اس کے علاوہ اور واضح صورت جائز نہیں۔تم اپنی جانوں کے متعلق غور وخوض کرلو۔

اللہ اکبر! یہ دعوت کس قدر واضح، صریح، دوٹوک، جلیل القدر، باعزت اور بلند وبالا ہے! اے حي قیوم رب! غلبۂ اسلام کا زمانہ پھر لائیے۔آمین یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ.

اس واقعہ میں دیگر چھ فوائد:

ا: اہل اسلام کی بے خوفی اور بے باکی۔

۲: مسلمانوں کا شوق شہادت۔

۳: نصاریٰ کے لیے تین باتوں [اسلام، جزیہ یا جنگ] میں سے ایک چننے کا اختیار۔

۴: قبولِ اسلام کے بعد نئے اور پرانے مسلمانوں کے حقوق و واجبات میں کسی طرح کا فرق نہ ہونا۔

۵: مسلمانوں کا ہدف لوگوں کے مال ومتاع، خطۂ زمین اور ان سے لڑائی کی بجائے ان کا قبول اسلام ہونا۔

۶: دین حق کے قبول کرنے میں دنیا وآخرت کی سعادت کا ہونا۔

ہ: عسیفان ❶ کے راجہ کے دربار میں مسلمان تاجروں کی دعوتِ توحید:

اس راجہ نے اپنے ملک کے مندر کے پروہتوں پر ناراض ہو کر انہیں قتل کر ڈالا اور مسلمان تاجروں کو بلایا۔علامہ بلاذری رقم طراز ہیں:

❶ علامہ بلاذری کے بقول عسیفان کا ملک کشمیر، ملتان اور کابل کے درمیان واقع تھا۔(ملاحظہ ہو: فتوح البلدان ص ٤٣٣).

"ثُمَّ دَعَا قَوْمًا مِنْ تُجَّارِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَعَرَضُوْا عَلَيْهِ التَّوْحِيْدَ، فَوَحَّدَ وَأَسْلَمَ، وَكَانَ ذٰلِكَ فِيْ خِلَافَةِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمُعْتَصِمِ بِاللّٰهِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى." ❶

"پھر اس نے مسلمان تاجروں کی ایک جماعت کو بلایا۔ انہوں نے اس کے سامنے (اللہ تعالیٰ کی) توحید پیش کی، تو وہ توحید پر ایمان لے آیا اور مسلمان ہوگیا۔ یہ واقعہ امیر المومنین المعتصم باللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے زمانے میں پیش آیا۔"

اس اقتباس سے یہ بات واضح ہے، کہ مسلمان تاجروں نے راجہ عسیفان کو دعوتِ توحید دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعوت اس قدر موثر بنادی، کہ بت پرست بادشاہ توحید کا قائل ہوا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوگیا۔

-۳-

جبلِ صفا پر دعوتِ دین

امام بخاری اور امام مسلم نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: جب یہ (آیت کریمہ) نازل ہوئی:

﴿وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ ❷

[اور اپنے سب سے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے]

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم [کوہ] صفا پر چڑھے اور بلند آواز سے پکارنا شروع کیا:

"يَا بَنِيْ فِهْرٍ! يَا بَنِيْ عَدِيٍّ.....

اے بنو فہر! اے بنو عدی..... قریش کی شاخوں کو۔ ❸

❶ المرجع السابق ص ٤٣٣؛ نیز ملاحظہ ہو: دعوت اسلام (مترجم) ص ۲۷۱۔

❷ سورة الشعراء / الآية ٢١٤.

❸ یعنی قریش کی ایک ایک شاخ کا نام لے کر پکارتے رہے۔

یہاں تک کہ وہ اکٹھے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص خود نہ جا سکا، تو اس نے قاصد بھیجا، تا کہ وہ دیکھے، کہ کیا بات ہے۔

ابولہب اور قریش آ گئے، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِي تُرِيدُ أَنْ تُغِيرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟"

"اگر میں تمہیں خبر دوں، کہ وادی میں گھڑسواروں کا ایک موجود دستہ تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے، تو کیا تم میری تصدیق کرو گے؟"

انہوں نے کہا:

"نَعَمْ، مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا."

"ہاں (کیونکہ) ہم نے آپ کے ہاں سچائی کے علاوہ کچھ نہیں پایا۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ."

"پس میں شدید عذاب سے پہلے تمہارے لیے ڈرانے والا ہوں۔"

ابولہب نے کہا:

"تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ، أَلِهَذَا جَمَعْتَنَا؟"

"سارا دن۔معاذ اللہ۔ تیرے لیے تباہی ہو، کیا تو نے اسی لیے ہم کو جمع کیا؟"

اس پر (یہ آیات) نازل ہوئی:

﴿تَبَّتْ يَدَآ أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ. مَآ أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ[1]﴾[2]

---

[1] سورة اللهب / الآيتان ١-٢.

[2] متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ ⇦⇦⇦

[ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے اور وہ خود (بھی) ہلاک ہوگیا۔
اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا اس کے کسی کام نہ آیا۔]

عربوں میں یہ دستور تھا، کہ جب کوئی بڑا حادثہ ہوتا اور لوگوں کی توجہ مبذول کروانا مقصود ہوتا، تو ایک شخص کسی پہاڑ پر چڑھ کر اپنے کپڑے اتار دیتا اور بآواز بلند لوگوں کو پکارتا، تو وہ اس کے پاس جمع ہوجاتے۔ آنحضرت ﷺ نے دعوتِ توحید دینے کی خاطر قریش کی شاخوں کو جمع کرنے کی غرض سے ایسے ہی کیا، البتہ کپڑے نہ اتارے۔

صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

"خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰی صَعِدَ الصَّفَا، فَهَتَفَ: "یَا صَبَاحَاهُ." ❶

"رسول اللہ ﷺ نکلے اور صفا پر چڑھ کر چیخ کر پکارا: "یَا صَبَاحَاهُ""۔

اس کی شرح میں امام نووی رقم طراز ہیں: (**فهتف**) سے مراد چیخ کر پکارا اور (یَا صَبَاحَاه) اس وقت بولتے ہیں، جب کوئی حادثہ ہوجائے۔ اس کے کہنے کا مقصد لوگوں کو جمع کرنا اور پیش آمدہ واقعہ سے نمٹنے کے لیے تیار کرنا ہوتا ہے۔ ❷

اس واقعہ میں دیگر آٹھ فوائد:

ا: نبی کریم ﷺ کی سچ گوئی۔

۲: دشمنوں کا عظمتِ مصطفی ﷺ کی گواہی دینا۔

⇦⇦⇦ رقم الحدیث ۴۷۷۰، ۸/۵۰۱؛ وصحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب في قوله تعالی: ﴿وأنذر عشیرتك الاقربین﴾، رقم الحدیث ۳۵۵۔ (۲۰۸)، ۱/۱۹۳۔۱۹۴.
الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

❶ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب في قوله تعالیٰ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾، جزء من رقم الحدیث ۳۵۵۔ (۲۰۸)، ۱/۱۹۴.

❷ شرح النووي ۳/۸۲.

۳: معاشرے میں ابلاغ کے مروجہ وسائل میں سے صرف شریعت کے موافق وسائل سے استفادہ۔

۴: ابلاغ کے غیر شرعی وسائل کی قوتِ تاثیر کے باوجود ان سے اعراض۔

۵: دعوتِ دین میں [مثال] کے ذریعے بات کو واضح کرنا۔

۶: سامعین کو گفتگو میں شریک کرنا۔

۷: اعدائے اسلام کی دینِ حق کے لیے شدید دشمنی۔

۸: اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام مصطفیٰ ﷺ۔

-۴-

یہودیوں کی عبادت گاہ میں دعوتِ دین

حضرت ائمہ احمد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا: ''نبی کریم ﷺ نکلے اور میں آپ کے ہمراہ تھا، یہاں تک کہ ہم یہودیوں کے عید کے دن ان کی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے ہمارے وہاں جانے کو ناپسند کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا:

''يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ! أَرُوْنِي اثْنَيْ عَشَرَ رَجُلًا يَشْهَدُوْنَ:
''أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَسُوْلُ اللّٰهِ''
يُحْبِطُ اللّٰهُ عَنْ كُلِّ يَهُوْدِيٍّ تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ الْغَضَبَ الَّذِيْ غَضِبَ عَلَيْهِ.''

''اے گروہ یہود! مجھے بارہ ایسے اشخاص دکھلاؤ، جو اس بات کی گواہی دیں:
''بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور بلاشبہ محمد ﷺ۔ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔''

تو اللہ تعالیٰ آسمان کے نیچے موجود ہر یہودی سے اپنے اس غضب کو دور کر دے گا، جو کہ انہوں نے اس پر کیا۔"

انہوں نے بیان کیا: "وہ خاموش رہے، ان میں سے کسی ایک نے بھی آنحضرت ﷺ کی بات کا جواب نہ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے اپنی بات کو دوبارہ فرمایا، لیکن آپ کو کسی نے جواب نہ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے تیسری دفعہ بات کو دہرایا، لیکن آپ کو کسی نے جواب نہ دیا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"أَبَيْتُمْ، فَوَ اللّٰهِ، إِنِّي لَأَنَا الْحَاشِرُ، وَأَنَا الْعَاقِبُ، وَأَنَا النَّبِيُّ الْمُصْطَفٰى، آمَنْتُمْ أَوْ كَذَّبْتُمْ."

"تم نے انکار کیا ہے، واللہ! بلاشبہ میں (روزِ قیامت) سب لوگوں سے پہلے اٹھنے والا ہوں اور میں انبیاء میں سے آخری ہوں اور میں نبی مصطفیٰ [1] ہوں۔ ﷺ۔ تم (میرے ساتھ) ایمان لاؤ یا (مجھے) جھٹلاؤ۔"

پھر آنحضرت ﷺ پلٹے اور میں آپ کے ہمراہ تھا۔ ہم (وہاں سے) نکلنے ہی والے تھے، کہ ایک شخص [عبداللہ بن سلام] نے ہمارے پیچھے سے آواز دی:

"كَمَا أَنْتَ يَا مُحَمَّدُ ۔ ﷺ ۔"

"اے محمد ۔ ﷺ ۔ جیسے ہو، ویسے ہی رہو۔" (یعنی اپنی جگہ رک جائیے)۔

انہوں (راوی) نے بیان کیا: آنحضرت ﷺ (اس کی جانب) متوجہ ہوئے، تو اس شخص نے کہا:

"أَيُّ رَجُلٍ تَعْلَمُونِي فِيكُمْ يَا مَعْشَرَ الْيَهُودِ؟"

"اے گروہِ یہود! تم مجھے اپنے میں سے کس قسم کا آدمی جانتے ہو؟"

---

[1] (مصطفیٰ): نبی کریم ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں سے ہے۔ اس سے مراد چنے ہوئے، منتخب کردہ۔ (ملاحظہ ہو: الرياض الأنيقة في شرح أسماء خير الخليقة ﷺ ص ۲۴۷ ۔ ۲۴۸۔)

انہوں نے جواب دیا:

"وَاللّٰهِ! مَا نَعْلَمُ أَنَّهُ كَانَ فِينَا رَجُلٌ أَعْلَمَ بِكِتَابِ اللّٰهِ مِنْكَ، وَلَا أَفْقَهَ مِنْكَ، وَلَا مِنْ أَبِيكَ مِنْ قَبْلِكَ، وَلَا مِنْ جَدِّكَ قَبْلَ أَبِيكَ."

"واللہ! ہم اپنے میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا آپ سے اور آپ سے پہلے آپ کے باپ اور آپ کے باپ سے پہلے آپ کے دادا سے زیادہ علم والا اور دین کی سمجھ رکھنے والا نہیں جانتے۔"

اس (شخص) نے کہا:

"فَإِنِّي أَشْهَدُ لَهُ بِاللّٰهِ أَنَّهُ نَبِيُّ اللّٰهِ الَّذِي تَجِدُونَهُ فِي التَّوْرَاةِ."

"سو میں یقیناً حلفیہ گواہی دیتا ہوں، کہ بے شک وہ اللہ تعالیٰ کے وہی نبی ہیں، جنہیں تم تورات میں پاتے ہو۔"

انہوں نے کہا: "تو جھوٹ بولتا ہے۔"

پھر انہوں نے (یعنی یہودیوں نے) ان کی بات کی تردید کی اور ان کے متعلق بُرا بھلا کہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"كَذَبْتُمْ، لَنْ يُقْبَلَ قَوْلُكُمْ. أَمَّا آنِفًا فَتُثْنُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا أَثْنَيْتُمْ. وَلَمَّا آمَنَ أَكْذَبْتُمُوهُ، وَقُلْتُمْ فِيهِ مَا قُلْتُمْ، فَلَنْ يُقْبَلَ قَوْلُكُمْ."

"تم نے جھوٹ بولا ہے۔ تمہاری بات ہرگز تسلیم نہیں کی جائے گی۔ ابھی تم نے اس کی بہت زیادہ تعریف کی اور جب وہ ایمان لے آیا، تو کیا تم نے اس کی تکذیب کی ہے؟ اور تم نے اس کے متعلق بُرا بھلا کہا۔ تمہاری

بات ہرگز قبول نہیں کی جائے گی۔''

انہوں (راوی) نے بیان کیا: ''ہم (وہاں سے) نکلے، تو تین تھے: رسول اللہ ﷺ، میں اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور اللہ عزوجل نے ان کے بارے میں یہ (آیت) نازل فرمائی:

﴿قُلْ أَرَءَيْتُمْ إِن كَانَ مِنْ عِندِ ٱللَّهِ وَكَفَرْتُم بِهِۦ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِۦ فَـَٔامَنَ وَٱسْتَكْبَرْتُمْ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ﴾ [1] [2]

[آپ کہیے تم نے غور کیا، اگر یہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کی جانب سے (نازل کردہ) ہو اور تم نے اس کا انکار کردیا اور بنی اسرائیل کا ایک گواہ اس جیسے (قرآن) کی گواہی دے چکا ہے اور ایمان لا چکا ہے اور تم نے ازراہِ تکبر انکار کردیا ہے (تو تمہارا انجام کیا ہوگا) بے شک اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتے۔]

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ بنفس نفیس ایک ساتھی کے ہمراہ یہودیوں کے معبد میں تشریف لے گئے اور انہیں دعوتِ اسلام دی اور انہیں ترغیب دیتے ہوئے، فرمایا، کہ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر اپنی ناراضی ختم فرما دیں

---

[1] سورة الأحقاف / الآية ١٠.

[2] المسند، رقم الحديث ٢٣٩٨٤، ٣٩/٤٠٩-٤١٠؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، ذكر عبد الله بن سلام رضي الله عنه، رقم الحديث ٧١٦٢، ١٦/١١٨-١٢٠؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ٣/٤١٥-٤١٦. الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔ امام حاکم نے اسے صحیحین کی شرط پر (صحیح) قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے ابن حبان کی (سند کو صحیح) اور المسند کی (سند کو صحیح مسلم کی شرط پر صحیح) کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين ٣/٤١٦؛ والتلخيص ٣/٤١٦؛ وهامش المسند ٣٩/٤١٠).

گے۔ آپ ﷺ اپنے بدترین دشمنوں کو بھی دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیے کس قدر حریص تھے فصلوات ربي وسلامه عليه ! اے اللہ کریم! ہمیں بھی یہ حرص عطا فرمائیے۔ إنك سميع مجيب .

اس واقعہ میں دیگر نو فوائد:

۱: اسلام کا عالمگیر مذہب ہونا۔ [1]

۲: دعوتِ دین کی جدوجہد میں ساتھیوں کو شریک کرنا۔

۳: دعوتِ دین میں مخاطبین کو ان کے لقب سے پکارنا۔

۴: اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہوئے [اسلوب ترغیب] استعمال کرنا۔

۵: غیر مسلموں کو دعوت دین دینے کا آغاز توحید ورسالت کی شہادت کے اقرار کرنے کی تلقین کے ساتھ سے کرنا۔ [2]

۶: دعوتِ دین دیتے ہوئے بات کا تکرار کرنا۔ [3]

۷: لوگوں کی ہدایت کے لیے نبی کریم ﷺ کی شدید خواہش اور بے مثال جستجو۔

۸: یہود کی آنحضرت ﷺ کی صداقت اور حقانیت سے آگاہی۔

۹: یہودیوں کا عناد اور افترا پردازی۔

-۵-

گھروں میں دعوتِ دین

ہمارے نبی کریم ﷺ گھروں میں دعوتِ دین کا اہتمام فرماتے۔ بسا اوقات غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام دینے کی غرض سے ان کے ہاں تشریف لے جاتے۔ کسی

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھئے: راقم السطور کی کتاب: ''دعوتِ دین کسے دیں؟''

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''دعوت دین کس چیز کی طرف دی جائے؟'' ص ۵۱۔۱۰۸۔

[3] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ۱۵۵.

مسلمان کی غلطی، کوتاہی یا غلط فہمی کی اطلاع ملنے پر اس کے گھر پہنچ کر اصلاح اور تربیت فرماتے۔ مسلمان خواتین کو پیغامِ الٰہی پہنچانے اور ان کی تعلیم و تربیت کی خاطر ان میں سے کسی ایک کے گھر میں مجلس کے انعقاد کا انتظام کرواتے۔ اس بارے میں ذیل میں تیرہ مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

۱: دعوت دین کے لیے بنو عبدالمطلب کو اپنے ہاں کھانے پر بلانا:

امام احمد اور امام ضیاء مقدسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے،

"جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَوْ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَفِيهِمْ رَهْطٌ كُلُّهُمْ يَأْكُلُ الْجَذَعَةَ وَيَشْرَبُ الْفَرَقَ."

"رسول اللہ ﷺ نے بنو عبدالمطلب کو جمع کیا یا انہیں بلایا اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے تھے، کہ ان میں ہر ایک (پورا) جذعہ ❶ کھا لیتا اور فرق ❷ (پانی) پی لیتا تھا۔"

انہوں نے بیان کیا: "آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے ایک مد ❸ کھانا تیار کروایا۔ انہوں نے سیر ہو کر کھایا۔"

انہوں نے بیان کیا: "پھر بھی کھانا اس قدر رہا، جتنا پہلے تھا۔ (ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ) گویا کہ اس کو چھوا ہی نہیں گیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے (پانی کا) ایک چھوٹا

---

❶ (جَذَعَة): پانچویں سال میں داخل ہونے والے اونٹ، دوسرے سال میں داخل ہونے والی گائے اور بکری اور ایک سال کی بھیڑ کو [جذعة] کہتے ہیں اور یہاں جذعہ سے مراد دوسرے سال میں داخل ہونے والی بکری یا ایک سالہ بھیڑ ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأماني ۲۰/ ۲۲۳).

❷ (الفَرَق): اہل حجاز کا ایک پیمانہ جو کہ بارہ مد یا تین صاع کے برابر ہوتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش المسند للشیخ احمد شاکر ۲/ ۳۵۲) اور صاع کم و بیش اڑھائی کلو کے برابر ہوتا ہے۔ اس طرح الفَرَق کم و بیش ساڑھے سات کلو ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم.

❸ (مد): صاع کا ایک چوتھائی۔

پیالہ منگوایا۔ انہوں نے سیر ہوکر پیا۔ پھر بھی پانی اس قدر باقی رہا، کہ گویا کہ اس کو چھوا ہی نہیں گیا یا انہوں نے پیا ہی نہیں۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! إِنِّي بُعِثْتُ إِلَيْكُمْ خَاصَّةً، وَإِلَى النَّاسِ عَامَّةً، وَقَدْ رَأَيْتُمْ مِنْ هٰذِهِ الْآيَةِ مَا رَأَيْتُمْ، فَأَيُّكُمْ يُبَايِعُنِي عَلٰى أَنْ يَكُوْنَ أَخِي وَصَاحِبِي؟'' [1]

''اے بنو عبدالمطلب! بے شک مجھے خصوصی طور پر تمہاری طرف اور عمومی طور پر سب لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ اور اس بارے میں تم نشانی دیکھ چکے ہو۔ پس تم میں سے کون میرا بھائی اور ساتھی بننے کے لیے میری بیعت کرتا ہے؟''

انہوں نے بیان کیا: ''آنحضرت ﷺ کی جانب کوئی ایک بھی نہ اٹھا۔''

انہوں نے بیان کیا: ''میں آپ ﷺ کی جانب اٹھا، اور میں (وہاں موجود) لوگوں میں سے سب سے چھوٹا تھا۔''

انہوں نے بیان کیا: ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔''

آنحضرت ﷺ نے تین مرتبہ (اپنی بات) دہرائی۔ میں ہر دفعہ آپ ﷺ کی جانب اٹھ کر جاتا اور آنحضور ﷺ فرماتے: ''بیٹھ جاؤ۔'' جب میں تیسری مرتبہ اٹھا، تو آنحضرت ﷺ نے اپنا دست (مبارک) میرے ہاتھ پر مارا۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے بنو عبدالمطلب کو اپنے ہاں کھانے پر بلا کر اسلام کی اشاعت اور سربلندی کے لیے جدوجہد میں شریک ہونے کی دعوت دی۔

---

[1] المسند، رقم الحديث ۱۳۷۱، ۲/ ۳۵۲-۳۵۳؛ و الأحاديث المختارة، رقم الحديث ٤٤٨، ۲/ ۷۱-۷۲. الفاظِ حدیث الأحادیث المختارۃ کے ہیں۔ حافظ ہیثمی نے المسند کے راویان کو [ثقہ] اور شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ۸/ ۳۰۲؛ و هامش المسند: ۲/ ۳۵۳).

اس حدیث میں دیگر نو فوائد:

۱: مشرکین کو دعوتِ اسلام دینا۔

۲: اقارب کو دعوتِ دین دینے کا خصوصی اہتمام۔

۳: دعوتِ دین پہنچانے کی غرض سے مشرکین کی خاطر تواضع۔

۴: دعوتِ حق کی تائید میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات کا ظہور۔

۵: دشمنانِ دین کا عناد۔

۶: ایک ہی موقعہ پر متعدد بار دعوتِ دین دینا۔

۷: اقارب کی ہدایت کے لیے آنحضرت ﷺ کی شدید خواہش اور جستجو۔

۸: دینِ حق کی خدمت میں نوجوانوں کا حصہ۔

۹: معجزات کے دیکھنے پر ہر ایک کا حق کو قبول نہ کرنا۔

ب: دارِ ارقم رضی اللہ عنہ میں دعوتِ دین:

نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ میں ارقم بن ابی ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر کا انتخاب کر رکھا تھا۔ اس میں آنحضرت ﷺ مسلمانوں کو دینی امور کی تعلیم دیتے اور دیگر آنے والوں کو دعوتِ اسلام دیتے۔

امام ابن سعد نے عثمان بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

أَنَا ابْنُ سَبْعَةٍ فِي الْإِسْلَامِ: أَسْلَمَ أَبِي سَابِعَ سَبْعَةٍ، وَكَانَتْ دَارُهُ بِمَكَّةَ عَلَى الصَّفَا، وَهِيَ الدَّارُ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَكُوْنُ فِيهَا فِي أَوَّلِ الْإِسْلَامِ، وَفِيهَا دَعَا النَّاسَ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَأَسْلَمَ فِيهَا قَوْمٌ كَثِيرٌ...... وَدُعِيَتْ دَارُ الْأَرْقَمِ دَارَ الْإِسْلَامِ۔ [1]

[1] الطبقات الکبری ۳/ ۲٤۲ باختصار؛ نیز ملاحظہ ہو: سیرة ابن ہشام ۱/ ۳٤۳، ۳٤٥؛ ⇦⇦⇦

میں اسلام میں ساتویں شخص کا بیٹا ہوں۔ میرے والد دائرۂ اسلام میں داخل ہونے والے ساتویں شخص تھے۔ ان کا گھر مکہ (مکرمہ) میں (کوہ) صفا پر تھا۔ وہ وہی گھر ہے، جس میں ابتدائے اسلام میں نبی کریم ﷺ تشریف رکھا کرتے تھے۔ آنحضرت ﷺ نے اسی میں لوگوں کو دعوتِ اسلام دی اور اس میں بہت لوگ مسلمان ہوئے...... دارارقم کو دارالاسلام کا نام دیا گیا۔

ج: قریب المرگ چچا کے گھر دعوت توحید دینے کی خاطر جانا:

امام بخاری اور امام مسلم نے سعید بن میتب کے حوالے سے ان کے باپ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَعِنْدَهُ أَبُوجَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: "أَيْ عَمِّ! قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ."

''جب ابوطالب کی وفات کا وقت آیا، تو نبی کریم ﷺ ان کے ہاں داخل ہوئے۔ ان کے پاس ابوجہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اے چچا (جان)! آپ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه] کہیے، میں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے لیے جھگڑا کروں گا۔'' ❶

⇦⇦ ومناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه ص ١١٣؛ وسير أعلام النبلاء ٢/ ٤٧٩؛ وتاريخ الإسلام (السيرة النبوية) للحافظ الذهبي ص ١٧٨؛ والسيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلية ص ١٩٥.

❶ یعنی میں اسے بارگاہِ الٰہی میں آپ کے لیے بطور حجت پیش کروں گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے: "أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ" (صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب إذا قال المشرك عند الموت، لا إله إلا الله، جزء من رقم الحديث ١٣٦٠، ٣/ ٢٢٢). [میں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کے لیے گواہی دوں گا۔]

ابوجہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا:

"أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟"[1]

''کیا آپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جائیں گے؟''

ایک دوسری روایت میں ہے:

فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ، وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ، حَتّٰى قَالَ أَبُوْطَالِبٍ آخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ: "هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. وَأَبٰى أَنْ يَقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ......الحديث[2]

رسول اللہ ﷺ مسلسل ان پر اسے (یعنی کلمہ توحید) پیش کرتے رہے اور وہ دونوں اپنی بات دہراتے رہے، یہاں تک کہ ابوطالب کے آخری الفاظ یہ تھے: ''وہ عبدالمطلب کے دین پر ہے۔'' اورانہوں نے [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہنے سے انکار کر دیا۔......الحدیث.

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ دعوت توحید دینے کی غرض سے اپنے چچا کے ہاں تشریف لے گئے۔

اس واقعہ میں دیگر آٹھ فوائد:

۱: مخاطب[3] کی زندگی کے آخری لمحات تک اسے دعوتِ دین دینا۔

۲: چچا اور اسی طرح باپ، بلکہ والدین کو دعوتِ دین، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے

---

[1] متفق علیه: صحيح البخاری، كتاب التفسير، سورة براءة، باب (ما كان للنبي والذين آمنوا أن يستغفروا للمشركين)، جزء من رقم الحديث ٤٦٧٥، ٣٤١/٨؛ وصحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الدليل على صحة إسلام من حضره الموت ما لم يشرع في النزع......، رقم الحديث ٣٩۔ (٢٤)، ٥٤/١. الفاظِ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

[2] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب إذ قال المشرك عند الموت: "لا إله إلا الله"، جزء من رقم الحديث ١٣٦٠، ٢٢٢/٣.

[3] یعنی جسے دعوت دی جاتی، یا جس کے ساتھ گفتگو کی جاتی ہے۔

روکنا۔ ❶

۳: دعوت دیئے جانے والے شخص کو ایسے لقب سے پکارنا، جس میں اس کی تکریم ہو اور داعی ❷ اور اس کے درمیان قرابت اور عزیز داری کا اظہار ہو۔

۴: غیر مسلموں کو دعوتِ دین دیتے ہوئے نقطہ آغاز دعوتِ توحید ہونا۔

۵: دشمنانِ اسلام کا دینِ حق قبول کرنے سے روکنے کی خاطر سر توڑ کوشش کرنا۔

۶: دعوتِ حق قبول نہ کیے جانے کے باوجود تا حد استطاعت دعوت دیتے رہنا۔

۷: داعی کے اخلاص اور دعوت کے عمدہ طریقے کے باوجود دعوت کی قبولیت کی ضمانت نہ ہونا۔

۸: ہدایت دینے کا اختیار صرف اللہ وحدہ لاشریک کے پاس ہونا۔

د: ابوقحافہ کے گھر دعوتِ اسلام دینے کی خاطر خود جانے کی رغبت:

امام حاکم نے سیّدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

لَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ ، وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ذَا طُوَى......

فَلَمَّا دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمَسْجِدَ ، خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ رضی اللہ عنہ حَتَّى جَاءَ بِأَبِيْهِ يَقُوْدُهُ .

فتح (مکہ) کے سال رسول اللہ ﷺ نے ذی طوی میں پڑاؤ ڈالا......

جب رسول اللہ ﷺ مسجد (الحرام) میں داخل ہوئے، تو ابوبکر رضی اللہ عنہ جا کر اپنے والد کو ہاتھ سے پکڑ کر لے آئے۔ ❸

جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا، تو ارشاد فرمایا:

---

❶ اس بارے میں تفصیلی گفتگو کے لیے دیکھیے: راقم السطور کی کتاب ''والدین کا احتساب''۔

❷ یعنی دعوت دینے والا۔

❸ حضرت ابوقحافہ اس وقت نابینا ہو چکے تھے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك، كتاب المغازي، ۳/ ٤٦).

”هَلَّا تَرَكْتَ الشَّيْخَ فِي بَيْتِهِ حَتَّى أَجِيئَهُ.“

”تم نے بابا کو ان کے گھر میں کیوں رہنے نہیں دیا، یہاں تک کہ میں (خود) ان کے پاس آتا۔“

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

”يَمْشِي هُوَ إِلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَحَقُّ مِنْ أَنْ تَمْشِيَ إِلَيْهِ.“

”ان کا آپ کی خدمت میں آ کر حاضر ہونا، آپ کے ان کے پاس تشریف لے جانے سے، زیادہ مناسب ہے۔“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر (ہاتھ) پھیرا اور فرمایا:

”أَسْلِمْ تَسْلَمْ.“

”مسلمان ہو جائیے، آپ بچ جائیں گے۔“

”فَأَسْلَمَ.“[1]

”سو وہ مسلمان ہو گئے۔“

اس واقعہ میں فائدہ دیگر:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثل تواضع، کہ اپنے بلند مقام اور عظیم الشان فتح حاصل ہونے کے باوجود ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کے گھر خود تشریف لے جانے کی رغبت کا اظہار فرمایا۔

۵: فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ایک گھر میں خواتین کو وعظ کے لیے بھیجنا:

حضرات ائمہ احمد، ابویعلی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت اُمّ عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا:

---

[1] المستدرك على الصحيحين، كتاب المغازي، ٣/٤٦. امام حاکم نے اسے [صحیح مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٣/٤٧ والتلخيص ٣/٤٧).

''جب رسول اللہ ﷺ مدینہ (طیبہ) تشریف لائے، تو آنحضرت ﷺ نے انصاری خواتین کو ایک گھر میں جمع فرمایا، پھر ہماری طرف عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

وہ دروازے پر کھڑے ہوئے اور ہمیں سلام کہا، تو ہم نے ان کے سلام کا جواب دیا، پھر انہوں نے فرمایا:

''أَنَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ إِلَيْكُنَّ .''

''میں تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں۔''

انہوں نے بیان کیا: ''ہم نے کہا:

''مَرْحَبًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَبِرَسُوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ .''

''رسول اللہ ﷺ اور ان کے قاصد کو خوش آمدید۔''

انہوں نے فرمایا:

''تُبَايِعْنَنِي عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا ، وَلَا تَزْنِيْنَ ، وَلَا تَسْرِقْنَ...... . الآية .

''تم اس بات پر میری بیعت کرتی ہو، کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی، زنا نہ کرو گی، چوری نہ کرو گی......الآیۃ [1]

انہوں نے بیان کیا:

''ہم نے جواب دیا: ''(جی) ہاں۔''

انہوں نے بیان کیا:

''فَمَدَّ يَدَهُ مِنْ خَارِجِ الْبَيْتِ ، وَمَدَدْنَا أَيْدِيَنَا مِنْ دَاخِلِ الْبَيْتِ .''

''انہوں نے گھر کے باہر (ہی) سے اپنے ہاتھ کو اور ہم نے گھر کے اندر

[1] اس سے مراد سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر ۱۲ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آیت شریفہ میں بیان کردہ سب باتوں کی پابندی کرنے کا ان خواتین سے عہد لیا۔

سے اپنے ہاتھوں کو پھیلایا۔"

پھر انہوں نے فرمایا:

"اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ."

"اے اللہ! گواہ ہو جایئے۔"

انہوں نے بیان کیا:

"وَأَمَرَنَا بِالْعِيْدِ، وَأَنْ نُخْرِجَ فِيْهِ الْحُيَّضَ وَالْعُتَّقَ، وَلَا جُمْعَةَ عَلَيْنَا، وَنَهَانَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ."[1]

"انہوں نے ہمیں عید (میں حاضر ہونے) کا حکم دیا، اور یہ کہ ہم اس موقع پر مخصوص ایام والی اور جوان لڑکیوں کو [بھی] لے کر جائیں اور (انہوں نے واضح کیا، کہ) ہم پر جمعہ [فرض] نہیں اور انہوں نے ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع کیا۔"

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے انصاری خواتین کو ایک گھر میں جمع ہونے کا حکم دیا اور پھر سورۃ ممتحنہ کی [آیت] میں ذکر کردہ محرمات سے دور رہنے کی بیعت لینے اور کچھ دیگر مسائل بیان کرنے کی غرض سے عمر رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف بھیجا۔

اس واقعہ میں دیگر سات فوائد:

ا: خواتین کی تعلیم وتربیت اور انہیں وعظ ونصیحت کے لیے الگ اور مستقل نشست کا

---

[1] المسند، ٥/٨٥ و ٦/٤٠٨-٤٠٩ (ط: المكتب الإسلامي)؛ ومسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث ٨٧- (٢٢٦)، ١/١٩٦-١٩٧؛ وصحيح ابن خزيمة، كتاب الجمعة، باب ذكر إسقاط الجمعة على النساء......، رقم الحديث ١٧٢٢، ٣/١١٢؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الجنائز، فصل في حمل الجنازة وقولها، ذكر الزجر عن اتباع النساء الجنائز والخروج إليها لهن، رقم الحديث ٣٠٤١، ٧/٣١٣-٣١٤. الفاظِ حدیث صحیح ابن حبان کے ہیں۔ حافظ ہیثمی نے اس کے راویوں کو [ثقہ] اور شیخ حسین سلیم اسد نے مسند ابی یعلی کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٦/٣٨؛ وهامش أبي يعلى ١/١٩٧).

اہتمام۔

۲: وعظ و نصیحت میں ساتھیوں کو شریک کرنا اور انہیں نمائندہ بنا کر اس فریضہ کو ادا کرنے کا موقع دینا۔

۳: مسلمان خواتین کا رسول کریم ﷺ اور آپ کے قاصد رضی اللہ عنہ کے لیے احترام و تعظیم۔

۴: تعلیم و تربیت اور وعظ و نصیحت میں آیات قرآنیہ سے استشہاد و استفادہ۔

۵: مردوں کے خواتین کو دعوتِ دین دیتے وقت اسلامی احکام پردہ کی پابندی۔ [1]

۶: دعوتِ دین کی خشتِ اول شرک سے برأت کی تلقین۔

۷: وعظ و نصیحت میں موضوعِ سخن کے انتخاب میں سامعین کے حالات کا خیال رکھنا۔

و: ایک خاتون کے گھر میں خواتین کو وعظ و نصیحت:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِیْثِكَ، فَاجْعَلْ لَنَا مِنْ نَفْسِكَ یَوْمًا نَأْتِیْكَ فِیْهِ، تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللّٰهُ."

''یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی (ساری) باتیں مرد لے گئے [2] اپنے وقت میں سے ایک دن ہمارے لیے مخصوص فرما دیجیے، کہ ہم اس میں

[1] عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر کے باہر ہی سے گھر کے اندر موجود خواتین سے گفتگو فرمائی۔ انہوں نے اپنے اس طرزِ عمل میں حکمِ ربانی: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (سورة الأحزاب / جزء من الآية ۵۳). [اور جب تم ان سے کوئی سامان مانگو، تو ان سے پردے کے پیچھے سے مانگو] کی تعمیل کی۔

[2] یعنی وہ ہی سنتے ہیں۔

آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ اللہ تعالیٰ کے سکھلائے ہوئے
علم میں سے ہمیں تعلیم دیں۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اِجْتَمِعْنَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا."

"تم فلاں اور فلاں دن جمع ہو جانا۔"

چنانچہ وہ (حسبِ ارشاد) اکٹھی ہوئیں، تو رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہوئے علم سے انہیں تعلیم دی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"مَا مِنْكُنَّ مِنِ امْرَأَةٍ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا، مِنْ وَلَدِهَا، ثَلَاثَةً إِلَّا كَانُوا لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ."

"تم میں سے جو خاتون اپنی اولاد میں سے تین بچے آگے بھیجے گی، تو وہ اس کے لیے (دوزخ کی) آگ کے سامنے رکاوٹ ہوں گے۔"

ایک خاتون نے عرض کیا:

"وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ."

"اور دو اور دو اور دو۔"[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ."

"اور دو اور دو اور دو۔"[2]

---

[1] یعنی کیا فوت ہونے والے دو بچوں کی ماں کے لیے بھی یہی بشارت ہے؟

[2] متفق علیه: صحيح البخاري، كتاب العلم، باب هل يجعل للنساء يومًا على حدة في العلم، رقم الحديث ۱۰۱، ۱/ ۱۹۵۔۱۹۶؛ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب فضل من يموت له ولد فيحتسبه، رقم الحديث ۱۵۲۔ (۲٦۳۳)، ٤/ ۲۰۲۸۔۲۰۲۹۔ الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے: آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"مَوْعِدُكُنَّ بَيْتُ فُلَانَةٍ."

"تمہارے ساتھ اجتماع کی جگہ فلاں خاتون کا گھر ہے۔"

"فَجَاءَ، فَتَحَدَّثَ مَعَهُنَّ. ...... الحديث"[1]

پھر آنحضرت ﷺ (وہاں) تشریف لائے اور ان کے ساتھ گفتگو فرمائی...... آخر حدیث تک۔

اس واقعہ میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے خواتین کو ایک عورت کے گھر میں دین کی باتیں سمجھائیں۔

اس واقعہ میں دیگر چھ فوائد:

۱: خواتین کا دینی علم کے حصول کے لیے شوق اور جستجو۔

۲: دینی تعلیم کے لیے وقت دینے کی فرمائش پر وقت دینا۔

۳: تعلیم وتربیت کی مجلس کے انعقاد سے پہلے وقت اور جگہ کا تعین کرنا۔

۴: خواتین کے لیے مستقل اور الگ نشست کا اہتمام کرنا۔

۵: موضوع کے انتخاب میں سامعین کے حالات کو پیش نظر رکھنا۔

۶: سامعین کے سوالات سننا اور جواب دینا۔

ز: انصاری خاتون کے گھر جا کر اسے بے صبری سے روکنا:

امام بزار نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"میں نبی کریم ﷺ کے پاس تھا۔ آنحضرت ﷺ کو خبر پہنچی، کہ ایک

[1] ملاحظہ ہو: الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الصبر وثواب الأمراض، ذكر البيان بأن الجنة إنما تجب لمن وصفنا......، رقم الحديث ۲۹٤۱، ۲۰۲/۷.

انصاری خاتون کا بیٹا فوت ہوا ہے اور اس نے اس پر جزع فزع کیا ہے۔"

نبی کریم ﷺ اٹھے اور آپ کے صحابہ بھی ہمراہ تھے۔ جب آنحضرت ﷺ خاتون کے دروازے پر پہنچے، تو خاتون سے کہا گیا: "بے شک نبی کریم ﷺ اسے تسلی دینے کی غرض سے (گھر کے) اندر داخل ہونا چاہتے ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور فرمایا:

"أَمَا أَنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكِ جَزَعْتِ عَلٰى ابْنِكِ."

"بے شک مجھے یہ بات پہنچی ہے، کہ تم اپنے بیٹے (کی وفات) پر روئی پیٹی ہو۔"

اس نے عرض کیا:

"يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! ﷺ مَالِيْ لَا أَجْزَعُ وَأَنَا رَقُوْبٌ لَا يَعِيْشُ لِيْ وَلَدٌ."

"اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ! میں کیسے گریہ وزاری نہ کروں! میرا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا الرَّقُوْبُ الَّذِيْ يَعِيْشُ وَلَدُهَا. إِنَّهُ لَا يَمُوْتُ لِامْرَأَةٍ مُسْلِمَةٍ أَوْ امْرِئٍ مُسْلِمٍ نَسَمَةٌ."

قَالَ: "أَوْ ثَلَاثَةٌ مِنْ وَلَدِهِ يَحْتَسِبُهُمْ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ."

"بے شک بے اولاد تو وہ خاتون ہے، جس کے بچے زندہ رہتے ہیں، [1] یقیناً کسی مسلمان خاتون یا مسلمان مرد کی اولاد میں سے ایک ....

آپ ﷺ نے فرمایا...... یا تین بچے فوت ہوں اور وہ ثواب حاصل کرنے کی خاطر صبر کرے، تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔"

[1] بچوں کے زندہ رہنے کی بنا پر اولاد کے فوت ہونے پر صبر کے ثواب سے محروم رہنے والی خاتون اس قدر زیادہ محروم رہی، کہ گویا کہ وہ ہی بے اولاد ہے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور وہ نبی کریم ﷺ کی دائیں جانب تھے: ''میرے باپ اور میری ماں (آپ پر قربان ہو جائیں) اور دو۔'' [1]

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''وَاثْنَیْنِ'' [2]

''اور دو (بھی)۔''

اس واقعہ میں یہ واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ انصاری خاتون کے بیٹے کی وفات پر گریہ وزاری کی خبر سن کر انہیں تسلی دینے اور سمجھانے کی غرض سے ان کے ہاں تشریف لے گئے۔

اس واقعہ میں دیگر چار فوائد:

۱: آنحضرت ﷺ کی بے مثل تواضع۔

۲: دعوتی مشن میں ساتھیوں کو شریک کرنا۔

۳: سامع یا مخاطب کے اشکال پیش کرنے پر اظہار خفگی کی بجائے اس کا تسلی بخش جواب دینا۔

۴: مفید سوال سننا اور اس کا جواب دینا۔

ح: ابن عمرو رضی اللہ عنہما کے ہاں روزوں میں اعتدال کی تلقین کی خاطر تشریف آوری:

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِيْ ، فَدَخَلَ عَلَيَّ . فَأَلْقَيْتُ

---

[1] یعنی کیا دو بچوں کی وفات پر ثواب کی غرض سے صبر کرنے والے کے لیے بھی جنت واجب ہو جاتی ہے؟

[2] منقول از: مجمع الزوائد، کتاب الجنائز، باب فيمن مات له ابنان، ۳/۸. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں: اسے بزار نے روایت کیا اور اس کے راویان صحیح کے روایت کرنے والے ہیں۔'' (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳/۸)۔

لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ . فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ ، وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ . "

"بے شک رسول اللہ ﷺ کے روبرو میرے روزوں کا ذکر کیا گیا، تو آنحضرت ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ آپ ﷺ کے لیے رکھا، تو آنحضرت ﷺ زمین پر بیٹھ گئے اور تکیہ میرے اور آپ ﷺ کے درمیان ہو گیا۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ؟"

"کیا تمہارے لیے ہر ماہ سے تین دن (کا روزہ رکھنا) کافی نہیں؟"

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ!" [1]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "خَمْسًا؟"

"پانچ؟"

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ!"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "سَبْعًا؟"

"سات؟"

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ!"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تِسْعًا؟"

"نو؟"

میں نے عرض کیا: "یا رسول اللہ ﷺ!"

---

[1] حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ازراہِ ادب [یا رسول اللہ!] کہنے کے بعد کچھ کہہ نہ سکے، لیکن ان کا مقصود یہ تھا، کہ ہر ماہ میں تین روزے رکھنے میرے لیے کافی نہیں ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''أَحَدَ عَشَرَ؟''

''گیارہ؟''

میں نے عرض کیا: ''یارسول اللہ۔ ﷺ۔!''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ ۔علیہ السلام۔، شَطْرُ الدَّهْرِ: صِيَامُ يَوْمٍ، وَإِفْطَارُ يَوْمٍ.''[1]

''داود۔علیہ السلام۔ کے روزے سے برتر کوئی روزہ نہیں۔ آدھے زمانے (کے روزے)، ایک دن روزہ (رکھنا) اور ایک دن روزہ چھوڑنا۔''

اس واقعہ سے یہ واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ روزے رکھنے میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے حد سے تجاوز کرنے کی اطلاع پا کر ان کے ہاں تشریف لے گئے اور انہیں اس بارے میں راہِ اعتدال پر گامزن ہونے کی تلقین فرمائی۔

تنبیہ:

رسول کریم ﷺ ــ میرے ماں باپ ان پر قربان ہوں ــ انسانی نفسیات سے کس قدر آگاہ تھے! کسی پیروکار کی خیر خواہی کی غرض سے اس کے گھر جا کر اسے نصیحت کرنا، اس میں اللہ تعالیٰ نے کتنی زیادہ تاثیر رکھی ہے! اے اللہ کریم! ہمیں نبی کریم ﷺ کے طریقے پر انسانیت کی خیر خواہی کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ آمین یا رب العالمین.

اس واقعہ میں فائدہ دیگر:

نبی کریم ﷺ تواضع کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔ ایک نوعمر ساتھی کے گھر

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرّر به......، رقم الحديث ۱۹۱۔ (۱۱۵۹)، ۸۱۷/۲.

تشریف لے جانا، اس کے ہمراہ زمین پر بیٹھنا، پیش کردہ تکیے کو مکمل طور پر لینے کی بجائے اسے اپنے اور شاگرد کے درمیان رکھنا، یہ سب باتیں آنحضرت ﷺ کی بے مثال تواضع پر دلالت کرتی ہیں۔

ط: بنو نجار کے بیمار شخص کے ہاں جا کر اسے دعوتِ توحید دینا:

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِنْ بَنِي النَّجَارِ يَعُوْدُهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"يَا خَالُ! قُلْ: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ."

''بے شک نبی کریم ﷺ بنو نجار کے ایک شخص کی عیادت کی غرض سے اس کے ہاں تشریف لے گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

''اے ماموں (جان)! آپ [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] ❶ پڑھ لیجیے۔''

انہوں نے کہا:

"أَوَ خَالٌ أَنَا أَوْ عَمٌّ؟"

''کیا میں ماموں ہوں یا چچا؟''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لَا، بَلْ خَالٌ."

''نہیں، بلکہ (آپ) ماموں ہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے اسے کہا:

"قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ."

❶ یعنی [اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔]

''آپ کہیے: لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ۔'' ❶

انہوں نے کہا: ''خَيْرٌ لِي؟''

(کیا یہ کہنا) میرے لیے بہتر ہے؟''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''نَعَمْ.'' ❷

''ہاں۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے بنونجار کے بیمار شخص کو اس کے گھر جا کر دعوتِ توحید دی۔

اس واقعہ میں دیگر پانچ فوائد:

۱: دورانِ عیادت بیمار شخص کو دعوت دین دینا۔ نقاہت، ناتوانی، بے کسی اور بے بسی کی بنا پر مریض کے دعوتِ حق قبول کرنے کے امکانات نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں۔ ہمارے نبی کریم ﷺ بیماروں کی عیادت کرنے اور اس دوران انہیں دعوت دینے اور مختصر وعظ و نصیحت کا خاص اہتمام فرماتے۔

۲: مخاطب کو ایسے لقب سے بلانا، جس میں اس کی تکریم ہو اور اس کے ساتھ اپنائیت کا اظہار ہو۔

۳: غیر مسلموں کو دعوت دیتے وقت نقطہ آغاز دعوت توحید۔

۴: ایک ہی موقع پر ایک سے زیادہ مرتبہ دعوت دینا۔

۵: آنحضرت ﷺ کی بے مثال تواضع۔

---

❶ یعنی [ان کے سوا کوئی معبود نہیں۔]

❷ المسند، رقم الحدیث ۱۲۰۴۳، ۱۸/۲۰۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۱۸/۲۰)۔

ی: یہودیوں کے سربراہ کے گھر جا کر دعوتِ اسلام دینا:

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"بَیْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ، إِذْ خَرَجَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ،
فَقَالَ: "انْطَلِقُوْا إِلَی یَهُوْدَ."
فَخَرَجْنَا مَعَهُ، حَتّٰی جِئْنَا بَیْتَ الْمِدْرَاسِ."

"ہم مسجد میں تھے، کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: "یہود کی طرف چلو۔"
ہم آپ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ہم یہودیوں کے سربراہ کے گھر جا پہنچے۔"

فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ، فَنَادَاهُمْ: "یَا مَعْشَرَ یَهُوْدَ! أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا."
نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے اور انہیں آواز دی: "اے گروہِ یہود! مسلمان ہو جاؤ، بچ جاؤ گے۔"

انہوں نے جواب دیا:

"بَلَّغْتَ یَا أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ."
"اے ابوالقاسم ﷺ! آپ نے (پیغامِ الٰہی) پہنچا دیا ہے۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"ذٰلِكَ أُرِیْدُ."
"میں یہی چاہتا ہوں۔"

پھر آپ ﷺ نے دوسری دفعہ یہی بات فرمائی، تو انہوں نے کہا:

"قَدْ بَلَّغْتَ یَا أَبَا الْقَاسِمِ ﷺ."

"اے ابوالقاسم ﷺ! یقیناً آپ نے (پیغامِ الٰہی) پہنچا دیا ہے۔"

پھر آنحضرت ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا اور (مزید یہ بات بھی) ارشاد فرمائی:

"اِعْلَمُوْا أَنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَإِنِّي أُرِيْدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ. فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ، وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ." [1]

"جان لو، کہ بے شک ساری زمین اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی ہے اور بے شک میں تمہیں جلا وطن کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں، سو تم میں سے جو کوئی اپنے اثاثے کے بدلے میں کچھ پائے، تو وہ اسے فروخت کر لے۔ بصورتِ دیگر خوب اچھی طرح سمجھ لو، کہ بے شک ساری زمین اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی ہے۔"

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کے سربرآوردہ شخص کے گھر تشریف لے جا کر اسے دعوتِ اسلام دی:

اس حدیث میں دیگر چار فوائد:

۱: دعوتی کاموں میں ساتھیوں کو شریک کرنا۔

۲: اسلام کا آفاقی دین ہونا۔ [2]

۳: یہودیوں کا آنحضرت ﷺ کی صداقت وحقانیت سے آگاہ ہونا۔

۴: دعوتِ دین میں تکرار۔ [3]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الإكراه، باب في بيع المكره ونحوه في الحق وغيره، رقم الحديث ٦٩٤٤، ١٢/٣١٧.

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: دعوتِ دین کسے دیں؟

[3] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ١٥٤-١٧٢۔

ک: بیمار یہودی بچے کو اس کے گھر میں دعوتِ اسلام:

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ فَمَرِضَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَعُوْدُهُ، فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَقَالَ لَهُ: "أَسْلِمْ."

''ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا، تو نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کے لیے اس کے پاس تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور اس سے فرمایا: ''مسلمان ہو جاؤ۔''

اس نے پاس موجود اپنے باپ کی طرف دیکھا، تو اس نے اسے کہا:

"أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ."

''ابو القاسم ﷺ کی بات مان لو۔''

"فَأَسْلَمَ."

''چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔''

"فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ، وَهُوَ يَقُوْلُ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ." [1]

آنحضرت ﷺ (وہاں سے) یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لے گئے:

''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے، جنہوں نے اسے (دوزخ کی) آگ سے بچا لیا۔''

ایک دوسری روایت میں ہے:

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب إذا أسلم الصبي فمات هل يصلّى عليه وهل يعرض على الصبي الإسلام؟، رقم الحديث ١٣٥٦، ٢١٩/٣.

أَنَّ غُلَامًا يَهُوْدِيًّا كَانَ يَخْدُمُ النَّبِيَّ ﷺ ، فَمَرِضَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَصْحَابِهِ: "اذْهَبُوْا بِنَا إِلَيْهِ نَعُوْدُهُ."
فَأَتَوْهُ، وَأَبُوْهُ قَاعِدٌ عِنْدَ رَأْسِهِ...... الحديث ❶

بے شک ایک یہودی لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: ''ہمیں اس کی عیادت کے لیے لے چلو۔''

چنانچہ وہ (یعنی آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ) اس کے پاس تشریف لائے، اور اس کا باپ اس کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا...... الحدیث

اس واقعہ میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ بیمار یہودی لڑکے کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اسے دعوتِ اسلام دی۔

اس واقعہ میں دیگر پانچ فوائد:

۱: عیادت کے دوران بیمار کو دعوت دینے کا اہتمام۔ ❷
۲: دعوت اسلام کے مشن میں ساتھیوں کو شریک کرنا۔
۳: یہود کو دعوتِ اسلام دینے کا اہتمام۔ ❸
۴: بچے کو دعوتِ اسلام دینے کا اہتمام۔ ❹
۵: نبی کریم ﷺ کی بے مثال تواضع۔ ❺

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الجنائز، باب المريض وما يتعلق به، ذكر جواز عيادة المرء أهل الذمة إذا طمع في إسلامهم، جزء من رقم الحديث ۲۹۶۰، ۷/۲۲۷.

❷ اس بارے میں مزید تفصیل کے لیے [دعوت دین کسے دیں؟] ص ۱۷۳ - ۱۷۷. دیکھئے۔

❸ اس بارے میں تفصیل کے لیے المرجع السابق ص ۱۱٤ - ۱۲۱ ملاحظہ ہو۔ دیکھئے۔

❹ اس بارے میں تفصیل کے لیے المرجع السابق ص ۱٦۸ - ۱۷۲. دیکھئے۔

❺ اس بارے میں تفصیل کے لیے دیکھئے: [نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم] ص: ۳۲۵-۳۳۳.

ل: مصعب رضی اللہ عنہ کا انصار کے ایک ایک گھر جا کر دعوتِ اسلام دینا:

بیعت عقبہ اولی کے بعد، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو مدینہ طیبہ بھیجا۔ امام ابن سعد وہاں ان کی دعوتی سرگرمیوں کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

"وَكَانَ يَأْتِي الْأَنْصَارَ فِي دُوْرِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ، فَيَدْعُوْهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَيَقْرَأُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَيُسْلِمُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ حَتّٰى ظَهَرَ الْإِسْلَامُ، وَفَشَا فِي دُوْرِ الْأَنْصَارِ كُلِّهَا وَالْعَوَالِي إِلَّا دُوْرًا مِنْ أَوْسِ اللّٰهِ، وَهِيَ خَطْمَةُ وَوَائِلٌ، وَوَاقِفٌ، وَكَانَ مُصْعَبٌ يُقْرِئُهُمُ الْقُرْآنَ وَيُعَلِّمُهُمْ." [1]

"وہ انصار کے گھروں اور قبیلوں میں آ کر انہیں اسلام (قبول کرنے) کی دعوت دیتے اور انہیں قرآن کریم سناتے۔ ایک (ایک) دو (دو) آدمی مسلمان ہوتے، یہاں تک کہ اسلام کا چرچا ہوگیا اور انصار کے تمام گھروں اور عوالی میں پھیل گیا، صرف اوس اللہ کے چند گھرانے خطمہ، وائل اور واقف باقی رہ گئے۔ مصعب رضی اللہ عنہ انہیں قرآن کریم پڑھاتے اور (دینی امور کی) تعلیم دیتے تھے۔"

مذکورہ بالا اقتباس سے یہ بات واضح ہے، کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ انصار کے ایک ایک گھر میں دعوتِ اسلام دینے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔

علاوہ ازیں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی گھروں میں دی جانے والی دعوت کس قدر پُر تاثیر تھی، کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مدینہ طیبہ کے ہر گھر میں اسلام پھیل گیا۔ شاید اس تاثیر کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ گھر میں دی جانے والی

---

[1] الطبقات الکبری ۱۱۸/۳.

دعوت میں افہام وتفہیم کے مواقع نسبتاً زیادہ ہوتے ہیں۔

اس واقعہ میں فائدہ ودیگر:

قرآن کریم کے ساتھ دعوتِ اسلام دینا۔

م: تاتار اور ترکوں کی مسلمان بیویوں کا گھروں میں دعوتِ اسلام دینا:

پروفیسر آرنلڈ لکھتے ہیں:

''کئی تاتاری شہزادے ایسے گزرے ہیں، جنھوں نے اپنی مسلمان بیویوں کی ترغیب سے اسلام قبول کیا۔ غالباً یہی صورت بہت سے بت پرست ترکوں کے ساتھ بھی پیش آئی، جو اسلامی ملکوں پر یورشیں کیا کرتے تھے۔'' [1]

ظاہر ہے، کہ مسلمان بیویوں کی تبلیغ اسلام کے لیے یہ جدوجہد گھروں کے اندر ہی تھی۔

اس بارے میں دیگر پانچ شواہد:

۱: بیٹی کے گھر جاکر جبریل علیہ السلام کے سکھلائے ہوئے کلمات کی تعلیم۔ [2]

۲: عباس رضی اللہ عنہ کے ہاں جاکر انہیں نصیحت۔ [3]

۳: ایک گھر میں جاکر قریش کو حالتِ اقتدار میں رحم اور عدل کی تلقین۔ [4]

۴: اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں جاکر انہیں شوہر کی وفات پر صبر کی تلقین۔ [5]

۵: بیمار خاتون کے گھر میں انہیں بخار کو برا بھلا کہنے سے روکنا۔ [6]

---

1. دعوت اسلام (مترجم) ص ۳۸۸.
2. تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ۳۶۲۔۳۶۶.
3. تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۳۹۔۱۴۰.
4. تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: ''دعوتِ دین کس چیز کی طرف دی جائے؟'' ص ۱۳۱۔۱۳۲.
5. تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: ''دعوتِ دین کیسے دیں؟'' ص ۱۷۷۔۱۷۸.
6. تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: ''المرجع السابق'' ص ۱۷۶۔۱۷۷.

-٦-

لوگوں کی مجالس میں دعوتِ دین

نبی کریم ﷺ لوگوں کی اجتماع گاہوں میں بنفسِ نفیس تشریف لے جاتے اور وہاں جا کر پیغامِ الٰہی پہنچاتے۔ ذیل میں اس بارے میں دو مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

۱: قریش مکہ کی مجلس میں دعوتِ حق:

امام ابویعلی نے حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"جَاءَتْ قُرَيْشٌ إِلَى أَبِي طَالِبٍ، فَقَالُوْا: "إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ يُؤْذِيْنَا فِي نَادِيْنَا، وَفِي مَسْجِدِنَا، فَانْهَهُ عَنْ أَذَانَا."

"قریش نے ابوطالب کے پاس آ کر کہا: "بے شک آپ کا بھتیجا ہماری مجلس اور ہماری مسجد میں (آ کر) ہمیں اذیت دیتا ہے۔ اسے ہمیں اذیت دینے سے منع کر دیجیے۔"

انہوں (یعنی ابوطالب) نے کہا:

"يَا عَقِيْلُ! اِئْتِنِي بِمُحَمَّدٍ ﷺ."

"اے عقیل! میرے پاس محمد ﷺ کو لے کر آؤ۔"

"فَذَهَبْتُ، فَأَتَيْتُهُ بِهِ."

"سو میں گیا اور آپ ﷺ کو ان کے پاس لے کر آ گیا۔"

انہوں نے کہا:

"إِنَّ بَنِي عَمِّكَ يَزْعُمُوْنَ أَنَّكَ تُؤْذِيْهِمْ فِي نَادِيْهِمْ، وَفِي

مَسْجِدِهِمْ ، فَانْتَهِ عَنْ ذٰلِكَ . "

"بے شک آپ کے بھتیجے سمجھتے ہیں، کہ آپ ان کی اجتماع گاہ اور مسجد میں انہیں اذیت دیتے ہیں، سو آپ اس سے باز آ جائیے۔"

انہوں (عقیل رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نگاہ کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا:

"أَتَرَوْنَ هٰذِهِ الشَّمْسَ؟"

"کیا آپ لوگ اس سورج کو دیکھ رہے ہیں؟"

انہوں نے کہا: "ہاں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا أَنَا بِأَقْدَرَ عَلٰى أَنْ أَدَعَ لَكُمْ ذٰلِكَ عَلٰى أَنْ تَسْتَشْعِلُوْا لِيْ مِنْهَا شُعْلَةً."

"میں آپ لوگوں کے لیے اسے چھوڑنے کی اس سے زیادہ قدرت نہیں رکھتا، جتنی آپ میرے لیے اس (سورج) سے شعلہ روشن کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔" [1]

انہوں نے بیان کیا: "ابوطالب نے کہا:

"مَا كَذَبَنَا ابْنُ أَخِيْ ، فَارْجِعُوْا ." [2]

---

[1] اس سے مراد یہ ہے، کہ نہ تم لوگ میرے لیے سورج سے شعلہ روشن کر سکتے ہو اور نہ ہی میں تمہاری خاطر دعوتِ حق کو چھوڑ سکتا ہوں۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

[2] مسند ابی یعلی الموصلی، رقم الحدیث ۱۸۔ (٦٨٠٤)، ۱۲/۱۷٦. حافظ ہیثمی نے اس کے راویوں کو [صحیح کے راویان] قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر نے اس کی [سند کو صحیح] اور شیخ حسین سلیم اسد نے اسے قوی کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد ٦/١٥؛ وهامش مسند أبی یعلی ۱۲/۱۷٦-۱۷۷). اسی روایت کو امام بیہقی نے دلائل النبوۃ اور امام طبرانی نے المعجم الاوسط اور الکبیر میں روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۲/۱۷۷).

''میرے بھتیجے نے ہم سے جھوٹ نہیں بولا، سو آپ واپس چلے جایئے۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ قریشِ مکہ کو ان کی اجتماع گاہ میں دعوتِ حق دیتے تھے۔ قریش کی شکایت کے الفاظ:

[بے شک آپ کا بھتیجا ہماری مجلس میں ہمیں اذیت دیتا ہے۔]

اس بات پر دلالت کرتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ ایک دو مرتبہ نہیں، بلکہ کثرت سے ان کی مجلس میں دعوتِ حق دے چکے تھے۔ فصلوات ربی وسلامہ علیه.

اس واقعہ میں دیگر دو فائدے:

۱: قریشِ مکہ کا شدید تعصب، ہٹ دھرمی اور ضد۔

۲: دعوتِ حق پہنچانے کے آنحضرت ﷺ کا بے مثال عزم واستقلال۔

ب: مسلمانوں، بت پرستوں، یہودیوں اور منافقین پر مشتمل مجلس میں دعوتِ دین:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"قِيْلَ لِلنَّبِيِّ ﷺ: "لَوْ أَتَيْتَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ."

نبی کریم ﷺ سے عرض کیا گیا: ''اگر آپ عبد اللہ بن ابی کے ہاں تشریف لے جائیں۔''

"فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ، وَرَكِبَ حِمَارًا.

فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ يَمْشُوْنَ مَعَهُ ــــ وَهِيَ أَرْضٌ سَبَخَةٌ ــــ فَلَمَّا أَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ، قَالَ: "إِلَيْكَ عَنِّي، وَاللّٰهِ! لَقَدْ آذَانِي نَتْنُ حِمَارِكَ."

''نبی کریم ﷺ ایک گدھے پر سوار ہو کر اس کی جانب روانہ ہوئے۔

مسلمان آنحضرت ﷺ کے ہمراہ پیدل چلے ــ اور وہ شور زمین تھی ــ پس جب نبی کریم ﷺ اس کے پاس پہنچے، (تو) وہ کہنے لگا: ''آپ مجھ سے دور ہی رہیے، آپ کے گدھے کی بدبو نے مجھے اذیت دی ہے۔''

فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: "وَاللّٰهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَطْيَبُ رِيْحًا مِنْكَ." [1]

اس پر ایک انصاری شخص بولے: ''واللہ! بے شک رسول اللہ ﷺ کا گدھا تجھ سے پاکیزہ خوشبو والا ہے۔''

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ایک دوسری روایت میں ہے:

یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ ایک ایسی مجلس سے گزرے، جس میں عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ (اسی) مجلس میں مسلمان اور مشرکین (یعنی) بت پرست، یہود اور مسلمان تھے۔ اسی مجلس میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تھے، جب سواری (کے قدموں) سے اٹھنے والی غبار نے مجلس کو ڈھانپا، تو عبداللہ بن ابی نے اپنی چادر سے اپنے ناک کو ڈھانپ لیا اور پھر کہنے لگا: ''ہم پر گرد نہ اڑاؤ۔''

"فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ وَقَفَ، فَنَزَلَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ."

''آنحضرت ﷺ نے انہیں سلام کہا، پھر آپ ﷺ رکے اور سواری سے اترے اور انہیں دعوت الی اللہ دی اور ان کے سامنے قرآن کریم پڑھا۔''

عبداللہ بن ابی ابن سلول کہنے لگا:

---

[1] متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب الصلح، باب ما جاء في الإصلاح بین الناس، جزء من رقم الحدیث ٢٦٩١، ٥/٢٩٧؛ وصحیح مسلم، کتاب الجهاد والسیر، باب في دعاء النبي ﷺ، وصبره علی أذی المنافقین، جزء من رقم الحدیث ١١٧ـ (١٧٩٩)، ٣/١٤٢٤. الفاظ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

"أَيُّهَا الْمَرْءُ! إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا، فَلَا تُؤْذِيْنَا بِهِ فِي مَجْلِسِنَا. اِرْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ، فَمَنْ جَاءَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ."

''اے شخص! آپ نے جو کچھ کہا ہے، اگر وہ حق ہے، تو اس سے بہتر کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔ اپنے گھر لوٹ جائیے، جو آپ کے پاس آئے، اس سے بات کیجیے۔''

اس پر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

"بَلٰى، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاغْشَنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ." ...... الحديث. ❶

''کیوں نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کیجیے، یقیناً ہم اسے پسند کرتے ہیں۔''......الحدیث

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں، بت پرستوں، یہودیوں اور منافقوں پر مشتمل مجلس میں دعوت الی اللہ تعالیٰ کا فریضہ سرانجام دیا۔ فصلوات ربي وسلامه عليه.

اس واقعہ میں دیگر چار فوائد:

۱: دعوت الی اللہ کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید حرص۔

۲: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم وصبر اور تواضع۔

---

❶ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب التفسير، ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْٓا أَذًى كَثِيْرًا﴾، جزء من رقم الحديث ٤٥٦٦، ٨/٢٣٠-٢٣١؛ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب في دعاء النبي ﷺ وصبره على أذى المنافقين، جزء من رقم الحديث ١١٦-(١٧٩٨)، ٣/١٤٢٢-١٤٢٣. الفاظِ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

۳: قرآن کریم کے ساتھ دعوتِ حق۔

۴: منافقوں کا گستاخانہ طرزِ عمل۔

-۷-

میلوں اور بازاروں میں دعوتِ دین

نبی کریم ﷺ میلوں اور بازاروں میں بھی دعوتِ دین دینے کا اہتمام فرماتے۔ آپ ﷺ کے بعد حضرات صحابہ سے بھی ایسا کرنا ثابت ہے۔ اس بارے میں ذیل میں چھ واقعات ملاحظہ فرمائیے:

۱: سوق ذوالمجاز میں دعوتِ دین:

امام احمد نے حضرت ربیعہ بن عباد دیلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور وہ پہلے کافر تھے، (پھر) مسلمان ہوئے۔ انھوں نے بیان کیا:

"رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بَصَرَ عَیْنَيَّ بِسُوْقِ ذِي الْمَجَازِ یَقُوْلُ: "یَآیُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، تُفْلِحُوْا."

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی دونوں آنکھوں سے سوق ذوالمجاز میں دیکھا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: "اے لوگو! تم [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہو فلاح پا لو گے۔"

آنحضرت ﷺ چھوٹے چھوٹے راہوں میں داخل ہوتے اور لوگ آپ پر ازراہِ تعجب جمع ہو رہے تھے۔ میں نے کسی کو کچھ (بھی) کہتے ہوئے نہیں سنا۔ آنحضرت ﷺ مسلسل کہہ رہے تھے:

"أَیُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، تُفْلِحُوْا."

''اے لوگو! تم [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] ❶ کہو فلاح پا لو گے۔''

البتہ آپ ﷺ کے پیچھے ایک بھینگا، روشن رو، مینڈھوں والا شخص کہہ رہا تھا:

"إِنَّهُ صَابِیءٌ كَاذِبٌ." ۔معاذ الله۔.

''بے شک وہ ــــ معاذ اللہ ــــ دین سے منحرف جھوٹا شخص ہے۔''

میں نے پوچھا: "مَنْ هٰذَا؟"

''یہ کون ہے؟''

انھوں (لوگوں) نے جواب دیا:

"مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ يَذْكُرُ النُّبُوَّةَ."

''محمد بن عبد اللہ ﷺ اور وہ نبوت کا دعویٰ کر رہا ہے۔''

میں نے پوچھا:

"مَنْ هٰذَا الَّذِي يُكَذِّبُهُ."

''اسے جھٹلانے والا شخص کون ہے؟''

انہوں نے بتلایا:

"عَمُّهُ أَبُوْلَهَبٍ."

''اس کا چچا ابولہب ہے۔'' ❷

ب: سوق عکاظ میں دعوتِ دین:

امام احمد نے اشعث بن سُلَیم سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''میں نے ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے دورِ امارت میں ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا:

---

❶ کوئی معبود نہیں مگر اللہ تعالیٰ۔

❷ المسند، جزء من رقم الحديث ١٦٠٢٣، ٢٥/٤٠٤-٤٠٥. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٢٥/٤٠٥)۔

"سَمِعْتُ رَجُلًا فِي سُوْقِ عُكَاظٍ يَقُوْلُ:
"يَاأَيُّهَا النَّاسُ! قُوْلُوْا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، تُفْلِحُوْا."
"میں نے ایک شخص کو سوق عکاظ میں کہتے ہوئے سنا:
"اے لوگو! تم [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہو فلاح پالو گے۔"
ایک دوسرا شخص اس کے پیچھے کہہ رہا تھا:
"إِنَّ هٰذَا يُرِيْدُ أَنْ يَصُدَّكُمْ عَنْ آلِهَتِكُمْ."
"بے شک یہ تمہارے معبودوں سے تمہیں روکنا چاہتا ہے۔"
"فَإِذَا النَّبِيُّ ﷺ وَأَبُوْ جَهْلٍ."[1]
"پس (وہ دعوت دینے والے) نبی ﷺ اور (ان کے پیچھے چلنے والا) ابوجہل تھا۔"

سوق عکاظ میں ابولہب بھی آنحضرت ﷺ کا تعاقب کر کے طعن زنی کیا کرتا تھا۔ امام احمد نے حضرت ربیعہ بن عباد دیلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک انہوں نے بیان کیا:

رَأَيْتُ أَبَالَهَبٍ بِعُكَاظٍ، وَهُوَ يَتَّبِعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ يَقُوْلُ: يَاأَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذَا قَدْ غَوٰى، فَلَا يُغْوِيَنَّكُمْ عَنْ آلِهَةِ آبَائِكُمْ[2] ...... الحديث

اے لوگو! بے شک یہ ـــــ معاذ اللہ ـــــ گمراہ ہو چکا ہے۔ اب یہ تمہارے معبودوں کے بارے میں تمہیں گمراہ نہ کر دے ...... الحدیث

---

[1] المسند، رقم الحديث ۲۳۱۵۱، ۳۸/ ۲۲۴. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳۸/ ۲۲۴).

[2] المسند، جزء من رقم الحديث ۱۶۰۲۰؛ ۲۵/ ۴۰۲. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو صحیح] اور [راویان کو ثقہ] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۲۵/ ۴۰۲).

ج: سوق مجنہ میں دعوتِ دین:

حضرات ائمہ احمد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبِثَ عَشْرَ سِنِيْنَ يَتَتَبَّعُ النَّاسَ فِيْ مَنَازِلِهِمْ فِي الْـمَـوْسِمِ، وَمَجِنَّةَ، وَعُكَاظِ، [وَ] فِيْ مَنَازِلِهِمْ [بِمِنَى]، يَقُوْلُ: "مَنْ يُـؤْوِيْـنِـي؟ مَنْ يَنْصُرُنِي حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَاتِ رَبِّيْ وَلَهُ الْجَنَّةُ؟"

"بے شک رسول اللہ ﷺ دس سال تک موسم (حج)، مجنہ اور عکاظ میں لوگوں کے پیچھے ان کی رہائش گاہوں اور منیٰ میں ان کی جائے سکونت میں جاتے رہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے: "مجھے کون پناہ دیتا ہے؟ میری مدد کون کرتا ہے، یہاں تک کہ میں اپنے رب کے پیغامات کو پہنچالوں، تو اس کے لیے جنت ہے۔"

"فَلَا يَجِدُ ﷺ أَحَـدًا يَـنْـصُرُهُ وَلَا يُؤْوِيْهِ، حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَـرْحَـلُ مِـنْ مِـصْـرَ أَوْ مِـنَ الْيَمَنِ إِلٰى ذِيْ رَحِمِهِ، فَيَأْتِيْهِ قَوْمُهُ، فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: "اِحْذَرْ غُلَامَ قُرَيْشٍ! لَا يَفْتِنْكَ."

"آنحضرت ﷺ کوئی نصرت کرنے اور پناہ دینے والا نہ پاتے، یہاں تک کہ آدمی مصر یا یمن سے اپنے قرابت داروں کے پاس جاتا، تو اس کی قوم کے لوگ اس کے پاس پہنچ کر کہتے: "قریشی جوان سے بچنا، وہ تمہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر دے۔"

"وَيَمْشِيْ ﷺ بَيْـنَ رِحَـالِهِمْ يَدْعُوْهُمْ إِلَى اللّٰهِ، فَيُشِيْرُوْنَ

إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ . ...الحديث . ❶

''آنحضرت ﷺ ان کے خیموں کے درمیان دعوت الی اللہ دیتے ہوئے چلتے اور وہ آپ کی طرف انگلیوں سے اشارے کرتے رہتے...... الحدیث.

سابقہ تین روایات کے حوالے سے چھ باتیں:

۱: ذوالمجاز، عکاظ اور مجنہ کے میلوں میں لوگ تجارت کی غرض سے جمع ہوتے، تو آنحضرت ﷺ وہاں جا کر انہیں دعوت دین دیتے۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

''كَانَ ذُوالْمَجَازِ وَعُكَاظٌ مَتْجَرَ النَّاسِ بِالْجَاهِلِيَّةِ .'' ❷

''ذوالمجاز اور عکاظ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے تجارتی میلے تھے۔''

حافظ ابن حجر [مَتْجَرَ النَّاسِ بِالْجَاهِلِيَّةِ] کی شرح میں لکھتے ہیں:

''یعنی ان کی تجارت کی جگہیں تھیں۔'' ❸

ایک روایت میں ہے:

''أَسْوَاقًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ .'' ❹

---

❶ المسند، جزء من رقم الحديث ١٤٦٥٣، ٢٣/٢٢؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب إخباره ﷺ عن مناقب الصحابة، رجالهم ونسائهم، ذكر أسعد بن زرارة بن عدس رضوان الله عليه، جزء من رقم الحديث ٧٠١٢، ٤٧٤/١٥_٤٧٥؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب التاريخ، ٦٢٤/٢. الفاظِ حدیث صحیح ابن حبان کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے، حافظ ذہبی؛ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك ٦٢٥/٢؛ والتلخيص ٦٢٥/٢؛ وهامش المسند ٢٤/٢٣).

❷ صحيح البخاري، كتاب الحج، باب التجارة أيام الموسم والبيع في أسواق الجاهلية، جزء من رقم الحديث ١٧٧٠، ٥٩٣/٣.

❸ فتح الباري ٥٩٤/٣.

❹ منقول از: المرجع السابق ٥٩٤/٣.

''زمانہ جاہلیت میں بازار تھے۔''

واقدی نے لکھا ہے:

''عکاظ نخلہ اور طائف کے درمیان ہے، ذوالمجاز عرفہ کے پیچھے ہے اور مجنہ مرالظہران میں ہے۔ یہ عرب کے، قریشیوں کے بازار ہیں اور عکاظ سے بڑا کوئی بازار نہ تھا۔'' [1]

علامہ یاقوت حموی رقم طراز ہیں:

''عرب شوال کا مہینہ عکاظ میں گزارتے، پھر سوق مجنہ منتقل ہو جاتے اور وہاں ذوالقعدہ کے بیس دن گزارتے، پھر سوق ذوالمجاز چلے جاتے اور وہاں ایامِ حج تک رہتے۔'' [2]

۲: نبی کریم ﷺ کا ان بازاروں اور میلوں میں ایک جگہ رکے نہ رہنا، بلکہ دعوتِ دین دینے کی غرض سے گھومتے پھرتے رہنا۔

۳: آنحضرت ﷺ کا ایک یا دو دفعہ دعوتِ دین دینے پر اکتفا نہ کرنا، بلکہ اسے مسلسل دہراتے رہنا۔

۴: ابوجہل اور ابولہب کا دعوتِ دین قبول کرنے سے روکنے کی غرض سے آنحضرت ﷺ کے پیچھے پیچھے چلنا۔ آپ پر طعن زنی کرنا، لیکن آنحضرت ﷺ کا اس کی پروا کیے بغیر دعوتِ دین کے لیے جدوجہد جاری رکھنا۔

۵: آنحضرت ﷺ کا دس سال تک ان میلوں اور موسمِ حج میں لوگوں کو دعوتِ دین دیتے رہنا اور اس بارے میں آپ ﷺ کی شہرت کا دور دور تک پھیل جانا۔

۶: ان میلوں میں لوگوں کا آنحضرت ﷺ کی پیش کردہ دعوت کو قبول نہ کرنا۔

---

[1] معجم البلدان، ۱۰۵۸ عکاظ، ۴/ ۱۶۰۔

[2] المرجع السابق ۴/ ۱۶۰۔

د: سوق بنی قینقاع میں دعوتِ دین:

آنحضرت ﷺ نے ہجرت کے بعد بھی بازاروں میں دعوت دین دینے کی خاطر جدوجہد جاری رکھی۔ اس بارے میں متعدد مثالوں میں سے ایک یہودیوں کے قبیلہ بنوقینقاع کے بازار میں دعوتِ دین کا دینا ہے۔

امام ابوداؤد اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''جب رسول اللہ ﷺ قریش کو (بدر میں) شکست دے کر مدینہ (طیبہ) تشریف لائے، تو آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو سوق بنی قینقاع میں جمع کر کے فرمایا:

"يَا مَعْشَرَ يَهُوْدَ! أَسْلِمُوْا قَبْلَ أَنْ يُصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قُرَيْشًا."

''اے گروہِ یہود! قریش ایسی مصیبت پہنچنے سے پہلے مسلمان ہو جاؤ۔''

انہوں نے جواب دیا:

"يَا مُحَمَّدُ ﷺ! لَا يَغُرَّنَّكَ مِنْ نَفْسِكَ أَنَّكَ قَتَلْتَ نَفَرًا مِنْ قُرَيْشٍ كَانُوْا أَغْمَارًا لَا يَعْرِفُوْنَ الْقِتَالَ.

إِنَّكَ لَوْ قَاتَلْتَنَا لَعَرَفْتَ أَنَّا نَحْنُ النَّاسُ وَأَنَّكَ لَمْ تَلْقَ مِثْلَنَا."

''اے محمد۔ ﷺ۔ تجھے یہ بات دھوکے میں نہ ڈال دے، کہ تو نے قریش کے کچھ ناتجربہ کار لوگوں کو قتل کر لیا۔ بلاشبہ اگر تو نے ہم سے لڑائی کی، تو تجھے پتہ چل جائے گا، کہ ہم (لڑنے والے ماہر) لوگ ہیں اور تیرا ہم ایسے لوگوں سے (پہلے کبھی) سامنا نہیں ہوا۔''

اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیتیں) نازل فرمائیں:

﴿قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَ تُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ. قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ وَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ﴾

مصرف [1] نے ﴿فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ ببدر [2] ﴿وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ﴾ [3] تک تلاوت کی [4]۔

[آپ کافروں سے کہہ دیجیے، کہ تم یقیناً مغلوب کیے جاؤ گے اور جہنم کے لیے جمع کیے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ بے شک تمہارے لیے ایک دوسرے کے مقابلے میں آنے دونوں جماعتوں میں ایک نشانی تھی، ایک گروہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑتا تھا اور دوسرا کافر تھا۔ وہ انہیں اپنی ظاہری آنکھوں سے اپنے سے دوگنا دیکھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی مدد کے ساتھ جس کی چاہیں تائید کرتے ہیں۔ بے شک اس میں اہل بصیرت کے لیے عبرت ہے۔]

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو ان کے

---

[1] (مصرف) یہ امام ابوداود کے استاد ہیں۔

[2] (ببدر): یہ لفظ آیات کا حصہ نہیں۔ بعض راویوں نے لڑائی کی جگہ بیان کرنے کی خاطر بطور تفسیر اسے ذکر کیا۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ۸/۱۶۱)۔

[3] سورۃ آل عمران / الآیتان ۱۲۔۱۳۔

[4] سنن أبي داود، كتاب الخراج......، باب كيف كان إخراج اليهود من المدينة ؟ رقم الحديث ۲۹۹۹، ۸/۱۶۱؛ والسنن الكبرى للبيهقي، كتاب الجزية، باب من لا تؤخذ منه الجزية من أهل الأوثان، رقم الحديث ۱۸۶۲۹، ۹/۳۰۹. حافظ ابن حجر نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ۷/۳۳۲)؛ نیز ملاحظہ ہو: السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلية ص ۳۶۹۔۳۷۰.

بازار بنو قینقاع میں جمع کر کے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔

اس واقعہ میں دیگر تین فوائد:

۱: اسلام کا عالم گیر مذہب ہونا۔

۲: آنحضرت ﷺ کا دعوتِ دین میں (اسلوب ترہیب) استعمال کرنا۔

۳: یہودیوں کا تکبر۔

ہ: بازار سے گزرتے ہوئے تاجروں کو صدقہ کرنے کی تلقین:

حضرات ائمہ احمد، ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت قیس بن ابی غرزہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كُنَّا نُسَمّى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ السَّمَاسِرَةِ، فَمَرَّبِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ، فَقَالَ:

"يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ! إِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ اللَّغْوُ وَالْحَلِفُ، فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ." [1]

"رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہمیں [السَّمَاسِرَةِ] دلال کا نام دیا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا ہمارے پاس سے گزر ہوا، تو آپ ﷺ نے ہمارا اس سے بہتر نام رکھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

---

[1] المسند، رقم الحديث ١٦١٣٩، ٦١/٢٦؛ وسنن أبي داود، كتاب البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو، رقم الحديث ٣٣٢٤، ١٢٤/٩؛ وجامع الترمذي، أبواب البيوع، باب ما جاء في التجار وتسمية النبي ﷺ إياهم، رقم الحديث ١٢٢٤، ٣٣٤/٤؛ وسنن ابن ماجه كتاب التجارات، باب التوقي في التجارة، رقم الحديث ٢١٤٥، ٥١٤/٣. الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔ امام ترمذی نے اسے [حسن صحیح]؛ شیخ البانی نے [صحیح] اور شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٣٣٥/٤؛ وصحيح سنن ابي داود ٦٤٠/٢؛ وهامش المسند ٦١/٢٦).

''اے تجار کے گروہ! بے شک اس تجارت میں لغو ❶ اور قسم ❷ شامل ہو جاتی ہے، تو تم اس کے ساتھ صدقہ ملا لیا کرو۔''

اس حدیث میں واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے بازار سے گزرتے ہوئے تاجروں کو صدقہ کی تلقین فرمائی۔

و: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بازار میں دعوتِ دین دینا:

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

أَنَّهُ مَرَّ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ، فَوَقَفَ عَلَيْهَا، فَقَالَ:

"يَا أَهْلَ السُّوْقِ! مَا أَعْجَزَكُمْ!

بے شک وہ مدینہ (طیبہ) کے بازار سے گزرے، تو وہاں رک گئے اور فرمایا:

''اے بازار والو! تم کس قدر سست ہو!''

انہوں نے عرض کیا:

"وَمَا ذَاكَ يَا أَبَاهُرَيْرَةَ؟"

''اے ابو ہریرہ! کیا ہوا ہے؟''

انہوں نے فرمایا:

"ذَاكَ مِيْرَاثُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُقْسَمُ، وَأَنْتُمْ هَاهُنَا. أَلَا تَذْهَبُوْنَ، فَتَأْخُذُوْنَ نَصِيْبَكُمْ مِنْهُ؟"

''وہاں رسول اللہ ﷺ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور تم یہاں ہو۔ تم (وہاں) جا کر اس سے اپنا حصہ کیوں نہیں لے رہے؟''

---

❶ (لغو) سے مراد بے کار اور لایعنی گفتگو۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ٩/ ١٢٤)۔

❷ (الحلف) سے مراد زیادہ قسمیں یا جھوٹی قسم ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٩/ ١٢٤)۔

انہوں نے پوچھا: "وَأَيْنَ هُوَ؟"

''وہ کہاں (تقسیم ہو رہی) ہے؟''

انہوں نے جواب دیا: "فِي الْمَسْجِدِ."

''مسجد میں۔''

وہ تیزی سے (مسجد کی طرف) گئے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے واپس آنے تک (وہیں) رکے رہے۔ (ان کے پلٹ آنے پر) انہوں نے فرمایا:

"مَا لَكُمْ؟"

''تمہارے لیے کیا ہے؟''

انہوں نے عرض کیا:

"يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! قَدْ أَتَيْنَا الْمَسْجِدَ، فَدَخَلْنَا فِيهِ، فَلَمْ نَرَ فِيهِ شَيْئًا يُقْسَمُ."

''اے ابو ہریرہ! ہم مسجد گئے ہیں اور اس میں داخل (بھی) ہوئے، (لیکن) ہم نے وہاں کوئی چیز تقسیم ہوتی نہیں دیکھی۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا:

"وَمَا رَأَيْتُمْ فِي الْمَسْجِدِ أَحَدًا؟"

''تم نے مسجد میں کسی ایک کو (بھی) نہیں دیکھا؟''

انہوں نے عرض کیا:

"بَلَى رَأَيْنَا قَوْمًا يُصَلُّوْنَ، وَقَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، وَقَوْمًا يَتَذَاكَرُوْنَ الْحَلَالَ وَالْحَرَامَ."

''کیوں نہیں، ہم نے ایک جماعت کو نماز پڑھتے، ایک گروہ کو قرآن (کریم) کی تلاوت کرتے اور ایک ٹولی کو حلال و حرام (کے مسائل)

آپس میں سمجھتے سمجھاتے دیکھا۔“

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا:

”وَيْحَكُمْ! فَذَاكَ مِيرَاثُ مُحَمَّدٍ ﷺ.“ ❶

”تم پر افسوس! وہی تو محمد ﷺ کی میراث ہے۔“

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے، کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بازار میں کھڑے ہو کر لوگوں کو نماز پڑھنے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے اور حلال و حرام کے مسائل سمجھنے سمجھانے کی خاطر مسجد میں جانے کی تلقین کی۔ فرضي الله عنه وأرضاه.

اس واقعہ میں دیگر دو فائدے:

۱: مذکورہ بالا اعمال کی غرض سے مسجد میں جانے کی عظمت۔

۲: ان اعمال کی رغبت دلانے کے لیے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا زوردار اور موثر اسلوب۔

اس بارے میں دیگر دو شواہد:

۱: بازار تشریف لانے پر تاجروں کو جھوٹ سے بچنے کا حکم۔ ❷

۲: عیدگاہ کی طرف جاتے ہوئے راستے میں تاجروں کو تقویٰ، نیکی اور سچ گوئی کی تلقین۔ ❸

❀❀❀❀

---

❶ منقول از: الترغيب والترهيب، كتاب العلم، الترغيب في العلم......، رقم الحديث ۳۹، ۱۰۳/۱۔۱۰۴؛ ومجمع الزوائد ومنبع الفوائد، كتاب العلم، باب في فضل العالم والمتعلم، ۱۲۳/۱۔۱۲۴. حافظ منذری اور حافظ ہیثمی نے لکھا ہے، کہ اسے طبرانی نے [المعجم] الاوسط میں [سند حسن] کے ساتھ روایت کیا ہے۔ شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغیب والترهيب ۱۰۴/۱؛ ومجمع الزوائد ۱۲۴/۱؛ وصحيح الترغيب والترهيب ۱۴۴/۱).

❷ تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: ”دعوتِ دین کسے دیں؟“ ص: ۱۸۰۔۱۸۱.

❸ تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۸۱۔۱۸۲.

-۸-

قریش کے ہاں آنے والے مدنی وفد کو

دعوتِ اسلام دینا

مدینہ طیبہ کے اوس قبیلے کی شاخ بنو عبد الاشہل کا ایک وفد مکہ مکرمہ آیا، تاکہ قبیلہ خزرج کے خلاف قریش کو اپنا حلیف بنائیں۔ آنحضرت ﷺ کو ان کی آمد کی خبر ملی، تو بنفسِ نفیس دعوتِ توحید دینے کی خاطر ان کے پاس تشریف لائے۔ امام احمد اور امام حاکم نے حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"لَمَّا قَدِمَ أَبُو الْحَيْسَرِ أَنَسُ بْنُ رَافِعٍ مَكَّةَ ، وَمَعَهُ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ ، فِيهِمْ إِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ ، يَلْتَمِسُونَ الْحِلْفَ مِنْ قُرَيْشٍ عَلَى قَوْمِهِمْ مِنَ الْخَزْرَجِ ، سَمِعَ بِهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَتَاهُمْ ، فَجَلَسَ إِلَيْهِمْ .

''جب ابوحیسر انس بن رافع، بنو عبد الاشہل کے جوانوں کے ایک گروہ، بشمول ایاس بن معاذ، کے ساتھ مکہ (مکرمہ) آئے، تاکہ اپنی قوم خزرج کے خلاف قریش کو حلیف بنائیں، تو رسول اللہ ﷺ نے ان (کی آمد) کے بارے میں سنا۔ آنحضرت ﷺ ان کے پاس آئے اور ان کے ساتھ بیٹھے۔

آنحضرت ﷺ نے ان سے فرمایا:

"هَلْ لَكُمْ إِلَى خَيْرٍ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ؟"

''تم جس (مقصد) کے لیے آئے ہو، کیا اس سے بہتر بات میں تمہاری رغبت ہے؟''

انہوں نے پوچھا: ''وَمَا ذَاكَ؟''

''وہ (بات کیا) ہے؟''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ، بَعَثَنِيْ إِلَى الْعِبَادِ، أَدْعُوْهُمْ إِلَى أَنْ يَعْبُدُوْا اللّٰهَ، لَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا، وَأُنْزِلَ عَلَيَّ كِتَابٌ.''

''میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، انہوں نے مجھے بندوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے، میں انہیں دعوت دیتا ہوں، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں، ان کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور مجھ پر کتاب نازل کی گئی ہے۔''

پھر آنحضرت ﷺ نے اسلام کا ذکر فرمایا اور ان کے روبرو قرآن کریم کی تلاوت کی۔ ایاس بن معاذ نے کہا۔ وہ ابھی نوعمر تھے۔:

''أَيْ قَوْمِ! هٰذَا وَاللّٰهِ! خَيْرٌ مِمَّا جِئْتُمْ لَهُ.''

''اے میری قوم! واللہ! یہ اس سے بہتر ہے، جس کے لیے تم آئے ہو۔''

انہوں [محمود رضی اللہ عنہ] نے بیان کیا:

''فَأَخَذَ أَبُوْحَيْسَرِ أَنَسُ بْنُ رَافِعٍ حَفْنَةً مِنَ الْبَطْحَاءِ، فَضَرَبَ بِهَا فِي وَجْهِ إِيَاسِ بْنِ مُعَاذٍ، وَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْهُمْ، وَانْصَرَفُوْا إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَكَانَتْ وَقْعَةُ بُعَاثٍ بَيْنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ.''

''ابوحیسر انس بن رافع نے مٹھی بھر کنکریاں اٹھائیں اور ایاس بن معاذ کے منہ پر دے ماریں۔ رسول اللہ ﷺ ان [کے ہاں] سے اٹھ آئے اور

وہ مدینہ (طیبہ) پلٹ گئے اور (وہاں) اوس اور خزرج کے درمیان جنگ بعاث ہوئی۔“ ❶

انہوں نے بیان کیا:

”ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ إِيَاسُ بْنُ مُعَاذٍ أَنْ هَلَكَ .

قَالَ مَحْمُوْدُ بْنُ لَبِيْدٍ رضی اللہ عنہ : ”فَأَخْبَرَنِي مَنْ حَضَرَهُ مِنْ قَوْمِي عِنْدَ مَوْتِهِ أَنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا يَسْمَعُوْنَهُ يُهَلِّلُ اللّٰهَ وَيُكَبِّرُهُ وَيَحْمَدُهُ وَيُسَبِّحُهُ ، حَتّٰى مَاتَ ، فَمَا كَانُوْا يَشُكُّوْنَ أَنْ قَدْ مَاتَ مُسْلِمًا ، لَقَدْ كَانَ اِسْتَشْعَرَ الْإِسْلَامَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ حِيْنَ سَمِعَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَا سَمِعَ .“ ❷

”پھر ایاس بن معاذ رضی اللہ عنہ جلد ہی فوت ہو گئے۔

محمود بن لبید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ”میری قوم کے جو لوگ اس کی موت کے وقت اس کے پاس موجود تھے، انہوں نے مجھے بتلایا، کہ وہ اسے موت تک اللہ تعالیٰ کی تہلیل، ❸ تکبیر، ❹ تحمید ❺ اور تسبیح ❻ پکارتے ہوئے

---

❶ (بُعَاث): مدینہ طیبہ سے دو رات کے فاصلے پر ایک جگہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ہجرت سے پیشتر اس مقام پر مدینہ کے دو قبیلوں اوس اور خزرج کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ (ملاحظہ ہو: معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع، الباء والعين، ١/ ٢٥٩۔ ٢٦٠).

❷ المسند، رقم الحديث ٢٣٦١٩، ٣٩/ ٣٠۔ ٣١؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب معرفة الصحابة، ٣/ ١٨٠۔ ١٨١. امام حاکم نے اسے [مسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے، حافظ ہیثمی نے لکھا ہے، کہ اسے احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے راویان ثقہ ہیں۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٣/ ١٨١؛ ومجمع الزوائد ٦/ ٣٦؛ وهامش المسند ٣٩/ ٣١).

❸ (تہلیل): لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کہنا۔

❹ (تکبیر): اَللّٰهُ أَكْبَرُ کہنا۔

❺ (تحمید): اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا۔

❻ (تسبیح): سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنا۔

سنتے رہے، انہیں اس کے حالتِ اسلام میں فوت ہونے کے بارے میں شک نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی اسی مجلس میں گفتگو سن کر وہ اسلام کو اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔'' رضی اللہ عنہ وأرضاہ.

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ بنو عبد الاشہل کی مکہ میں آمد کی خبر سن کر، آنحضرت ﷺ نے بنفس نفیس ان کے پاس جا کر انہیں دعوتِ اسلام دی۔ آپ ﷺ نے اس بات کا انتظار نہ کیا، کہ وہ پہلے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور پھر انہیں پیغام حق پہنچایا جائے۔ فصلوات ربی وسلامہ علیہ.

اس واقعہ میں دیگر تین فوائد:

۱: توحید و رسالت کے بیان سے آغازِ دعوت۔

۲: دعوتِ دین میں قرآن کریم سے استفادہ۔

۳: ہدایت دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا، دعوت کے مخاطبِ اول کی ہدایت سے محرومی اور وفد کے ایک نوعمر جوان کا قبولِ حق۔

-۹-

مکی دور میں موسم حج میں منی وعرفات میں دعوتِ دین دینا

لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی حج کیا کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ آنحضرت ﷺ اس موقع پر لوگوں کے اجتماع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں منی وعرفات میں دعوتِ حق پہنچاتے۔ اس بارے میں ذیل میں چار مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

ا: منیٰ میں دعوتِ توحید:

امام طبرانی نے مدرک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"حَجَجْتُ مَعَ أَبِيْ ، فَلَمَّا نَزَلْنَا مِنَى إِذَا نَحْنُ بِجَمَاعَةٍ ، فَقُلْتُ لِأَبِيْ: "مَا هٰذِهِ الْجَمَاعَةُ؟"

''میں نے اپنے باپ کے ساتھ حج کیا۔ جب ہم منیٰ میں اترے، تو ہمارے (سامنے) ایک گروہ تھا۔ میں نے اپنے باپ سے پوچھا: ''یہ ٹولی کیسی ہے؟'' ❶

انہوں نے جواب دیا: "هٰذَا الصَّابِیءُ"

''یہ بے دین۔ معاذ اللہ۔'' (یعنی اس کی بنا پر لوگ جمع ہوئے ہیں)

فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: "يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا: "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا." ❷

''تو (وہ) رسول اللہ ﷺ تھے، جو کہ فرما رہے تھے: اے لوگو! تم [لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کہو، فلاح پالو گے۔''

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے منیٰ میں لوگوں کو توحید کا اقرار کرنے کا حکم دیا اور ایسے کرنے کا عظیم الشان ثمرہ بیان فرما کر اس کی پرزور ترغیب دی۔ فصلوات ربي وسلامه عليه.

---

❶ یعنی یہ کہ کیوں اکٹھے ہوئے ہیں؟

❷ منقول از: مجمع الزوائد، كتاب المغازي والسير، باب تبليغ النبي ﷺ ما أرسل به وصبره على ذلك، ٦/٢١. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے روایت کرنے والے [ثقہ] ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٦/٢١).

ب: منیٰ میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام توحید پہنچانا:

امام احمد اور امام حاکم نے حضرت ربیعہ بن عباد دِیلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًی فِي مَنَازِلِهِمْ قَبْلَ أَنْ یُهَاجِرَ إِلَی الْمَدِیْنَةِ، یَقُوْلُ:

"یَاأَیُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُکُمْ أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِکُوْا بِهِ شَیْئًا."

"میں نے رسول اللہ ﷺ کو مدینہ (طیبہ) ہجرت کرنے سے پہلے منیٰ میں لوگوں کی رہائش گاہوں میں دیکھا، (کہ) آپ ﷺ فرماتے:

"اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتے ہیں، کہ تم ان کی عبادت کرو اور ان کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ۔"

انہوں نے بیان کیا: "آپ ﷺ کے پیچھے ایک شخص کہہ رہا تھا:

"یَآ أَیُّهَا النَّاسُ! إِنَّ هٰذَا یَأْمُرُکُمْ أَنْ تَتْرُکُوْا دِیْنَ آبَائِکُمْ."

"اے لوگو! بے شک یہ تمہیں تمہارے آباء واجداد کے دین کے چھوڑنے کا حکم دے رہا ہے۔"

میں نے پوچھا: "مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ؟"

"یہ کون شخص ہے؟"

تو بتلایا گیا: "أَبُوْ لَهَبٍ." [1]

---

[1] المسند، رقم الحدیث ۱۶۰۲۴، ۲۵/۴۰۶؛ والمستدرك علی الصحیحین، کتاب الإیمان، ۱/۱۵۔ الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اسے [صحیحین کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے المسند کی سند کے ضعیف ہونے کے باوجود اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱/۱۵؛ والتلخیص ۱/۱۴؛ وهامش المسند ۲۵/۴۰۶)۔

''(یہ) ابولہب (ہے)۔''

اس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ لوگوں کو [اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے اور شرک سے روکنے] کا پیغامِ الٰہی پہنچانے کی خاطر لوگوں کی رہائش گاہوں میں تشریف لے گئے۔

حدیث میں دیگر دو فائدے:

۱: دعوتِ توحید اور ردّ شرک کے لیے نبی کریم ﷺ کا اہتمام۔

۲: حق سے روکنے کی خاطر دشمنانِ اسلام کی سرتوڑ جدوجہد۔

ج: منیٰ میں انصار کے ستر اشخاص سے بیعت لینا:

آنحضرت ﷺ کی عکاظ، مجنہ اور حج کے موقع پر منیٰ میں دس سال تک دعوتِ دین کے لیے جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''فَرَحَلْنَا حَتّٰی قَدِمْنَا عَلَیْهِ فِي الْمَوْسِمِ، فَوَاعَدَنَا شِعْبَ الْعَقَبَةِ. فَاجْتَمَعْنَا عِنْدَهُ مِنْ رَجُلٍ وَرَجُلَیْنِ.

فَقُلْنَا: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! عَلٰی مَا نُبَایِعُكَ؟''

سو ہم روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ہم موسم (حج) میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ [1] آنحضرت ﷺ نے ہمیں شعب عقبہ میں (ملاقات کا) وعدہ دیا۔ سو ہم ایک (ایک) اور دو (دو) کرکے آپ ﷺ کے پاس اکٹھے ہوگئے۔

ہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ ﷺ! ہم کس چیز پر آپ کی بیعت

[1] المسند میں ہے، کہ ان آنے والے حضرات کی تعداد ستر تھی۔ (ملاحظہ ہو: المسند، جزء من رقم الحدیث ۱٤٦٥٣، ۲۳/ ۲۲-۲۳. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسی حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۲۳/ ۲٤).

کریں۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"تُبَایِعُوْنِيْ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ، وَعَلَی النَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ، وَعَلَی الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَعَلٰی أَنْ تَقُوْلُوْا فِي اللّٰهِ لَا يَأْخُذُكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ، وَعَلٰی أَنْ تَنْصُرُوْنِيْ إِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ، وَتَمْنَعُوْنِيْ مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ أَنْفُسَكُمْ وَأَزْوَاجَكُمْ وَأَبْنَائَكُمْ، فَلَكُمُ الْجَنَّةُ." [1]

"تم میری بیعت کرو: چستی اور سستی میں (میری بات) سننے اور (میری) طاعت کرنے پر، تنگی اور آسانی میں (مال) خرچ کرنے پر، نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے پر اور یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں بات کہتے ہوئے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے متاثر نہ ہوگے اور یہ کہ جب میں تمہارے پاس آؤں گا، تو تم میری مدد کروگے، اور تم میری ان چیزوں سے حفاظت کروگے، جن سے تم اپنی جانوں، بیویوں اور بیٹوں کی حفاظت کرتے ہو، پس تمہارے لیے (اس کا اجر) جنت ہے۔" [2]

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے انصار سے ہر حالت میں آپ ﷺ کی بات سننے اور ماننے، ہر صورت میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے، بلاخوف وخطر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے اور آپ ﷺ

---

[1] اس حدیث کا ابتدائی حصہ اس کتاب کے ص ۹۱۔۹۲ میں ذکر کیا گیا ہے۔ یہاں نقل کردہ حصے کے حوالے کے لیے اسی مقام کو دیکھ لیا جائے۔

[2] یعنی اس بیعت میں ذکر کردہ باتوں کے پورا کرنے پر تمہارے لیے جنت ہے۔

کی نصرت وحفاظت کرنے کی شعب عقبہ کے مقام پر بیعت لی۔

د: عرفات میں دعوتِ حق کی خاطر جدوجہد:

امام احمد اور امام حاکم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ بِالْمَوْقِفِ، ❶ فَيَقُوْلُ:

"هَلْ مِنْ رَجُلٍ يَحْمِلُنِيْ إِلٰى قَوْمِهِ، فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُوْنِيْ أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّيْ؟" ❷

''نبی کریم ﷺ اپنے آپ کو موسم حج میں عرفات کے مقام پر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہوئے فرماتے:

''کوئی شخص ایسا ہے، جو مجھے اپنی قوم کی طرف لے جائے، کیونکہ قریش نے مجھے میرے رب کا کلام پہنچانے سے روک رکھا ہے؟''

"فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ هَمْدَانَ ❸، فَقَالَ: "مِمَّنْ أَنْتَ؟"

''آنحضرت ﷺ کے پاس ہمدان (قبیلے) کا ایک شخص آیا، تو آنحضرت ﷺ نے اس سے کہا: ''تم کن (لوگوں) سے ہو؟''

---

❶ (بالموقف): أي موقف الناس بعرفات في موسم الحج. (بلوغ الأماني ٢٠/٢٦٧). [یعنی موسم حج میں لوگوں کے عرفات میں ٹھہرنے کی جگہ۔]

❷ حدیث کا یہ حصہ امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في القرآن، رقم الحديث ٤٧١٩، ١٣/٤٣؛ وجامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن، باب ما جاء كيف كانت قراءة النبي ﷺ؟ رقم الحديث ٣٠٩٣، ٨/١٩٥، امام ترمذی نے اسے [حسن صحیح] اور شیخ البانی نے [بخاری کی شرط] پر قرار دیا ہے۔) (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ٨/١٩٦؛ وسلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ١٩٤٧، ٤/٥٩١).

❸ (هَمْدَان): ایک یمنی قبیلہ۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأماني ٢/٢٦٧).

اس شخص نے جواب دیا: "مِنْ هَمْدَانَ ."

"ہمدان سے۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "فَهَلْ عِنْدَ قَوْمِكَ مِنْ مَنَعَةٍ؟"

"تو کیا تمہاری قوم کے پاس قوتِ مدافعت ہے؟"

اس نے جواب دیا: "نَعَمْ ."

"(جی) ہاں۔"

"ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَشِيَ أَنْ يُخْفِرَهُ قَوْمُهُ، فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ: آتِيْهِمْ، فَأُخْبِرُهُمْ، ثُمَّ آتِيْكَ مِنْ عَامٍ قَابِلٍ ."

"پھر وہ شخص اپنی قوم کے اس کا عہد توڑنے سے ڈرا، تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"میں ان کے پاس جا کر انہیں (اس معاملے کی) خبر دوں گا، پھر آئندہ سال آپ کے پاس آؤں گا (اور آپ کو جواب دوں گا)۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "نَعَمْ ." "ٹھیک ہے۔"

وَجَاءَ وَفْدُ الْأَنْصَارِ فِي رَجَبٍ ."[1]

"اور انصاری وفد رجب میں آ گیا۔"

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ دعوتِ حق کی حمایت و نصرت کے حصول کی جستجو میں موسمِ حج میں میدانِ عرفات میں جدوجہد فرمایا کرتے تھے۔

---

[1] المسند، رقم الحدیث ۱۵۱۹۲، ۲۳/۳۷۰۔۳۷۱؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب التاريخ، ۲/۶۱۲۔۶۱۳. امام حاکم نے اسے [صحیحین کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے المسند کی [سند کو بخاری کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/۶۱۳؛ والتلخیص ۲/۶۱۳؛ وهامش المسند ۲۳/۳۷۱)۔

علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ کی اس مقام پر یہ کوشش ایک دو مرتبہ نہ تھی، کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں درج ذیل الفاظ استعمال کیے۔

[كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَعْرِضُ......]

''آنحضرت ﷺ پیش کیا کرتے تھے......''

اور ایسا اسلوب کسی کام کے کثرت سے کرنے کے بارے میں اختیار کیا جاتا ہے۔ واللہ تعالی أعلم.

حدیث میں فائدۂ دیگر:

آنحضرت ﷺ کا یہ طرزِ عمل اختیار کرنا قریش کی شدید عداوت اور حالات کی سنگینی کو نمایاں کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔

-۱۰-

حجۃ الوداع میں متعدد مقامات پر وعظ ونصیحت

نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر وعظ وارشاد کو کسی خاص مقام یا جگہ میں محصور نہ فرمایا، بلکہ متعدد مقامات پر وعظ نصیحت فرمائی۔ اس بارے میں پانچ مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

۱: وادی عُرَنہ میں یوم عرفہ کو خطبہ:

حجۃ الوداع کے متعلق امام مسلم کی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے طویل روایت میں ہے:

''فَأَجَازَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَتَى عَرَفَةَ. فَوَجَدَ الْقُبَّةَ قَدْ ضُرِبَتْ لَهُ بِنَمِرَةِ، فَنَزَلَ بِهَا، حَتّٰى اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ

بِالْقَصْوَاءِ، فَرُحِلَتْ لَهُ، فَأَتَى بَطْنَ الْوَادِي. "

''پس رسول اللہ ﷺ اس سے گزر گئے، ❶ یہاں تک کہ آپ ﷺ عرفات میں تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ نے نمرہ میں نصب شدہ خیمے کو پایا، تو اس میں ٹھہرے۔ جب سورج ڈھلا، تو آنحضرت ﷺ نے قصواء (اونٹنی) کو تیار کرنے کا حکم دیا، تو آپ کے لیے اس پر پالان ڈالا گیا۔ آپ (اس پر سوار ہوکر) بطن الوادی ❷ تشریف لائے۔''

فَخَطَبَ النَّاسِ، وَقَالَ:

''إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا. أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمَيَّ مَوْضُوعٌ، وَدِمَآءُ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعَةٌ. وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَآئِنَا دَمُ ابْنِ رَبِيعَةَ بْنِ الْحَارِثِ، كَانَ مُسْتَرْضِعًا فِي بَنِي سَعْدٍ، فَقَتَلَتْهُ هُذَيْلٌ. وَرِبَا الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوعٌ، وَأَوَّلُ رِبًا أَضَعُ رِبَانَا رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ، فَإِنَّهُ مَوْضُوعٌ كُلُّهُ.

فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَآءِ، فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ، وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ. وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَّا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ. فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ.

وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ.

---

❶ یعنی مزدلفہ میں رکے بغیر وہاں سے گزر گئے اور عرفات کی طرف روانہ ہوگئے۔ (ملاحظہ ہو: هامش صحيح مسلم، ۲/۸۸۹).

❷ یعنی وادی عرنہ میں تشریف لائے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۲/۸۸۹).

وَقَدْ تَرَكْتُ فِيكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ إِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهِ، كِتَابُ اللّٰهِ.

وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي، فَمَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟"

پھر آپ ﷺ نے خطبہ پڑھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک تمہارے خون اور اموال ایک دوسرے پر اس مہینے اور اس شہر میں اس دن کی حرمت کی مانند حرام ہیں۔ خبردار! زمانہ جاہلیت کی ہر چیز میرے دونوں قدموں کے نیچے رکھ دی گئی ہے۔ جاہلیت کے خون ختم کردیے گئے ہیں۔ [1] پہلا خون، جو میں اپنے خونوں میں سے ختم کرتا ہوں ابن ربیعہ بن حارث [2] کا خون ہے۔ وہ بنو سعد میں دودھ پیتا تھا اور اس کو ہذیل نے قتل کیا تھا۔ جاہلیت کا سود ختم کیا گیا ہے۔ پہلا سود، جو میں ختم کر رہا ہوں، وہ ہمارا سود ہے اور وہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا (لوگوں کے ذمے) سود ہے، سو بے شک وہ مکمل طور پر ختم کیا گیا ہے۔

خواتین کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ امانت سونپی ہے [3] اور تم نے ان کی شرم گاہوں کو اللہ تعالیٰ کے کلمہ سے حلال کیا ہے۔ [4] تمہارا ان پر یہ حق ہے، کہ وہ تمہارے گھروں میں کسی ایسے شخص کو داخل نہ کریں، جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ [5]

---

[1] یعنی اب ان کا انتقام نہیں لیا جائے گا۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ۱۸۲/۸).

[2] اس کا نام جمہور کے نزدیک (ایاس) تھا اور وہ آنحضرت ﷺ کے چچا حارث کا پوتا اور دادا عبد المطلب کا پڑپوتا تھا۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۸۲/۸).

[3] ملاحظہ ہو: المفهم ۳۲۳/۳.

[4] یعنی وہ شریعت الٰہیہ میں جائز کردہ نکاح کے ساتھ تمہارے لیے حلال ہوئی ہیں۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۳٤/۳).

[5] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۳۳٤/۳؛ وشرح النووي ۱۸٤/۸.

اگر وہ ایسا کریں، تو تم انہیں ہلکا سا مارو۔

ان کا کھانا پینا اور لباس دستور کے مطابق تمہارے ذمے ہے۔

بے شک میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے، کہ جب تک اسے مضبوطی سے پکڑو گے، تو کبھی گمراہ نہ ہو گے: (وہ) اللہ تعالیٰ کی کتاب (ہے)۔

تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا، تو تم کیا کہنے والے ہو؟''

انہوں نے عرض کیا:

"نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ."

''ہم گواہی دیں گے، کہ بے شک آپ نے (پیغامِ الٰہی) پہنچا دیا، (حق رسالت) ادا کر دیا اور (امت کی) خیر خواہی کر دی۔''

فَقَالَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ، يَرْفَعُهَا إِلَى السَّمَآءِ، وَيَنْكُتُهَا إِلَى النَّاسِ:

"اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ! اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ"!

ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. [1]

آپ ﷺ نے اپنی شہادت کی انگلی کے ساتھ آسمان کی طرف (اشارہ کرتے ہوئے) اور لوگوں کی طرف اسے جھکاتے ہوئے کہا:

''اے اللہ گواہ ہو جائیے! اے اللہ! گواہ ہو جائیے۔''

تین مرتبہ (آنحضرت ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے)۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے یہ عظیم الشان تاریخی خطبہ بطن الوادی یعنی وادی عُرَنہ میں ارشاد فرمایا۔ یہ مقام عرفات کے متصل واقع ہے

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجة النبی ﷺ، جزء من رقم الحدیث ۱۴۷۔ (۱۲۱۸)، ۲/۸۸۹۔۸۹۰۔

اور اسی مقام پر اب مسجد نمرہ ہے۔

اس حدیث میں دیگر چھ فوائد:

۱: تشبیہ کا استعمال کرنا۔ [1]

۲: بات خوب واضح کرنے اور سمجھانے کے لیے ماحول سے استفادہ کرنا۔

۳: عمل کے ساتھ دعوت دینا۔ [2]

۴: سامعین کو شریکِ گفتگو کرنا۔ [3]

۵: گفتگو میں اشارے کا استعمال۔ [4]

۶: بات کا اعادہ کرنا۔ [5]

ب: عرفات اور مزدلفہ کے درمیان نصیحت:

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"أَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمَ عَرَفَةَ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ ﷺ وَرَاءَهُ زَجْرًا شَدِيدًا وَضَرْبًا وَصَوْتًا لِلْإِبِلِ، فَأَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ:

"أَيُّهَا النَّاسُ! عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ، فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ." [6]

"بے شک وہ عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ کے ساتھ (میدانِ عرفات سے) واپس آرہے تھے، تو نبی کریم ﷺ نے (اونٹوں کو ہانکنے کے

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: "نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم" ص ۲٦۷۔۲٦۸.

[2] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۹۵۔۱۹٦.

[3] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۲۲۲۔۲۲۷.

[4] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۷۵۔۱۷۹.

[5] ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۵٤۔۱٦۷.

[6] صحيح البخاري، كتاب الحج، رقم الحديث ۱٦۷۱، ۳/۵۲۲.

لیے) چیخ و پکار اور اونٹوں کی مار دھاڑ کی آواز سنی، تو ان کی طرف اپنی چھڑی سے اشارہ کیا اور فرمایا:

''اے لوگو! آرام اور سکون (سے چلنے) کو لازم کرو۔ بے شک تیز چلنا نیکی (تو) نہیں۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت نے عرفات سے مزدلفہ واپسی کے دوران لوگوں کو اطمینان وسکون سے چلنے کی تلقین فرمائی۔

امام بخاری نے اس پر حسب ذیل عنوان قلم بند کیا ہے:

[بَابُ أَمْرِ النَّبِيِّ ﷺ بِالسَّكِينَةِ عِنْدَ الْإِفَاضَةِ] [1]

[(عرفات سے) پلٹتے وقت نبی کریم ﷺ کا اطمینان وسکون سے (چلنے) کا حکم دینے کے متعلق باب]

ج: منیٰ میں یوم النحر [2] کو خطبہ:

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ:

''أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَ النَّاسَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟''

''بے شک رسول اللہ ﷺ نے یوم النحر کو لوگوں کو خطبہ دیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''یَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟''

''اے لوگو! یہ کون سا دن ہے؟''

قَالُوا: ''يَوْمٌ حَرَامٌ.''

''انہوں نے عرض کیا: ''(یہ) حرمت کا دن (ہے)۔''

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الحج، ٣/٥٢٢.

[2] قربانی کے دن یعنی دس ذوالحجہ کو۔

آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ”فَأَیُّ بَلَدٍ هَذَا؟“

”تو یہ کون سا شہر ہے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”بَلَدٌ حَرَامٌ.“

”(یہ) حرمت والا شہر (ہے)۔“

آنحضرت ﷺ نے پوچھا: ”فَأَیُّ شَهْرٍ هَذَا؟“

”تو یہ کون سا مہینہ ہے؟“

انہوں نے عرض کیا: ”شَهْرٌ حَرَامٌ.“

”(یہ) حرمت والا مہینہ (ہے)۔“

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا.“

فَأَعَادَهَا مِرَارًا.

”بے شک تمہارے خون، اموال اور عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں، جیسے کہ تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں تمہارا یہ دن حرمت والا ہے۔“

آنحضرت ﷺ اسے (یعنی اس جملے کو) متعدد مرتبہ دہرایا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے اپنا سر (آسمان کی طرف) اٹھایا اور کہا:

”اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟“

”اے اللہ! کیا میں نے (آپ کا پیغام) پہنچا دیا؟ اے اللہ! کیا میں نے (آپ کا پیغام) پہنچا دیا؟“

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ”فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّهَا لَوَصِيَّتُهُ إِلَى أُمَّتِهِ.“

''پس قسم ہے اس ذات کی، جن کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً یہ آنحضرت ﷺ کی اپنی امت کے لیے وصیت ہے۔''

''فَلْيُبْلِغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ. لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ.'' ❶

(اور وصیت یہ ہے کہ) ''حاضر کو چاہیے، کہ وہ غیر حاضر کو (یہ بات) پہنچا دے۔ میرے بعد تم ایک دوسرے کی گردنیں مار کر کافر نہ ہو جانا۔''

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے قربانی کے دن منی میں خطبہ ارشاد فرمایا۔

امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ الْخُطْبَةِ أَيَّامَ مِنًى] ❷

[منیٰ کے دنوں میں خطبہ کے متعلق باب]

حدیث میں دیگر چار فوائد:

۱: سامعین سے سوال کر کے انہیں گفتگو میں شریک کرنا۔ ❸

۲: بات سمجھاتے ہوئے ماحول سے استفادہ کرنا۔

۳: بات کا اعادہ کرنا۔ ❹

۴: دوران گفتگو اشارے کا استعمال کرنا۔ ❺

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الحج، رقم الحديث ۱۷۳۹، ۵۷۳/۳.

❷ المرجع السابق ۵۷۳/۳.

❸ تفصیل کے لیے دیکھئے: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ۲۲۲۔۲۲۷۔

❹ تفصیل کے لیے دیکھئے: المرجع السابق، ص ۱۵٤۔۱۷۲.

❺ تفصیل کے لیے دیکھئے: المرجع السابق، ص ۱۷۵۔۱۷۹.

د: منیٰ میں بارہ ذوالحجہ کو خطبہ:

امام احمد نے ابوحُرّہ رقاشی کے چچا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كُنْتُ آخِذًا بِزِمَامِ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ أَوْسَطِ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ، أَذُوْدُ عَنْهُ النَّاسَ، فَقَالَ:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ! هَلْ تَدْرُوْنَ فِيْ أَيِّ يَوْمٍ أَنْتُمْ؟ وَفِيْ أَيِّ شَهْرٍ أَنْتُمْ؟ وَفِيْ أَيِّ بَلَدٍ أَنْتُمْ؟"...... الحديث. [1]

"میں ایام تشریق کے درمیانے دن رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی لگام تھامے ہوئے لوگوں کو آنحضرت ﷺ سے دور کر رہا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے لوگو! کیا تم جانتے ہو، کہ تم کس دن میں ہو؟

اور تم کس مہینے میں ہو؟

اور تم کس شہر میں ہو؟...... الحدیث

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ایام تشریق کے درمیانے دن خطبہ ارشاد فرمایا۔ ایام تشریق گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ تین دن ہیں اور ان کا درمیانی دن بارہ ذوالحجہ ہے۔

---

[1] المسند، جزء من رقم الحديث ٢٠٦٩٥، ٣٤/٢٩٩. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح لغیرہ مقطعا] اور اس سند کو ضعیف کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٣٤/٣٠١) اور [مقطعا] سے مراد یہ ہے، کہ اس حدیث کے اجزاء متعدد احادیث کی تقویت سے [صحیح لغیرہ] کے درجے تک پہنچ گئے ہیں۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

۵: واپسی پر غدیر خُم میں خطبہ:

امام مسلم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"قَامَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ یَوْمًا فِینَا خَطِیبًا بِمَآءٍ یُدْعٰی خُمًّا بَیْنَ مَکَّۃَ وَالْمَدِینَۃِ، فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ وَوَعَظَ وَذَکَّرَ، ثُمَّ قَالَ:

"اَمَّا بَعْدُ، أَلَا اَیُّھَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ یُوشِکُ أَنْ یَّأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِیبَ، وَأَنَا تَارِکٌ فِیکُمْ ثَقَلَیْنِ: أَوَّلُھُمَا کِتَابُ اللّٰہِ، فِیہِ الْھُدٰی وَالنُّورُ، فَخُذُوا بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاسْتَمْسِکُوا بِہٖ."

فَحَثَّ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَرَغَّبَ فِیہِ.

"ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمیں خطبہ ارشاد فرمانے کی خاطر مکہ اور مدینہ کے درمیان خم نامی [1] چشمے پر کھڑے ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور وعظ ونصیحت فرمائی۔ پھر فرمایا:

"اما بعد! خبردار اے لوگو! سنو: بے شک میں تو بشر ہی ہوں، قریب ہے، کہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا (یعنی ملک الموت) آئے اور میں (اس کے ذریعہ آئی ہوئی دعوت کو) قبول کرلوں۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ (کر جا) رہا ہوں: ان دونوں میں سے پہلی اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے، اس میں ہدایت اور نور ہے، تم اللہ تعالیٰ کی کتاب کو تھامو اور اسے مضبوطی سے پکڑے رکھو۔"

---

[1] (خُم): خاء کی پیش اور میم کی تشدید کے ساتھ۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان جحفہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک جگہ ہے، وہاں ایک چشمہ تھا، جس کی بنا پر اسے (غدیر خم) کہا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ۱۵/۱۷۹؛ وھامش صحیح مسلم ۴/۱۸۷۳)۔

آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف مائل کیا اور اس کی جانب رغبت دلائی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"وَأَهْلُ بَيْتِي. أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي.
أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي.
أُذَكِّرُكُمُ اللّٰهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي." [1]

"(دوسری چیز) میرے اہل بیت (ہیں)۔ میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ یاد کرواتا ہوں۔ [2]
میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ یاد کرواتا ہوں۔
میں اپنے اہل بیت کے بارے میں تمہیں اللہ تعالیٰ یاد کرواتا ہوں۔"

امام نسائی اور امام حاکم کی حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت میں ہے:

"لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ حِجَّةِ الْوَدَاعِ، وَنَزَلَ غَدِيْرَ خُمٍّ، أَمَرَ بَدَوْحَاتٍ، فَقُمِمْنَ، ثُمَّ قَالَ:
"كَأَنِّي إِذَا دُعِيتُ، فَأَجَبْتُ.
إِنِّي قَدْ تَرَكْتُ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ، أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ: كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي. فَانْظُرُوْا كَيْفَ تَخْلُفُوْنِي فِيهِمَا، فَإِنَّهُمَا

---

[1] صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، جزء من رقم الحديث ٣٦۔ (٢٤٠٨)، ١٨٧٣/٤.

[2] یعنی میرے اہل بیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ علامہ وحید الزمان اس کی شرح میں لکھتے ہیں: "میرے اہل بیت کا خیال رکھنا، ان سے محبت کرنا، ان کو ایذا نہ دینا۔" (صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی (مترجم) ٥١٠/٦).

لَنْ یَتفَرَّقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ."

"جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے غدیر خم پر پڑاؤ ڈالا اور بڑے درختوں کے بارے میں حکم دیا، تو انہیں صاف کیا گیا۔ ❶ پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"(مجھے ایسے محسوس ہوا ہے، کہ) جیسے مجھے (اللہ تعالیٰ کے ہاں جانے کے لیے) بلایا گیا، تو میں نے (دعوت) قبول کرلی۔

"بے شک میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں۔ ان دونوں میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے: اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میرے انتہائی قریبی میرے اہل بیت۔ دیکھنا کہ تم میرے بعد ان دونوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہو، کیونکہ وہ دونوں میرے پاس حوض (کوثر) پر آنے تک ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے۔"

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ مَوْلَايَ، وَأَنَا وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ."

"بے شک اللہ تعالیٰ میرے مددگار ہیں اور میں ہر مومن کا دوست ہوں۔"

ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ، فَقَالَ:

"مَنْ كُنْتُ وَلِيَّهُ، فَهٰذَا وَلِيُّهُ. اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ." ❷

---

❶ یعنی صحابہ کرام کے بیٹھنے کے لیے درختوں کے نیچے جگہ صاف کرنے کا حکم دیا گیا۔ واللہ تعالیٰ أعلم۔

❷ السنن الکبری للنسائي، کتاب المناقب، فضائل علي رضی اللہ عنہ، رقم الحدیث ۸۰۹۲، ۷/۳۱۰؛ والمستدرك علی الصحیحین، کتاب معرفة الصحابة، ۳/۱۰۹۔ الفاظ حدیث السنن الکبری کے ہیں۔ امام حاکم نے اسے [بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك ۳/۱۰۹؛ والتلخیص ۳/۱۰۹)۔ ⇦⇦⇦

پھر آنحضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو پکڑا اور فرمایا:

''جس کا میں دوست ہوا، تو یہ اس کے دوست ہیں۔ اے اللہ! اسے دوست بنائیے، جو ان (علی رضی اللہ عنہ) سے دوستی رکھے اور اس سے دشمنی کیجیے، جو ان سے عداوت رکھے۔''

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے سفر میں واپسی پر غدیر خم کے مقام پر حضرات صحابہ کے روبرو خطبہ ارشاد فرمایا۔

اس واقعہ میں دیگر تین فوائد:

۱۔ گفتگو شروع کرنے سے پہلے سامعین کو متوجہ کرنا۔ ❶

۲۔ پہلے اجمال پھر تفصیل۔ ❷

۳۔ وعظ و نصیحت میں تکرار۔ ❸

-۱۱-

راستے میں دعوتِ دین

نبی کریم ﷺ راستے میں سے گزرتے ہوئے بھی موقع میسر آنے پر دعوتِ دین دیتے۔ اپنے ہم سفر ساتھی یا ساتھیوں کی تعلیم و تربیت فرماتے۔ سرِ راہے ملنے والے غیر

⇦ نیز ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث ۱۷۵۰، ۴/۳۳۰-۳۴۴؛ وهامش المسند، رقم الحديث ۹۵۰، ۲/۲۶۲-۲۶۳؛ وهامش صحيح السيرة النبوية لإبراهيم العلي ص ۵۵۱.

❶ تفصیل کے لیے دیکھیے: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ۱۱۶-۱۱۷.

❷ تفصیل کے لیے دیکھیے: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ۲۰۴-۲۱۳.

❸ تفصیل کے لیے دیکھیے: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ۱۵۵-۱۶۷.

مسلم شخص کو دعوتِ اسلام دیتے۔ اسی سلسلے میں ذیل میں چھ مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

۱: مکہ کی بعض گلیوں میں ابوجہل کو دعوتِ اسلام:

امام بیہقی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"إِنَّ أَوَّلَ يَوْمٍ عَرَفْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَنِّيْ أَمْشِيْ أَنَا، وَأَبُوْجَهْلِ بْنُ هِشَامٍ فِيْ بَعْضِ أَزِقَّةِ مَكَّةَ، إِذْ لَقِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِأَبِيْ جَهْلٍ:

"يَا أَبَا الْحَكَمِ! هَلُمَّ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ، أُدْعُوْكَ إِلَى اللّٰهِ."

''میں نے رسول اللہ ﷺ کو سب سے پہلے اس وقت پہچانا، جب کہ میں اور ابوجہل مکہ (مکرمہ) کی بعض گلیوں میں سے گزر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ ہمیں ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوجہل سے فرمایا:

''اے ابوالحکم! اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ کی طرف آؤ۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔''

ابوجہل نے کہا:

"يَا مُحَمَّدُ - ﷺ - هَلْ أَنْتَ مُنْتَهٍ عَنْ سَبِّ آلِهَتِنَا؟ هَلْ تُرِيْدُ إِلَّا أَنْ نَشْهَدَ أَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ؟ فَنَحْنُ نَشْهَدُ أَنْ قَدْ بَلَّغْتَ. فَوَاللّٰهِ! لَوْ أَنِّيْ أَعْلَمُ أَنَّ مَا تَقُوْلُ حَقٌّ لَاتَّبَعْتُكَ."

''اے محمد - ﷺ - کیا تو ہمارے معبودوں کو گالی دینے سے باز آئے گا؟ کیا تو یہی چاہتا ہے، کہ ہم گواہی دیں، کہ یقیناً تو نے (پیغام) پہنچا دیا ہے؟

سو ہم گواہی دیتے ہیں، کہ تو نے (پیغام) پہنچا دیا ہے۔ واللہ! اگر میں تیری بات کو حق سمجھتا، تو بلا شبہ میں تیری اتباع کرتا۔''

رسول اللہ ﷺ پلٹے، تو وہ (ابوجہل) میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا:

''وَاللّٰهِ! إِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّ مَا يَقُوْلُ حَقٌّ، وَلٰكِنْ يَمْنَعُنِي شَيْءٌ

إِنَّ بَنِي قُصَيٍّ قَالُوْا: ''فِيْنَا الْحِجَابَةُ.''

فَقُلْنَا: ''نَعَمْ.''

ثُمَّ قَالُوْا: ''فِيْنَا السِّقَايَةُ.''

فَقُلْنَا: ''نَعَمْ.''

ثُمَّ قَالُوْا: ''فِيْنَا النَّدْوَةُ.''

فَقُلْنَا: ''نَعَمْ.''

ثُمَّ قَالُوْا: ''فِيْنَا اللِّوَاءُ.''

فَقُلْنَا: ''نَعَمْ.''

ثُمَّ أَطْعَمُوْا وَأَطْعَمْنَا، حَتّٰى إِذَا تَحَاكَّتِ الرُّكَبُ، قَالُوْا:

''مِنَّا نَبِيٌّ.''

''وَاللّٰهِ! لَا أَفْعَلُ.''[1]

''واللہ! مجھے یقیناً معلوم ہے، کہ جو وہ کہہ رہا ہے، حق ہے، لیکن ایک چیز (اسے قبول کرنے سے) مجھے روکتی ہے:

---

[1] منقول از: صحيح السيرة النبوية للشيخ الألباني ص ١٦٢. شیخ البانی نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المرجع السابق ص ١٦٢).

بے شک بنوقصی نے کہا: ''ہم میں (کعبۃ اللہ کی) دربانی ❶ ہے۔''

تو ہم نے کہا: ''ٹھیک ہے۔''

پھر انہوں نے کہا: ''ہم میں (حاجیوں کو) پانی پلانا ہے۔''

سو ہم نے کہا: ''ٹھیک ہے۔''

پھر انہوں نے کہا: ''ہم میں ندوہ ❷ ہے۔''

سو ہم نے کہا: ''ٹھیک ہے۔''

پھر انہوں نے کہا: ''ہم علم بردار ❸ ہیں۔''

سو ہم نے کہا: ''ٹھیک ہے۔''

پھر انہوں نے (لوگوں کو) کھانا کھلایا اور ہم نے (بھی) کھلایا، یہاں تک کہ جب گھٹنے ❹ برابر ہوئے، (تو) انہوں نے کہا: ''ہم سے نبی ہے۔'' واللہ! میں ایسے نہیں کروں گا۔'' (یعنی میں ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کروں گا۔)

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ کی بعض گلیوں میں ابوجہل کو دعوتِ اسلام دی۔

---

❶ یعنی کعبہ کی کلید برداری اور تولیت۔

❷ (ندوۃ): آنحضرت ﷺ کے جد امجد قصی بن کلاب نے ایک دارالمشورۃ قائم کیا تھا، جس کا نام دارالندوۃ رکھا قریش جلسہ یا جنگ کی تیاری، قافلوں کی روانگی، نکاح اور دیگر تقریبات یہیں منعقد کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو: سیرۃ النبی ﷺ ۱/۱۰۵ (علامہ شبلی نعمانی))۔

❸ یعنی جنگ کے موقع پر قریش کا جھنڈا ہم اٹھائیں گے۔

❹ یعنی عزت و شرف میں وہ اور ہم برابر ہوئے۔

اس واقعہ میں دیگر چار فوائد:

۱: آنحضرت ﷺ کی لوگوں کے اسلام کے لیے دلی خواہش اور بے مثال جستجو۔

۲: دعوتِ دین دیتے ہوئے بدترین دشمن کے احترام کا بھی خیال رکھنا۔

۳: شدید ترین دشمن کی اسلام اور نبی کریم ﷺ کی صداقت کے متعلق شہادت۔

۴: دنیاوی جاہ وجلال کا دینِ حق کی عداوت کا سبب ہونا۔

ب: راستے میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیے انفاق فی سبیل اللہ [1] کی اہمیت کا بیان:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي حَرَّةِ الْمَدِينَةِ، فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ، فَقَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ!"

''میں مدینہ (طیبہ) کے مضافات میں سیاہ پتھروں والی زمین پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا، کہ (جبل) احد ہمارے سامنے آیا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوذر!''

قُلْتُ: "لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ﷺ"۔

میں نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"مَا يَسُرُّنِي أَنَّ عِنْدِي مِثْلَ أُحُدٍ هَذَا ذَهَبًا تَمْضِي عَلَيَّ ثَالِثَةٌ، وَعِنْدِي مِنْهُ دِينَارٌ، إِلَّا شَيْئًا أَرْصُدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُولَ بِهِ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا - عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ."

[1] یعنی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا۔

''مجھے یہ پسند نہیں، کہ میرے پاس (جبل) احد کے برابر سونا ہو اور تیسری رات گزرتے وقت اس میں سے میرے پاس ایک دینار بھی باقی ہو، سوائے کچھ ایسی رقم کے، جسے میں قرض ادا کرنے کی غرض سے بچا کر رکھوں، (بلکہ) میں تو اسے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں ایسے ایسے......یعنی دائیں، بائیں اور پچھلی جانب سے۔ خرچ کروں۔''

پھر آنحضرت ﷺ چل پڑے، پھر فرمایا:

''إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ هَكَذَا وَهَكَذَا وَهَكَذَا ۔عَنْ يَمِيْنِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ، وَمِنْ خَلْفِهِ۔ وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ.''[1]

''بے شک زیادہ (مال) والے ہی قیامت کے دن تنگ دست ہوں گے، مگر جس نے ایسے، ایسے، ایسے ......یعنی اپنی دائیں، بائیں اور پیچھے سے (خرچ کیا)...... اور وہ تھوڑے ہیں۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت زیادہ مال خرچ کرنے کے لیے اپنی رغبت اور ایسا نہ کرنے کے خسارے کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیے اس وقت بیان فرمایا، جب کہ وہ آپ ﷺ کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے مضافات میں پتھریلی زمین پر چل رہے تھے۔

ج: راستے میں ابوذر رضی اللہ عنہ کو گمراہ کرنے والے ائمہ کے خطرے سے آگاہ کرنا:

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

[1] متفق علیه: صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب قول النبي ﷺ: ''ما يسرني أن عندي مثل أحد هذا ذهباً''، جزء من رقم الحديث ٦٤٤٤، ١١/٢٦٣-٢٦٤؛ وصحيح مسلم، كتاب الزكاة، باب الترغيب في الصدقة، جزء من رقم الحديث ٣٢- (٩٤)، ٢/٦٨٧. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، فَقَالَ:

"لَغَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلٰى أُمَّتِي."

قَالَهَا ثَلَاثًا .

''یقیناً مجھے امت پر (کچھ لوگوں سے) دجال سے زیادہ خطرہ ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔

انہوں نے بیان کیا: ''میں نے عرض کیا:

"يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ﷺ۔ مَا هٰذَا الَّذِي غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُكَ عَلٰى أُمَّتِكَ؟"

''اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو دجال سے زیادہ امت کے بارے میں خوف زدہ کرنے والا یہ کون ہے؟''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اَئِمَّةً مُضِلِّيْنَ." [1]

''گمراہ کرنے والے پیشوا۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے امت کے لیے دجال سے زیادہ خطرناک لوگوں کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اس وقت آگاہ فرمایا، جب کہ وہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ راستے میں چل رہے تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک دوسری روایت میں ہے:

"كُنْتُ مُخَاصِرَ النَّبِيِّ ﷺ إِلٰى مَنْزِلِهِ ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ:

"غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُ عَلٰى أُمَّتِي مِنَ الدَّجَّالِ."..... الحديث [2]

---

[1] المسند، رقم الحديث ۲۱۲۹۶، ۳۵/۲۲۲. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح لغیرہ] اور اس [سند کو ضعیف] کہا ہے۔ (هامش المسند ۳۵/۲۲۲).

[2] المسند، جزء من رقم الحديث ۲۱۲۹۷، ۳۵/۲۲۲۔۲۲۳. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳۵/۲۲۳).

''میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ان کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے، آپ کی جائے رہائش کی طرف جا رہا تھا، تو میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''بعض لوگ میری امت کے لیے دجال سے زیادہ خطرناک ہیں۔''

د: سواری پر بیٹھے ابوذر رضی اللہ عنہ کو ناگہانی حالات میں مناسب طرزِ عمل اختیار کرنے کی تلقین:

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِمَارًا، وَأَرْدَفَنِي خَلْفَهُ، ثُمَّ قَالَ:

"يَا أَبَا ذَرٍّ! أَرَأَيْتَ إِنْ أَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى لَا تَسْتَطِيْعَ أَنْ تَقُوْمَ مِنْ فِرَاشِكَ إِلٰى مَسْجِدِكَ، كَيْفَ تَصْنَعُ؟"

رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے اور مجھے اپنے پیچھے سوار کیا، پھر فرمایا:

''اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اگر تم دیکھو، کہ لوگوں کو اس قدر شدید بھوک پہنچ چکی ہے، کہ تم اپنے بستر سے اٹھ کر اپنی مسجد کی طرف نہیں جا سکتے، تو تم کیا کرو گے؟''

انہوں نے عرض کیا: "اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ."

''اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تَعَفَّفْ."

''اپنے آپ کو سوال سے بچانا۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"يَا أَبَاذَرٍّ - رضی اللہ عنہ -! أَرَأَيْتَ إِنْ أَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ شَدِيْدٌ، يَكُوْنُ الْبَيْتُ فِيْهِ بِالْعَبْدِ- يَعْنِيْ الْقَبْرِ - كَيْفَ تَصْنَعُ؟"

"اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اگر تم دیکھو، کہ لوگوں کو شدید موت پہنچ چکی ہے، یہاں تک کہ بندے کے گھر ہی میں- یعنی قبر- ہو، تو تم کیا کرو گے؟"[1]

انہوں نے عرض کیا: "اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اِصْبِرْ."

"صبر کرنا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"يَا أَبَاذَرٍّ! أَرَأَيْتَ إِنْ قَتَلَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا. يَعْنِيْ. حَتّٰى تَغْرَقَ حِجَارَةُ الزَّيْتِ مِنَ الدِّمَاءِ، كَيْفَ تَصْنَعُ؟"

"اے ابوذر رضی اللہ عنہ! اگر تم دیکھو، کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو اس قدر زیادہ قتل کر رہے ہیں، کہ حجارۃ الزیت[2] خونوں میں غرق ہوگئی ہے، تو تم کیا کرو گے؟"

انہوں نے عرض کیا: "اللہ تعالیٰ اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ جانتے ہیں۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اُقْعُدْ فِيْ بَيْتِكَ، وَأَغْلِقْ عَلَيْكَ بَابَكَ."

"اپنے گھر میں بیٹھے رہنا اور اپنے لیے اپنا دروازہ بند کر لینا۔"

انہوں نے عرض کیا: "فَإِنْ لَمْ أُتْرَكْ؟"

---

[1] کثرت اموات کی وجہ سے قبروں کی طلب بڑھنے اور قبریں کھودنے والوں کی قلت کی بنا پر قبریں اس قدر مہنگی ہو جائیں، کہ بندے کو قبرستان کی بجائے گھر ہی میں دفن کیا جائے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳۵/۲۵۳)۔

[2] (حجارة الزيت): مدینہ طیبہ میں ایک جگہ کا نام۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۳۵/۲۵۳)۔

''پس اگر مجھے چھوڑا نہ جائے؟''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''فَأْتِ مَنْ أَنْتَ مِنْهُمْ، فَكُنْ فِيهِمْ.''

''جن سے تم ہو، ان کے ہاں چلے جانا اور انہی میں رہنا۔''

انہوں نے پوچھا: ''فَآخُذُ سَلَاحِيْ؟''

''میں اپنے ہتھیار اٹھا لوں؟''

آنحضرت ﷺ نے جواب دیا:

''إِذَا تُشَارِكُهُمْ فِيمَا هُمْ فِيهِ، وَلٰكِنْ إِنْ خَشِيتَ أَنْ يَرُوعَكَ شُعَاعُ السَّيْفِ، فَأَلْقِ طَرَفَ رِدَائِكَ عَلٰى وَجْهِكَ، حَتّٰى يَبُوءَ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِكَ.''[1]

''پھر تم (بھی ان کے گناہ میں) ان کے ساتھ شریک ہو جاؤ گے، لیکن اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو، کہ تلوار کی چمک تمہیں خوفزدہ کرے گی، تو تم اپنے چہرے پر اپنی چادر کا کنارہ ڈال لینا، یہاں تک کہ وہ (یعنی تمہارا قاتل) اپنے اور تمہارے گناہ کے ساتھ لوٹے۔''

اس حدیث سے یہ واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے گدھے پر سواری کی حالت میں راستے سے گزرتے ہوئے ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیے ناگہانی حالات میں اختیار کیا جانے والا پسندیدہ طرزِ عمل بیان فرمایا۔ فصلوات ربي وسلامه عليه.

---

[1] المسند، رقم الحديث ٢١٣٢٥، ٢٥٢/٣٥؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب التاريخ، باب إخباره ﷺ عما يكون في أمته من الفتن والحوادث، ذكر البيان بأن فتح الله جل وعلا الدنيا على المسلمين إنما ذلك بعقب جدب يلحقهم، رقم الحديث ٦٦٨٥، ٧٨/١٥-٧٩. الفاظ حدیث المسند کے ہیں۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٢٥٢/٣٥)؛ نیز ملاحظہ ہو: هامش الإحسان ٧٩/١٥.

تینوں روایات میں دیگر آٹھ فوائد:

۱: شاگردوں کی تعلیم وتربیت کے لیے آنحضرت ﷺ کا شدید شوق اور لاثانی اہتمام۔

۲: بات بتلانے سے پیشتر اچھی طرح متوجہ کرنے اور اظہار تعلق کی خاطر نام لے کر مخاطب کرنا۔ ❶

۳: بات سمجھانے کی غرض سے گرد وپیش میں موجود چیزوں سے استفادہ۔

۴: گفتگو کے ساتھ اشاروں کا استعمال۔ ❷

۵: بات کی اہمیت اجاگر کرنے اور مکمل توجہ مبذول کروانے کی خاطر بات کا اعادہ کرنا۔ ❸

۶: گمراہ قیادت کے خطرات کی سنگینی۔

۷: بات بتلانے سے پیشتر شاگرد سے استفسار۔ ❹

۸: آنحضرت ﷺ کی اپنے صحابہ کے ساتھ تواضع۔ ❺

ہ: راستے میں چلتے ہوئے معاذ رضی اللہ عنہ کو دینی امور کی تعلیم:

امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے:

بے شک رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ہمراہ غزوہ تبوک کے لیے روانہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے (دوران سفر) صبح ہونے پر لوگوں کو نماز صبح پڑھائی۔ پھر لوگ سوار ہوئے۔ ❻ لوگوں نے رات کے سفر کی بنا پر طلوع آفتاب کے وقت اونگھنا شروع

---

❶ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ۱۱۸۔ ۱۳۰.

❷ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۷۵۔۱۷۹.

❸ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۵٤۔۱۷۲.

❹ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۲۲۲۔۲۲۷.

❺ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۳۲۵۔ ۳۳۳.

❻ یعنی سوار ہو کر چل پڑے۔

کر دیا۔ معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے پیچھے آپ ﷺ کے ساتھ چپکے رہے۔ لوگوں کی سواریاں چرتے اور چلتے ہوئے انہیں راستے میں دور دور لے گئیں۔ جب معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھے اور ان کی اونٹنی کبھی چرتی اور کبھی چلتی جا رہی تھی، تو اسے ٹھوکر لگی، انھوں نے اسے لگام سے کھینچا، تو وہ چیخی۔ اس سے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بدکی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پردے کو ہٹایا اور دیکھا، کہ لشکر میں سے کوئی بھی معاذ رضی اللہ عنہ سے زیادہ آپ کے قریب نہ تھا۔ رسول اللہ نے انہیں آواز دی:

''یَا مُعَاذُ.''

''اے معاذ۔''

انہوں نے جواب میں عرض کیا: ''لَبَّیْكَ یَا نَبِيَّ اللّٰہِ!''

''اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اُدْنُ دُوْنَكَ.''

''تم مزید قریب ہو جاؤ۔''

فَدَنَا مِنْهُ حَتّٰی لَصِقَتْ رَاحِلَتَاهُمَا إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَی.

سو وہ آنحضرت ﷺ کے نزدیک ہوئے، یہاں تک کہ دونوں کی سواریاں ایک دوسری سے ملنے لگیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَا کُنْتُ أَحْسِبُ النَّاسَ مِنَّا کَمَکَانِهِمْ مِنَ الْبُعْدِ.''

''میں لوگوں کو اپنے سے اس قدر دور ہونے والے نہیں سمجھتا تھا۔''

معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! ﷺ۔ نَعَسَ النَّاسُ، فَتَفَرَّقَتْ بِهِمْ رِكَابُهُمْ، تَرْتَعُ وَتَسِيْرُ."

''اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ! لوگوں کو اونگھ آئی، تو ان کی سواریاں چرتے اور چلتے ہوئے انہیں دور دور لے گئیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وَأَنَا كُنْتُ نَاعِسًا."

''اور میں بھی اونگھ رہا تھا۔''

جب معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنے لیے رسول اللہ ﷺ کی بشاشت اور خلوت کو دیکھا، تو عرض کیا:

"يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ! ائْذَنْ لِيْ أَسْأَلُكَ عَنْ كَلِمَةٍ قَدْ أَمْرَضَتْنِيْ، وَأَسْقَمَتْنِيْ، وَأَحْزَنَتْنِيْ."

''یارسول اللہ ﷺ! مجھے ایک ایسی بات کے متعلق سوال کرنے کی اجازت دیجیے، جس نے مجھے بیمار، روگی اور غمگین کر رکھا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا: "سَلْنِيْ عَمَّ شِئْتَ."

''جس بارے میں چاہو، سوال کرو۔''

انہوں نے عرض کیا:

"يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! حَدِّثْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ. لَا أَسْئَلُكَ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهِ."

''اے اللہ تعالیٰ کے نبی۔ ﷺ۔! مجھے ایسے عمل کے متعلق بتلایئے (جو) مجھے جنت میں داخل کر دے۔ میں آپ سے اس کے علاوہ کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کرتا۔''

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

"بَخٍ! بَخٍ! بَخٍ. لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيمٍ، لَقَدْ سَأَلْتَ بِعَظِيمٍ ـ ثَلَاثًا ـ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلٰى مَنْ أَرَادَ اللّٰهُ بِهِ الْخَيْرَ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلٰى مَنْ أَرَادَ اللّٰهُ بِهِ الْخَيْرَ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلٰى مَنْ أَرَادَ اللّٰهُ بِهِ الْخَيْرَ.

فَلَمْ يُحَدِّثْهُ بِشَيْءٍ إِلَّا قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، يَعْنِي أَعَادَهُ عَلَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ حِرْصًا لِكَيْمَا يُتْقِنَهُ عَنْهُ.

"شاباش! شاباش! شاباش! یقیناً تم نے بہت بڑی (چیز) کے متعلق سوال کیا ہے، یقیناً تم نے بہت بڑی (چیز) کے متعلق سوال کیا ہے۔" ۔ تین مرتبہ ۔ بلاشک و شبہ یہ اس شخص کے لیے آسان ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرمائیں، بلاشک و شبہ یہ اس شخص کے لیے آسان ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرمائیں، بلاشک وشبہ یہ اس شخص کے لیے آسان ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرمائیں۔" آنحضرت ﷺ نے انہیں جو چیز بھی بتلائی، اسے ان کے لیے تین مرتبہ فرمایا۔ یعنی آنحضرت ﷺ نے اسے تین بار اس ارادے سے دہرایا، تاکہ وہ خوب اچھی طرح آپ ﷺ سے سیکھ لیں۔

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

"تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ، وَتَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ، لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، حَتّٰى تَمُوتَ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ."

"تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کے ساتھ ایمان لاؤ، نماز قائم کرو اور تنہا اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، تم اس کے ساتھ کسی طرح کا شرک نہ کرو اور موت تک اسی پر کاربند رہو۔"

انہوں نے عرض کیا: "يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ! أَعِدْ لِي."

"اے اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ! میرے لیے (اپنے فرمان کا) اعادہ کیجیے۔"

"فَأَعَادَهَا لَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

سو آنحضرت ﷺ نے ان کے لیے اپنے ارشاد کو تین بار دہرایا۔"

پھر اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ يَا مُعَاذُ! بِرَأْسِ هٰذَا الْأَمْرِ، وَقِوَامِ هٰذَا الْأَمْرِ، وَذِرْوَةِ السَّنَامِ."

"اے معاذ! اگر تم چاہو، تو میں تمھیں اس بات کی اصل، اس بات کی بنیاد، اور (اس کی) بلند ترین بات کی خبر دے دوں؟"

معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: "بَلٰى، بِأَبِي وَأُمِّي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَحَدِّثْنِي."

"کیوں نہیں، اے اللہ کے نبی ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان! مجھے بتلایئے۔"

اللہ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ رَأْسَ هٰذَا الْأَمْرِ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﷺ.

وَإِنَّ قِوَامَ هٰذَا الْأَمْرِ إِقَامُ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَإِنَّ ذِرْوَةَ السَّنَامِ مِنْهُ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.

إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، وَيَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ﷺ، فَإِذَا فَعَلُوا ذٰلِكَ فَقَدِ اعْتَصَمُوا، وَعَصَمُوا

دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ." ❶

''اس بات کی اساس یہ ہے، کہ تم گواہی دو، کہ تنہا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ ان کا کوئی شریک نہیں اور بے شک محمد ﷺ ان کے بندے اور رسول ہیں۔

اور یقیناً اس بات کی بنیاد نماز کا قائم کرنا اور زکوٰۃ کا ادا کرنا ہے۔

اور بلاشبہ اس کی بلند ترین بات اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ہے۔

مجھے حکم یہی دیا گیا ہے، کہ لوگوں سے لڑائی کروں، یہاں تک کہ وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور وہ گواہی دیں، کہ تنہا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ ان کا کوئی شریک نہیں اور یقیناً محمد ﷺ ان کے بندے اور رسول ہیں، سو جب وہ یہ کریں گے، تو انہوں نے (اللہ تعالیٰ کی رسی کو) مضبوطی سے تھام لیا اور انہوں نے اپنے خونوں اور مالوں کو بچا لیا، مگر ان کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے راستے میں چلتے ہوئے معاذ رضی اللہ عنہ کو جنت میں داخل کرنے والے عمل، دین کی اصل، اس کی بنیاد اور

---

❶ المسند، جزء من رقم الحدیث ۲۲۱۲۲، ۳۶/۴۳۳۔۴۳۴. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے حدیث کے مذکورہ بالا حصے کو اس کے متعدد طرق اور شواہد کی بنا پر [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند ۳۶/۴۳۵. اسی حدیث کو الفاظ کے اختلاف کے ساتھ حضرات ائمہ عبد بن حمید، ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المنتخب من مسند عبد بن حمید، رقم الحدیث ۱۱۲، ۱/۱۴۴۔۱۴۶؛ وجامع الترمذي، أبواب الإیمان، باب ما جاء في حرمة الصلاة، رقم الحدیث ۲۷۴۹، ۷/۳۰۳۔۳۰۵؛ وسنن ابن ماجه، کتاب الفتن، باب کف اللسان في الفتنة، رقم الحدیث ۳۹۷۳، ۵/۴۵۹۔۴۶۱. امام ترمذی نے اسے [حسن صحیح]؛ شیخ البانی نے [صحیح] اور شیخ العدوی نے [متعدد طرق اور شواہد کی بنا پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ۷/۳۰۶؛ وصحیح سنن الترمذي ۲/۳۷۹؛ وصحیح سنن ابن ماجه ۲/۳۵۹؛ وھامش المنتخب من مسند عبد بن حمید ۱/۱۴۴).

اس کی بلند ترین بات کی خبر دی۔ فصلوات ربي وسلامه عليه.

حدیث میں دیگر سات فوائد:

۱: مخاطب [1] کو اس کا نام لے کر آواز دینا۔ [2]

۲: مخاطب کو گفتگو کا آغاز کرنے سے پیشتر اپنے قریب کرنا۔ [3]

۳: سوال کرنے کی اجازت دینا۔ [4]

۴: اچھے سوال کی تعریف کرنا۔ [5]

۵: بات کا فرمائش پر اور بغیر فرمائش اعادہ کرنا۔ [6]

۶: تفصیل سے بات کرنے سے پیشتر اجمالی طور پر اس کا ذکر کرنا۔ [7]

۷: سوال سے زیادہ جواب دینا۔ [8]

و: راستے میں گزرتے ہوئے سواری کے ٹھوکر کھانے پر درست بات کہنے کی تلقین:

امام احمد نے ابوتیمہ ھجیمی کے حوالے سے اس شخص سے روایت نقل کی ہے، جو کہ نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا۔ انھوں رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

"كُنْتُ رَدِيفَهُ ﷺ عَلَى حِمَارٍ، فَعَثَرَ الْحِمَارُ، فَقُلْتُ: "تَعِسَ الشَّيْطَانُ."

---

[1] (مخاطب): جس کے ساتھ دعوتِ دین یا تعلیم دینے کے لیے گفتگو کی جائے۔

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: "نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم" ص ۱۱۸۔۱۳۰۔

[3] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۰۰۔۱۰۲.

[4] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۲٤۲۔۲۵۲.

[5] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۲۵۳۔۲٦۱.

[6] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۵٤۔۱٦۷.

[7] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۲۰٤۔۲۱۳.

[8] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۲٦۹۔۲۸۰.

''میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے گدھے پر سوار تھا، گدھے کو ٹھوکر لگی، تو میں نے کہا: ''شیطان برباد ہوگیا۔''

نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا:

''لَا تَقُلْ: [تَعِسَ الشَّيْطَانُ] فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ: ''تَعِسَ الشَّيْطَانُ.''

تَعَاظَمَ الشَّيْطَانُ فِيْ نَفْسِهِ. وَقَالَ: ''صَرَعْتُهُ بِقُوَّتِيْ.''

فَإِذَا قُلْتَ: ''بِاسْمِ اللّٰهِ'' تَصَاغَرَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ حَتّٰى يَكُوْنَ أَصْغَرَ مِنْ ذُبَابٍ.''[1]

[شیطان برباد ہوگیا] نہ کہو، کیونکہ جب تم نے [شیطان برباد ہوگیا] کہا، تو شیطان اپنے زعم میں بڑا ہوگیا اور کہا: ''میں نے اپنی قوت سے اسے پچھاڑا ہے۔''

جب تم نے [باسم اللہ] کہا، تو وہ اپنی نگاہ میں چھوٹا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ مکھی سے چھوٹا ہو جاتا ہے۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے راستے میں گزرتے ہوئے اپنے ہم رکاب شخص کو سواری کے ٹھوکر کھانے پر کہے جانے والے درست کلمات سکھلائے اور دوسرے الفاظ کہنے سے منع فرمایا۔

حدیث میں دیگر چار فوائد:

۱: نبی کریم ﷺ کی عدیم النظیر تواضع۔

۲: راستے میں چلتے ہوئے احتساب کرنا۔

---

[1] المسند، رقم الحديث ٢٠٥٩١، ٣٤/١٩٨. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٣٤/١٩٨).

۳: امر و نہی کا سبب بیان کرنا۔

۴: ممنوعہ چیز کے نعم البدل کی خبر۔

اس بارے میں دیگر تین شواہد:

۱: راستے میں چچازاد بھائی کو مفید باتوں کی تعلیم دینا۔ ❶

۲: راستے میں معاذ رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے بندوں پر اور ان کے اللہ تعالیٰ پر حق کی خبر دینا۔ ❷

۳: راستے میں سوار شاگرد کے ساتھ چلتے ہوئے نصیحت۔ ❸

-۱۲-

سفر میں دعوتِ دین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ سفر دعوتِ دین کو نہ بھولتے، بلکہ اس کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ حضرات صحابہ کی تعلیم و تربیت اور تزکیہ کی طرف توجہ فرماتے۔ موقع میسر آنے پر غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام دیتے۔ صرف یہی نہیں بلکہ دعوتِ دین کی خاطر سفر فرماتے۔ اس بارے میں ذیل میں سات مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

۱: کَدِید یا قُدَید کے مقام پر وعظ و نصیحت:

امام احمد نے حضرت رفاعہ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انھوں نے بیان کیا:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں آئے، یہاں تک کہ ہم کدید ❹ میں تھے،

---

❶ تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلّم'' ص ۷۷۔۷۸.

❷ تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۲۵۔۱۲۷.

❸ تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۳۳۱۔۳۳۲

❹ (اَلْکَدِیْد): مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک جگہ ہے، جہاں جاری پانی کا چشمہ ہے۔ (ملاحظہ ہو: معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع، العنوان: ''الکدید''، ٤/١١١٩). علامہ یاقوت حموی لکھتے ہیں، کہ یہ جگہ مکہ مکرمہ سے بیالیس میل کے فاصلے پر ہے۔ (معجم البلدان ٤/٥٠١).

......یا انھوں نے کہا: ''قدید ❶ میں''......تو لوگ اپنے گھر والوں کی طرف جانے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ آنحضرت ﷺ انہیں اجازت دیتے رہے۔

انہوں (یعنی راوی) نے بیان کیا:

''آنحضرت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور خیر (کی بات) ارشاد فرمائی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''أَشْهَدُ عِنْدَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُ عَبْدٌ شَهِدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ، ثُمَّ يُسَدِّدُ إِلَّا سَلَكَ فِي الْجَنَّةِ.''

''میں اللہ تعالیٰ کے روبرو گواہی دیتا ہوں:

کوئی بندہ اپنے دل سے اس بات کی گواہی دیتے ہوئے فوت نہیں ہوتا، کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، پھر وہ سیدھا چلتا ہے (یعنی کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرتا)، مگر وہ جنت میں داخل ہوجاتا ہے۔''

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''وَعَدَنِي رَبِّي أَنْ يُدْخِلَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعِيْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، وَإِنِّي لَأَرْجُوْ أَنْ لَّا يَدْخُلُوْهَا حَتّٰى تَبَوَّءُوْا أَنْتُمْ، وَمَنْ صَلَحَ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَذَرَارِيْكُمْ مَسَاكِنَ فِي الْجَنَّةِ.''

''میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، کہ وہ میری امت میں سے ستر ہزار لوگوں کو بلاحساب جنت میں داخل فرمائیں گے۔ مجھے بلاشک وشبہ

---

❶ (قُدَيْد): کثیر چشموں اور باغات والی ایک بڑی بستی۔ کدید سے مکہ مکرمہ کی مخالف سمت میں سولہ میل کے فاصلے پر ہے۔ (ملاحظہ ہو: معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع، العنوان: "قُدَيْد"، ۳/۱۰۵٤).

امید ہے، کہ وہ (یعنی وہ ستر ہزار لوگ) اس وقت تک اس (یعنی جنت) میں داخل نہیں ہوں گے، جب تک کہ تم اور تمہاری نیک بیویاں اور نسل جنت میں اپنے ٹھکانوں میں جگہ حاصل نہ کر چکے ہو گے۔"

آنحضرت ﷺ نے (مزید) فرمایا:

"إِذَا مَضَى نِصْفُ اللَّيْلِ أَوْ ثُلُثُ اللَّيْلِ يَنْزِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيَقُوْلُ:

"لَا أُسْأَلُ عَنْ عِبَادِي أَحَدًا غَيْرِي.

مَنْ ذَا الَّذِي يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرَ لَهُ.

مَنْ ذَا الَّذِي يَدْعُوْنِي فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ.

مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهُ."

حَتَّى يَنْفَجِرَ الصُّبْحُ."[1]

جب نصف یا ایک تہائی رات گزر جاتی ہے، تو اللہ عزوجل آسمانِ دنیا کی طرف تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

"میں اپنے بندوں کے بارے میں اپنے سوا کسی اور سے نہیں پوچھتا۔

کون ہے مجھ سے گناہوں کی معافی طلب کرنے والا، کہ میں اسے معاف کردوں؟

کون ہے مجھ سے فریاد کرنے والا، کہ میں اس کی فریاد رسی کروں؟

کون ہے مجھ سے سوال کرنے والا، کہ میں اسے عطا فرماؤں؟

یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی ہے۔"

---

[1] المسند، رقم الحدیث ۱۶۲۱۸، ۱۵۶/۲۶۔۱۵۷۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] اور شیخ ارناؤوط اوران کے رفقاء نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب و الترھیب ۲۲۰/۲؛ وھامش المسند ۱۵۷/۲۶)۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے صحابہ کو دورانِ سفر ''کدید'' یا ''قدید'' کے مقام پر وعظ ونصیحت فرمائی۔

ب: دورانِ سفر قرآن کی افضل سورہ کی خبر دینا:

امام ابن حبان اور امام حاکم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''كَانَ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَسِيْرٍ ، فَنَزَلَ ، وَنَزَلَ رَجُلٌ إِلٰى جَانِبِهِ . ''

''نبی کریم ﷺ ایک سفر میں تھے، تو آپ ﷺ نے (ایک جگہ) پڑاؤ ڈالا۔ ایک شخص نے (بھی) آپ کے پہلو میں پڑاؤ ڈالا۔

انہوں [1] نے بیان کیا:

''فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ ﷺ ، فَقَالَ:

''أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ الْقُرْآنِ؟''

''نبی کریم ﷺ (اس کی جانب) متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''کیا میں تمہیں قرآن کی افضل (سورہ) کی خبر نہ دوں؟''

انہوں نے بیان کیا:

''فَتَلَا عَلَيْهِ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ [2]

''آنحضرت ﷺ نے اس پر (الحمد للہ رب العالمین) کی تلاوت فرمائی۔

---

[1] اس سے مراد حضرت انس رضی اللہ عنہ ہیں۔

[2] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب قراءة القرآن، ذكر البيان بأن فاتحة الكتاب من أفضل القرآن، رقم الحديث ٧٧٤، ٣/٥١؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب فضائل القرآن، ١/٥٦٠. الفاظِ حدیث المستدرک کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ١/٥٦٠؛ التلخيص ١/٥٦٠؛ وصحيح الترغيب والترهيب ٢/١٧٩ و ١٨٠).

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے دوران سفر اپنے ایک صحابی کو قرآن کریم کی افضل سورت سے آگاہ فرمایا۔

ج: دورانِ سفر شہادتِ توحید کے ثمرات کا بیان:

امام احمد نے حضرت سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"بَيْنَمَا نَحْنُ فِي سَفَرٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَأَنَا رَدِيْفُهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "يَا سُهَيْلَ بْنَ الْبَيْضَاءِ!" وَرَفَعَ صَوْتَهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

"ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایک سفر میں تھے اور میں آنحضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے سہیل بن البیضاء!"

آنحضرت ﷺ نے دو یا تین بار اپنی آواز بلند فرمائی

كُلُّ ذٰلِكَ يُجِيْبُهُ سُهَيْلٌ. فَسَمِعَ النَّاسُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، فَظَنُّوْا أَنَّهُ يُرِيْدُهُمْ، فَحُبِسَ مَنْ كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَلَحِقَهُ مَنْ كَانَ خَلْفَهُ، حَتّٰى إِذَا اجْتَمَعُوْا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"إِنَّهُ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ، وَأَوْجَبَ لَهُ الْجَنَّةَ." [1]

سہیل رضی اللہ عنہ ہر مرتبہ جواب دیتے۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز

---

[1] المسند، رقم الحديث ١٥٧٣٨، ٢٥/١٥. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح لغیرہ] کہا ہے اور اس [سند کو انقطاع کی بنا پر ضعیف] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٢٥/١٥).

سنی، تو انہوں نے گمان کیا، کہ آنحضرت ﷺ کا مقصود وہ ہیں۔ ❶ جو لوگ آنحضرت ﷺ کے آگے تھے، وہ رک گئے اور جو پیچھے تھے، وہ آنحضرت ﷺ کو آ ملے، یہاں تک کہ وہ (سب) اکٹھے ہو گئے، ❷

(تو) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے شک جس شخص نے گواہی دی، کہ [اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں] (تو) اللہ تعالیٰ اس پر (دوزخ کی) آگ حرام کر دیتے ہیں اور اس کے لیے جنت واجب کر دیتے ہیں۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے دورانِ سفر اپنے ہم سفر صحابہ کے لیے توحید کی شہادت دینے کے عظیم ثمرات کو بیان فرمائے۔

حدیث میں دیگر دو فوائد:

۱: مخاطب کی توجہ مبذول کروانے اور اس سے اظہارِ تعلق کے لیے نام لے کر اسے بلانا۔ ❸

۲: گفتگو کے آغاز سے پیشتر لوگوں کو اپنے قریب جمع کرنا۔ ❹

د: دورانِ سفر وضو میں کوتاہی پر ٹوکنا:

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے

❶ یعنی آنحضرت ﷺ چاہتے ہیں، کہ وہ آنحضرت ﷺ کے گرد اکٹھے ہو جائیں۔

❷ ایک دوسری روایت میں ہے: ''یہاں تک کہ ہم سے آگے اور پیچھے والے (سب) لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی (آواز کو) سن لیا اور وہ (آنحضرت ﷺ کے گرد) اکٹھے ہو گئے اور انہیں پتہ چل گیا، کہ آنحضرت ﷺ کسی چیز کے متعلق گفتگو فرمانا چاہتے ہیں۔'' (المسند، جزء من رقم الحدیث ۱۵۸۳۹، ۲۵/۱۶۲)۔ شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۲۵/۱۶۳)۔

❸ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ۱۱۸۔۱۳۰۔

❹ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ۱۰۰۔۱۰۲۔

بیان کیا:

"رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ، تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ، فَتَوَضَّؤُوا وَهُمْ عِجَالٌ، فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ، وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

"وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ! أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ." ❶

"ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ (مکرمہ) سے مدینہ (طیبہ) پلٹے، یہاں تک کہ ہمیں راستے میں ایک جگہ پانی ملا، تو کچھ لوگوں نے عصر کی نماز کے لیے جلدی کرتے ہوئے عجلت میں وضو کیا، ہم ان کے پاس پہنچے، تو (دیکھا کہ) ان کی ایڑھیوں کو پانی نہیں پہنچا تھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایڑھیوں کے لیے (دوزخ کی) آگ کی ویل ❷ (نامی وادی) ہے۔ وضو مکمل کرو۔"

اس حدیث سے واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے بعض حضرات صحابہ کی وضو میں کوتاہی پر احتساب کیا اور انہیں وضو مکمل کرنے کا حکم دیا اور یہ واقعہ آنحضرت ﷺ کے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کے لیے سفر کے دوران تھا۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب وجوب غسل الرجلين بكما لهما، رقم الحديث ٢٦-(٢٤١)، ١/ ٢١٤. اسی مفہوم کی حدیث امام بخاری نے بھی روایت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الوضوء، باب غسل الرجلين ولا يمسح على القدمين، رقم الحديث ١٦٣، ١/ ٢٦٥.

❷ (ویل): حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، کہ اس کے بارے میں متعدد اقوال ہیں، سب سے قوی قول امام ابن حبان کی کتاب [صحیح] میں ابوسعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ مرفوع حدیث میں ہے، کہ [ویل] جہنم کی ایک وادی ہے۔ (فتح الباري ١/ ٢٦٦).

ہ: سفر میں لشکر کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر پڑاؤ ڈالنے کا حکم:

امام ابوداود اور امام نسائی نے حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''نبی کریم ﷺ جب کسی مقام پر پڑاؤ ڈالتے، تو وہ (حضرات صحابہ) آنحضرت ﷺ سے ہٹ کر گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جاتے۔ آنحضرت ﷺ ان کے درمیان کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا:

"إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِي الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ."

''بے شک تمہارا گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھرنا یقیناً شیطان کی جانب سے ہے۔''

فَكَانُوْا إِذَا نَزَلُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ، انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ، حَتّٰى إِنَّكَ لَتَقُوْلُ: "لَوْ بَسَطْتَّ عَلَيْهِمْ كِسَاءً، لَعَمَّتْهُمْ، أَوْنَحْوَ ذٰلِكَ." [1]

اس کے بعد جب وہ پڑاؤ ڈالتے، تو ایک دوسرے کی طرف اس طرح سمٹ جاتے، کہ تم کہتے (یعنی کہہ سکتے تھے):

''اگر تم ان پر ایک چادر پھیلاؤ، تو وہ سب پر آ جائے'' یا اس کے قریب قریب۔''

اس حدیث سے یہ واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے دورانِ سفر حضرات صحابہ کو ایک دوسرے کی طرف سمٹ کر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔

[1] سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب ما يؤمر من انضمام العسكر وسعته، رقم الحديث ٢٦٢٥، ٧/٢١٠؛ والسنن الكبرى للنسائي، كتاب السِّيَر، النهي عن التفرّق في الشعاب والأودية، رقم الحديث ٨٨٠٥، ٨/١٣٢-١٣٣. الفاظِ حدیث السنن الکبری کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٢/٤٩٨).

و: دورانِ سفر آئندہ آنے والے فتنوں اور طاعتِ امام کے متعلق خطبہ:

امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ. فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا. فَمِنَّا مَنْ يُصْلِحُ خِبَاءَهُ، وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ، وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِي جَشَرِهِ، إِذْ نَادٰى مُنَادِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ:

"اَلصَّلٰوةَ جَامِعَةً."

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، آپ ﷺ نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا، تو ہم میں سے کوئی اپنا خیمہ درست کرنے لگا، کوئی تیر مارنے لگا اور کوئی اپنے جانوروں کو چرانے میں مشغول ہوگیا، کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے پکارا:

"نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔"

فَاجْتَمَعْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ،

سو ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہوگئے۔

فَقَالَ: "إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِي إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلٰى خَيْرِ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرَّ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ.

وَإِنَّ أُمَّتَكُمْ هٰذِهِ جُعِلَ عَافِيَتُهَا فِي أَوَّلِهَا، وَسَيُصِيبُ آخِرَهَا بَلَاءٌ وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا، وَتَجِيءُ فِتْنَةٌ، فَيُرَقِّقُ بَعْضُهَا بَعْضًا.

وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ، فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: "هٰذِهِ مُهْلِكَتِي."

ثُمَّ تَنْكَشِفُ.

وَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ، فَيَقُولُ الْمُؤْمِنُ: "هٰذِهِ هٰذِهِ."

فَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتَاْتِهِ مَنِيَّتُهُ، وَهُوَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلْيَاْتِ إِلَى النَّاسِ الَّذِي يُحِبُّ اَنْ يُؤْتٰى اِلَيْهِ. وَمَنْ بَايَعَ إِمَامًا فَأَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهِ، وَثَمَرَةَ قَلْبِهِ، فَلْيُطِعْهُ إِنِ اسْتَطَاعَ. فَإِنْ جَآءَ آخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوا عُنُقَ الْآخَرِ."...... الحديث. [1]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''بے شک مجھ سے پہلے ہر نبی پر لازم تھا، کہ اسے اپنی امت کے لیے جس خیر کا علم ہوتا، وہ ان کی اس کی جانب راہنمائی کرتا اور اسے ان کے لیے جس شر سے آگاہی ہوتی، وہ انہیں اس سے ڈراتا۔

بے شک تمہاری اس امت کے اولیں حصے میں عافیت رکھی گئی ہے اور اس کے آخری حصے کو آزمائش اور ایسی باتیں پہنچیں گی، جو تمہیں بُری لگیں گی۔ فتنے آئیں گے، تو ایک فتنہ دوسرے کو ہلکا کر دے گا۔ [2]

ایک فتنہ آئے گا، تو مومن کہے گا: ''یہ یہ'' مجھے ہلاک کرنے والا ہے۔''

پھر وہ چھٹ جائے گا۔

پھر ایک فتنہ آئے گا، تو مومن کہے گا: ''یہ، یہ'' یعنی یہ تو مجھے تباہ کرنے والا ہے۔''

جو شخص پسند کرے، کہ (دوزخ کی) آگ سے بچایا جائے اور جنت میں داخل کیا جائے، تو اسے چاہیے، کہ اس کی موت (ایسی حالت میں) آئے، کہ اس کا اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت کے ساتھ ایمان ہو اور وہ لوگوں کے ساتھ ایسا سلوک کرے، جیسا کہ وہ چاہتا ہے، کہ لوگ اس کے ساتھ کریں۔

اور جو شخص کسی امام کی بیعت کرے اور اسے اپنا ہاتھ دے دے اور دل

---

[1] صحيح مسلم (المطبوع مع شرح النووي)، كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الأول فالأول، ١٢/٢٣٢-٢٣٤.

[2] یعنی بعد میں آنے والا فتنہ اتنا بڑا ہوگا، کہ اس کے مقابلے میں پہلے والا فتنہ معمولی نظر آئے گا۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ١٢/٢٣٣).

سے نیت کرلے، تو تاحدِ استطاعت اس کی اطاعت کرے۔ اگر کوئی دوسرا (امامت) چھیننے کے لیے آئے، تو تم دوسرے کی گردن مارو۔'' ❶

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حضراتِ صحابہ کو دورانِ سفر آئندہ نمودار ہونے والے فتنوں کی سنگینی اور ان میں اختیار کیے جانے والے درست طرزِ عمل سے آگاہ فرمایا۔ علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ نے اطاعت امام کی تاکید فرمائی اور اس کی موجودگی میں امامت کے دوسرے دعویدار کے بارے میں درست موقف کی خبر دی اور اسے اختیار کرنے کا حکم دیا۔

ز: دعوت کے لیے سفرِ طائف:

آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ سے طائف کا سفر وہاں کے رہنے والوں کو دعوتِ دینے کی خاطر فرمایا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا:

"هَلْ أَتَي عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟"

''کیا آپ پر احد کے دن سے زیادہ سخت دن آیا ہے؟''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ، وَكَانَ أَشَدُّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِيَالِيلَ بْنِ عَبْدِكُلَالٍ. فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُّ. فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي. فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ.

فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ، فَإِذَا فِيهَا

❶ اس کا معنی یہ ہے، کہ دوسرے کو اس بات سے منع کرو، اگر وہ نہ رکے، تو اس سے لڑائی کرو اور لڑائی میں نوبت اس کے قتل تک پہنچ جائے، تو اسے قتل کیا جائے۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ۱۲/۲۳٤).

جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَنَادَانِي، فَقَالَ:

"إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ. وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ."

فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ، وَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ:

"يَا مُحَمَّدُ ﷺ. إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَأَنَا مَلَكُ الْجِبَالِ، وَقَدْ بَعَثَنِي رَبُّكَ إِلَيْكَ لِتَأْمُرَنِي بِأَمْرِكَ، فَمَا شِئْتَ؟ إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبَيْنِ."

''بے شک مجھے تمہاری قوم سے مصائب پہنچے۔ مجھے ان کی جانب سے سب سے زیادہ اذیت عقبہ کے دن پہنچی، جب میں نے خود کو ابن عبد یا لیل بن عبد کلال پر پیش کیا۔ اس نے میرے ارادے کو پورا نہ کیا (یعنی میری بات قبول نہ کی)۔ میں رنجیدہ ہو کر اپنے چہرے کے رخ روانہ ہوا۔ میرے حواس قرن الثعالب (کے مقام) پر بحال ہوئے۔

میں نے اپنا سر اٹھایا، تو ایک بادل نے مجھے سایہ کر رکھا تھا۔ میں نے دیکھا، تو اس میں جبریل علیہ السلام تھے، انہوں نے مجھے آواز دی اور فرمایا: ''بے شک اللہ عزوجل نے آپ کی قوم کی آپ کے ساتھ باتوں اور انہوں نے آپ کو جو جواب دیا، اسے سن لیا ہے۔ انہوں نے آپ کی جانب پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے، تاکہ آپ اسے ان کے بارے میں، جو چاہیں حکم دیں۔''

پہاڑوں کے فرشتے نے مجھے ندا دی۔ پھر مجھے سلام کہا، پھر کہنے لگا:

''اے محمد ﷺ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی آپ کے ساتھ گفتگو کو سن لیا ہے اور میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اور مجھے آپ کے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے، تاکہ آپ جو چاہیں، مجھے حکم دیں۔

آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر آپ چاہیں، تو میں ان پر دو پہاڑوں کو ملا دوں (یعنی میں انہیں ان کے درمیان پیس کر رکھ دوں)۔"

رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا:

"بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا."[1]

"(نہیں) بلکہ مجھے تو امید ہے، کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کریں گے، جو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور ان کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔"

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ ابن عبد یا لیل بن عبد کلال کو دعوتِ اسلام دینے کی غرض سے اس کے ہاں تشریف لے گئے اور وہ طائف کے قبیلہ ثقیف کے بڑے سرداروں میں سے تھا۔

حدیث میں دیگر چھ فوائد:

۱۔ دعوتِ دینے پر اذیت کا پہنچنا۔

۲۔ سر برآوردہ لوگوں کو دعوتِ دین دینے کا اہتمام۔

۳۔ اخلاص سے دی ہوئی ہر دعوت بھی قبول نہیں ہوتی۔

۴۔ آنحضرت ﷺ کا بے مثال صبر اور بے بدل عفو اور درگزر۔

۵۔ آنحضرت ﷺ کی رحمت الٰہیہ کے لیے عدیم النظیر اُمید۔

۶۔ آنحضرت ﷺ کی لوگوں کی ہدایت کے لیے فقید المثال تڑپ اور خواہش۔

---

[1] متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب بدء الخلق، باب إذا قال أحدكم: "آمين" والملائكة في السماء ......، رقم الحديث ٣٢٣١، ٦/٣١٢ـ٣١٣؛ وصحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب ما لقي النبي ﷺ من أذى المشركين والمنافقين، رقم الحديث ١١١ـ(١٧٩٥)، ٣/١٤٢٠ـ١٤٢١. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ سفر میں دعوت کو چھوڑا جائے گا اور نہ ہی فراموش کیا جائے گا۔ ہمارے نبی کریم ﷺ سفر کے دوران بھی دعوت دین کا اہتمام فرماتے، بلکہ آنحضرت ﷺ نے تو اسی خاطر سفر فرمایا۔

اے رب کریم! ہمیں سفر و حضر میں نبی کریم ﷺ کے نقش پا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ إنك سميع مجيب.

اس بارے میں دیگر چار شواہد:

۱: دورانِ سفر راستے میں عقبہ رضی اللہ عنہ کو دو بہترین سورتوں کی تعلیم دینا۔ ❶

۲: دورانِ سفر راستے میں یوم محشر کے متعلق صحابہ کو وعظ و نصیحت۔ ❷

۳: دورانِ سفر راستے میں جنت سے قریب اور دوزخ سے دور کرنے والے اعمال کا بیان۔ ❸

۴: دورانِ سفر راستے میں ارادہ قتل کرنے والے بدو کو دعوت اسلام۔ ❹

-۱۳-

قبرستان میں پند و نصیحت

جنازے میں حاضری، تدفین میت میں شرکت اور قبرستان کا ماحول، یہ سب باتیں وعظ و نصیحت کو مؤثر بنانے میں عموماً اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے ایسے مواقع سے دعوتِ دین کے لیے فائدہ اٹھانے کا اہتمام فرمایا۔ اس بارے میں ذیل میں تین مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

---

❶ تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ٦٣.

❷ تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ٥٤-٦٥.

❸ تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص ٦٧-٦٨.

❹ تفصیل اور حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو: ''دعوتِ دین کسے دیں؟'' ص ١٩٠-١٩٢.

ا: قبرستان [بقیع الغرقد] [1] میں وعظ و نصیحت:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''ہم بقیع الغرقد میں ایک جنازے میں تھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ ہم (بھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ نے غمگین شخص کی طرح اپنے سر کو جھکا لیا اور چھڑی کے ساتھ (زمین پر) لکیریں کھینچنا شروع کر دی۔ پھر فرمایا:

''مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلَّا كُتِبَ مَكَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَإِلَّا قَدْ كُتِبَ شَقِيَّةً أَوْ سَعِيدَةً.''

''تم میں سے کوئی ایک بھی نہیں، تم میں سے کوئی جان بھی نہیں، مگر جنت اور دوزخ میں اس کا ٹھکانا لکھا گیا ہے اور اس کا بدنصیب یا نیک بخت ہونا تحریر کیا گیا ہے۔''

ایک شخص نے عرض کیا:

''يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! أَفَلَا نَتَّكِلُ عَلَى كِتَابِنَا، وَنَدَعُ الْعَمَلَ، فَمَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ. وَأَمَّا مَنْ كَانَ مِنَّا مِنْ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَيَصِيرُ إِلَى عَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ.''

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم اپنی کتاب [2] پر بھروسہ کیوں نہ کر لیں اور عمل کرنا

---

[1] (بقیع الغرقد): مدینہ طیبہ کا (مشہور) قبرستان۔ (ملاحظہ ہو: إکمال إكمال المعلم ۹/۱۳)۔ یہ قبرستان عامۃ الناس میں جنت البقیع کے نام سے مشہور ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش صحيح مسلم ٤/٢٠٣٩)؛ نیز ملاحظہ ہو: المفهم: ٦/٦٥٧.

[2] یعنی جس میں ہمارے متعلق لکھا گیا ہے۔

چھوڑ دیں۔ ہم میں سے جو خوش نصیب لوگوں میں سے تھا، تو وہ سعادت مند لوگوں کے عمل کی طرف رجوع کرے گا اور جو بد بخت لوگوں میں سے تھا، تو وہ بدنصیب لوگوں کے عمل کی طرف چلا جائے گا۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''أَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيُيَسَّرُونَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ.''

ثُمَّ قَرَأَ ﴿ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ❶﴾ ❷

''خوش نصیب لوگوں کے لیے سعادت والے اعمال آسان کیے جاتے ہیں اور بدنصیب لوگوں کے لیے بدبختی والے اعمال سہل کیے جاتے ہیں۔''

پھر آنحضرت ﷺ نے پڑھا: ﴿ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ﴾

[ترجمہ: پس وہ جس نے دیا اور تقویٰ اختیار کیا]۔

ایک دوسری روایت میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''اِعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ.''

ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى. وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى. فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَى. وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى. وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى. فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى ❸﴾ ❹

---

❶ سورة الليل / الآية ٥.

❷ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الجنائز، رقم الحديث ١٣٦٢، ٢٢٥/٣؛ وصحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه، ......، رقم الحديث ٦- (٢٦٤٧)، ٢٠٣٩/٤-٢٠٤٠. الفاظِ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

❸ سورة الليل/ الآيات ٥-١٠.

❹ صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب ﴿فأما من أعطى واتقى﴾، جزء من رقم الحديث ٤٩٤٥، ٧٠٨/٨.

''تم عمل کرو، پس ہر ایک کے لیے آسان کیا جاتا ہے۔''[1]

پھر آنحضرت ﷺ نے (ان آیات کی) تلاوت کی:

[ترجمہ: پس وہ جس نے دیا اور تقویٰ اختیار کیا، اور سب سے اچھی بات کی تصدیق کی، تو ہم اسے آسان راستے کے لیے سہولت دیں گے اور لیکن جس نے بخل کیا اور بے پروا رہا اور سب سے اچھی بات کو جھٹلایا، تو ہم اسے مشکل راستے کے لیے سہولت دیں گے۔]

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے قبرستان بقیع الغرقد میں نصیحت فرمائی۔ امام بخاری نے اس پر درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَوْعِظَةِ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقُعُوْدِ أَصْحَابِهِ حَوْلَهُ][2]

[محدث کا قبر کے پاس بیٹھ کر نصیحت کرنا اور اس کے شاگردوں کا اس کے ارد گرد بیٹھنا]

علامہ ابن بطال اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''اس میں قبروں کے پاس بیٹھنے اور وہاں علم اور وعظ و نصیحت کی بات کرنا ثابت ہوتا ہے۔''[3]

حدیث میں دیگر دو فائدے:

۱: وعظ و نصیحت کے دوران سمجھنے اور اشکال دور کرنے کے لیے سوال کرنے کی

---

[1] یعنی جس قسم کے عمل کے لیے کوئی ارادہ اور کوشش کرتا ہے، اسی عمل کا کرنا اس کے لے آسان کر دیا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر اس کی شرح میں لکھتے ہیں: بندہ اپنی بندگی کی ذمہ داری پوری کرنے کی کوشش کرتا رہے اور ربوبیت کے بارے میں دخل اندازی کرنے کا نہ سوچے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ۳/۲۲٦).

[2] صحیح البخاري، کتاب الجنائز، ۳/۲۲۵.

[3] شرح صحیح البخاري لابن بطال ۳/۳٤۸؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۱/٤۹۷؛ وعمدة القاری ۸/۱۸۹.

اجازت دینا اور اس کا جواب دینا۔ [1]

۲: وعظ و نصیحت میں قرآن کریم کی آیات سے استفادہ۔

ب: قبر کے کنارے پر بیٹھ کر وعظ:

امام احمد اور امام ابن ماجہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِيْ جَنَازَةٍ، فَجَلَسَ عَلٰى شَفِيْرِ الْقَبْرِ، فَبَكٰى حَتّٰى بَلَّ الثَّرٰى، ثُمَّ قَالَ:

"يَا إِخْوَانِيْ لِمِثْلِ هٰذَا فَأَعِدُّوْا." [2]

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں تھے۔ آنحضرت ﷺ قبر کے کنارے پر بیٹھے اور اس قدر روئے، کہ (آنسوؤں سے) مٹی کو گیلا کر دیا۔ پھر ارشاد فرمایا:

"اے میرے بھائیو! اس جیسے (مقام) کے لیے تیاری کرو۔"

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے قبر کے کنارے بیٹھ کر نصیحت فرمائی۔

حدیث میں فائدہ دیگر:

وعظ و نصیحت میں ماحول سے فائدہ اٹھانا۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: "نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم" ص ۲۹۹۔۳۰۹۔

[2] المسند، رقم الحدیث ۱۸۶۰۱، ۵۶۳/۳۰؛ وسنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب الحزن والبکاء، رقم الحدیث ۴۱۹۵، ۶۰۸/۵. الفاظِ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ شیخ البانی اور شیخ محمد علی جانباز نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجه ۴۰۸/۲؛ وإنجاز الحاجة ۲۲۲/۱۲).

ج: قبرستان میں ایک جنازے کے موقع پر وعظ ونصیحت:

امام احمد اور امام ابوداؤد نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک انصاری شخص کے جنازے کے لیے نکلے۔ ہم قبر کے پاس پہنچے، تو وہ ابھی تیار نہیں ہوئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد ایسے بیٹھے، جیسے ہمارے سروں پر پرندے ہوں۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چھڑی تھی، جس کے ساتھ وہ زمین پر لکیریں لگا رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا:

''اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.'' مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا.

''اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔''

دو مرتبہ یا تین دفعہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات دہرائی)۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ الْعَبْدَ الْمؤمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدّنيا وإِقْبَالٍ مِنَ الآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيضُ الْوُجُوهِ، كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الشَّمْسُ، مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ، وَحَنُوطٌ مِنْ حَنُوطِ الْجَنَّةِ، حتى يَجْلِسُوا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُم يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ عليه السلام حتى يَجلسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فيقول:

''أَيَّتُها النّفس الطَّيِّبَةُ! اُخْرُجِي إلى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوان.''

''بے شک مومن بندے کے دنیا چھوڑنے اور آخرت کی طرف جانے

کے وقت آسمان سے سورج ایسے (چمکدار) سفید چہروں والے فرشتے اس کے ہاں نازل ہوتے ہیں۔ ان کے پاس جنتی کفنوں میں سے کفن اور انہیں لگانے والی جنت کی خوشبو ہوتی ہے۔ وہ اس سے تا حدِ نظر فاصلے تک بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت علیہ السلام آتا ہے اور اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے۔ وہ کہتا ہے:

''اے پاکیزہ جان! ''اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور خوشنودی کی طرف نکلو۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فَتَخْرُجُ تَسِيْلُ كَمَا تَسِيْلُ الْقَطْرَةُ مِنْ فِيِّ السِّقَاءِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوْهَا فِيْ يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ حَتّٰى يَأْخُذُوْهَا، فَيَجْعَلُوْهَا فِيْ ذٰلِكَ الْكَفَنِ، وَفِيْ ذٰلِكَ الْحَنُوْطِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَطْيَبِ نَفْحَةِ مِسْكٍ وُجِدَتْ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ.''

''پس وہ (روح) اس طرح بہتی ہوئی نکلتی ہے، جیسے کہ مشکیزے کے منہ سے (پانی کا) قطرہ بہتے ہوئے نکلتا ہے۔ وہ اسے تھام لیتا ہے۔ جب وہ اسے پکڑتا ہے، تو دوسرے (فرشتے) آنکھ جھپکنے (کے وقت) کے برابر بھی اس کے ہاتھ میں رہنے نہیں دیتے، یہاں تک کہ وہ اس سے لے لیتے ہیں۔ وہ اسے اس کفن اور خوشبو میں رکھ دیتے ہیں اور اس سے روئے زمین کی بہترین خوشبو کی مانند مہک آتی ہے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''فَيَصْعَدُوْنَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّوْنَ -يَعْنِيْ بِهَا- عَلٰى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوْا:

"ما هٰذا الرَّوْحُ الطَّيِّبُ؟!

فيقولونَ: "فلانُ بنُ فلانٍ"، بِأَحْسَنِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانُوا يُسَمُّونَهُ بِهَا فِي الدُّنيا، حَتّٰى يَنْتَهُوا بِهَا إِلَى السَّماءِ الدُّنْيَا، فَيَسْتَفْتِحُونَ لَهُ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، فَيُشَيِّعُهُ مِنْ كُلِّ سماءٍ مُقَرَّبُوْهَا إِلَى السَّماءِ الَّتِي تَلِيْهَا، حَتّٰى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ:

" اُكْتُبُوا كتابَ عَبْدِيْ فِيْ عِلِّيِّيْنَ، وَأَعِيْدُوْهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَإِنِّيْ مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ، وَفِيْهَا أُعِيْدُهُمْ، وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى."

"وہ اسے لے کر اوپر چڑھتے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ فرشتوں کے کسی گروہ کے پاس سے نہیں گزرتے، مگر وہ کہتے ہیں:

"یہ پاکیزہ روح کیسی (عمدہ) ہے؟"

وہ جواب میں کہتے ہیں: "فلان بن فلان" دنیا (میں لئے جانے) والے اس کے بہترین نام کے ساتھ (اس کا ذکر کرتے ہیں)، یہاں تک کہ وہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں اور اس کے لیے دروازہ کھولنے کی درخواست کرتے ہیں۔ اس کے لیے دروازہ کھولا جاتا ہے۔ ہر آسمان کے برگزیدہ فرشتے اگلے آسمان تک اس کے ہمراہ چلتے ہیں، یہاں تک کہ اسے ساتویں آسمان تک پہنچایا جاتا ہے، تو اللہ عزوجل فرماتے ہیں:

"میرے بندے کی کتاب علّیین میں قلم بند کرو اور اسے زمین کی طرف لوٹا دو۔ پس بے شک میں نے اسی سے ہی انہیں پیدا کیا تھا اور اسی میں ہی انہیں لوٹاتا ہوں اور اسی سے ہی انہیں دوسری مرتبہ نکالوں گا۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"فتعادُ رُوحُهُ في جَسَدِهِ، فيأتِيهِ مَلَكَانِ، فَيُجْلِسَانِهِ، فَيَقُولَانِ لَهُ:
"مَنْ رَبُّكَ؟"
فَيَقُولُ: "رَبِّيَ اللّٰهُ"،
فَيَقُوْلَانِ لَهُ: "مَا دِيْنُكَ؟"
فَيَقُوْلُ: "دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ"
فَيَقُوْلَانِ لَهُ: "مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيكُمْ؟"
فَيَقُوْلُ: "هُوَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ"
فَيَقُوْلَانِ لَهُ: "وَمَا عِلْمُكَ؟
فَيَقُوْلُ: "قَرَأْتُ كِتابَ اللّٰهِ، فآمَنْتُ بِهِ، وَصَدَّقْتُ"
فَيُنَادِيْ مُنادٍ فِيْ السَّمَاءِ: "أَنْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إلى الجَنَّةِ."

''اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے، تو دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں۔ اسے بٹھا کر اس سے پوچھتے ہیں: ''تمہارا رب کون ہے؟''
تو وہ جواب دیتا ہے: ''میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔''
پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: ''تمہارا دین کیا ہے؟''
تو وہ جواب دیتا ہے: ''میرا دین اسلام ہے۔''
پھر وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: ''یہ شخص کیا تھا، جو تم میں مبعوث کیا گیا؟''
تو وہ جواب دیتا ہے: ''وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔''
پھر وہ دونوں اس سے سوال کرتے ہیں: ''اور تمہارا علم کیا ہے؟''

تو وہ جواب دیتا ہے: ''میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھی، تو اس کے ساتھ ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔''

آسمان سے منادی کرنے والا آواز دیتا ہے:

''یہ کہ میرے بندے نے سچ کہا ہے۔ اس کے لیے جنت کا بستر بچھاؤ اور اسے جنت کا لباس پہناؤ اور اس کے لیے جنت کی جانب دروازہ کھول دو۔''

آنحضرت ﷺ نے بیان کیا:

''فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِها، وَيُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ.''

''اس کی طرف جنت کی ہوا کا جھونکا اور خوشبو آتی ہے اور اس کی قبر میں تا حد نگاہ وسعت کی جاتی ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''وَيَـأْتِيهِ رَجُلٌ حَسَنُ الوَجْهِ، حَسَنُ الثِّيابِ، طَيِّبُ الرِّيحِ، فَيَقُولُ: ''أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُرُّكَ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ.''

فَيَقُولُ لَهُ: ''مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الوَجْهُ يَجِيءُ بِالخَيْرِ.''

فَيَقُولُ: ''أَنَا عَمَلُكَ الصَّالِحُ''

فَيَقُولُ: ''رَبِّ أَقِمِ السَّاعَةَ حتى أَرْجِعَ إلى أَهْلِي وَمالِي.''

''اور ایک خوبرو چہرے، خوبصورت لباس اور پاکیزہ خوشبو والا شخص اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے:

''اس چیز کی بشارت سنو، جو تمہیں خوش کرے۔ یہ تمہارا وہی دن ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

وہ اسے کہتا ہے: ''تم کون ہو؟ تمہارا چہرہ تو خیر لانے والا چہرہ ہے۔''

وہ کہتا ہے: ''میں تمہارا عمل صالح ہوں۔''

تو (اس پر) وہ کہے گا: ''(اے) میرے رب! قیامت برپا کیجیے، یہاں تک کہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''وإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الآخِرَةِ، نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ، مَعَهُمُ الْمُسُوحُ، فَيَجْلِسُونَ مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَجِيءُ مَلَكُ الْمَوْتِ حَتَّى يَجْلِسَ عِنْدَ رَأْسِهِ، فَيَقُولُ:

''أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ! اُخْرُجِي إِلَى سَخَطٍ مِنَ اللّٰهِ وَغَضَبٍ.''

''اور بے شک کافر بندے کے دنیا سے انقطاع اور آخرت کی طرف روانگی کے وقت آسمان سے سیاہ چہروں والے فرشتے اس کے پاس اترتے ہیں۔ ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں۔ وہ اس سے تاحدِ نظر فاصلے تک بیٹھتے ہیں۔ پھر ملک الموت آکر اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے:

''اے خبیث جان! اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غصے کی طرف نکلو۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''فَتَفَرَّقُ فِي جَسَدِهِ، فَيَنْتَزِعُهَا كَمَا يُنْتَزَعُ السُّفُودُ مِنَ الصُّوفِ الْمَبْلُولِ، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا أَخَذَهَا لَمْ يَدَعُوهَا فِي يَدِهِ طَرْفَةَ عَيْنٍ، حَتَّى يَجْعَلُوهَا فِي تِلْكَ الْمُسُوحِ، وَيَخْرُجُ مِنْهَا كَأَنْتَنِ رِيحِ جِيفَةٍ وُجِدَتْ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ، فَيَصْعَدُونَ بِهَا، فَلَا يَمُرُّونَ بِهَا عَلَى مَلَإٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِلَّا قَالُوا:

" مَا هٰذا الرَّوحُ الخَبِيثُ؟"

فَيَقُولُونَ: " فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ ." بِأَقْبَحِ أَسْمَائِهِ الَّتِي كَانَ يُسَمَّى بِهَا فِي الدُّنْيَا، حَتّٰى يُنْتَهَى بِهِ إلى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، فَيُسْتَفْتَحُ لَهُ، فَلَا يُفْتَحُ لَهُ.

ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ ❶

فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: "اكتُبوا كِتَابَهُ فِي سِجِّينٍ فِي الأَرْضِ السُّفْلي."

فتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا.

ثم قَرَأَ ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ ❷

فتُعادُ رُوحُهُ في جَسَدِهِ، وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ، فَيُجْلِسانِهِ، فَيَقُولَانِ لَهُ: "مَنْ رَبُّكَ؟"

فَيَقُوْلُ: "هَاه هَاه لَا أَدْرِي،"

فَيَقُوْلَانِ لَهُ: "ما دِينُكَ؟"

فَيَقُوْلُ: "هَاهَ هَاهَ لَا أَدْرِي،"

فَيَقُوْلَانِ لَهُ: "مَا هٰذا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟"

فَيَقُوْلُ: "هَاهَ هَاهَ لَا أَدْرِي،"

---

❶ سورة الأعراف / جزء من الآية ٤٠.

❷ سورة الحج / جزء من الآية ٣١.

فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: ''أَنْ كَذَبَ ، فَأَفْرِشُوا لَهُ مِنَ النَّارِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ''

فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا، وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ، حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ.

وَيَأْتِيهِ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ، قَبِيحُ الثِّيَابِ، مُنْتِنُ الرِّيحِ، فَيَقُولُ: ''أَبْشِرْ بِالَّذِي يَسُوؤُكَ ، هٰذَا يَوْمُكَ الَّذِي كُنْتَ تُوعَدُ''

فَيَقُولُ: ''مَنْ أَنْتَ؟ فَوَجْهُكَ الْوَجْهُ يَجِيءُ بِالشَّرِّ.''

فَيَقُولُ: '' أَنَا عَمَلُكَ الْخَبِيثُ''

فَيَقُولُ: ''رَبِّ لَا تُقِمِ السَّاعَةَ.''[1]

''تو وہ اس کے جسم میں بکھر جاتی ہے۔ وہ اسے اس طرح کھینچتا ہے، جیسے کہ گیلی اُون سے گرم سلاخ کو نکالا جاتا ہے۔ پھر وہ اسے پکڑ لیتا ہے۔ جب وہ اسے پکڑتا ہے، تو وہ (یعنی دوسرے فرشتے) آنکھ جھپکنے کے بقدر بھی اس کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے، یہاں تک کہ وہ اسے ان ٹاٹوں میں رکھ دیتے ہیں اور اس [روح] سے روئے زمین کے بدترین بدبو

---

[1] المسند، رقم الحديث ١٨٥٣٤، ٣٠/٤٩٩-٥٠٣، وسنن أبي داود، كتاب السنة، باب المسألة في القبر وعذاب القبر، رقم الحديث ٤٧٣٨، ١٣/٦٣. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے [المسند کی سند کو صحیح] اور شیخ البانی نے سنن ابی داؤد کی [حدیث کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٣٠/٥٠٣؛ وصحيح سنن أبي داود ٣/٩٠٢). حدیث کی مفصل تخریج کے لیے دیکھئے: أحكام الجنائز للشيخ الألباني ص ١٥٩-١٦٠؛ وهامش المسند ٣٠/٥٠٣-٥٠٤). تنبیہ: امام ابن قیم نے اس حدیث پر اعتراضات کا ذکر کر کے ان کے مسکت اور شافی جوابات دیے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: تهذيب السنن ٧/١٣٩-١٤٦).

والے مردار ایسی بدبو نکلتی ہے۔ وہ اسے اوپر لے جاتے ہیں، تو فرشتوں کے کسی گروہ کے پاس سے نہیں گزرتے، مگر وہ پوچھتے ہیں: ''یہ خبیث روح کیا ہے؟''

تو وہ جواب دیتے ہیں: ''فلان بن فلان۔''

دنیا میں (لیے جانے والے) اس کے بدترین نام کے ساتھ (اس کا ذکر کرتے ہیں)، یہاں تک کہ اسے آسمانِ دنیا پر لے جایا جاتا ہے، تو اس کے لیے دروازہ کھولنے کی درخواست کی جاتی ہے، تو اس کے لیے (دروازہ) نہیں کھولا جاتا۔''

پھر رسول اللہ ﷺ نے (اس آیت کی) تلاوت کی:

[ترجمہ: نہ ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔]

پھر اللہ عزوجل فرمائیں گے:

''زیریں زمین کے اندر [سِجِّین] میں اس کی کتاب قلم بند کرو۔''

اور اس کی روح کو زور سے پھینکا جائے گا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے (یہ آیت) تلاوت کی:

[ترجمہ: اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرائے، تو گویا وہ آسمان سے گر پڑا، پھر اسے پرندے اچک لیتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ پھینک دیتی ہے۔]

''پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: ''تمہارا

رب کون ہے؟''

تو وہ کہتا ہے: ''ہائے! ہائے! میں نہیں جانتا۔''

وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: ''تمہارا دین کیا ہے؟''

تو وہ جواب دیتا ہے: ''ہائے، ہائے! مجھے پتا نہیں۔''

وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں: ''یہ شخص کیا ہے، جو تم میں بھیجا گیا؟''

تو وہ جواب دیتا ہے: ''ہائے! ہائے! مجھے خبر نہیں۔''

آسمان سے ایک منادی کرنے والا آواز دیتا ہے: ''اس نے جھوٹ کہا۔ اس کے لیے (دوزخ کی) آگ کا بستر بچھاؤ اور اس کے لیے آگ کی جانب دروازہ کھول دو۔''

تو اسے اس کی شدید گرمی اور بدبو پہنچتی ہے اور اس کے لیے قبر کو تنگ کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی (دائیں اور بائیں جانب کی) پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔ اس کے پاس ایک بدصورت، گندے کپڑوں والا بدبودار شخص آتا ہے اور کہتا ہے:

''اس بشارت کو لو، جو تمہیں بُری لگے۔ یہ تمہارا وہ دن ہے، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

وہ کہتا ہے: ''تو کون ہے؟ تیرا چہرہ تو شر لانے والا ہے۔''

تو وہ جواب دیتا ہے: ''میں تمہارا خبیث عمل ہوں۔''

اس پر وہ کہے گا: ''میرے رب! قیامت بپا نہ کرنا۔''

اس حدیث سے یہ بات واضح ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے حضورِ جنازہ، تدفین میت اور قبرستان کے ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مومن کی دنیا سے روانگی کے وقت روح نکلنے کی آسانی، فرشتوں کے حسنِ استقبال، آسمانوں میں فرشتوں اور

پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت افزائی، قبر میں سوال و جواب میں ثابت قدمی اور پھر قبر میں حاصل ہونے والی آسائش اور نعمتوں کو بیان فرمایا۔ ساتھ ہی کافر شخص کی روح کے نکلنے کے موقع کی تنگی، فرشتوں کی طرف سے بُرے استقبال، آسمان میں فرشتوں کی طرف سے تذلیل اور اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضی اور شدید غصے کو بیان فرمایا۔

اس مقام پر اس سے زیادہ موزوں، مناسب، مفید اور موثر گفتگو کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اے اللہ کریم! ہمیں نبی کریم ﷺ کی اقتدا کی توفیق عطا فرمایئے، کہ ہم ہر مقام کے مناسب حال دعوتِ دین دے سکیں۔ آمین یا حی یا قیوم!

حدیث میں دیگر چار فوائد:

۱: وعظ ونصیحت میں ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے موقع ومحل کے مطابق گفتگو کرنا۔

۲: وعظ ونصیحت میں تکرار۔ [1]

۳: دعوت وارشاد میں قرآنی آیات سے استشہاد۔

۴: متضاد چیزوں اور حالات کے درمیان موازنہ کرنا۔ [2]

-۱۴-

قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے تنبیہ وتذکیر

قبرستان میں دعوتِ دین کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ سے یہ بھی ثابت ہے، کہ آپ نے قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے دعوتِ دین دی۔ اس بارے میں تین مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم'' ص ۱۵٤-۱٦۷.

[2] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''المرجع السابق'' ص ۲۰۰-۲۰۳.

۱: باغ بنی نجار میں قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے:

امام مسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنونجار کے باغ میں سے ایک خچر پر سوار ہو کر جا رہے تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ خچر راہ سے ہٹی اور قریب تھا، کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرا دے۔ وہاں چھ یا پانچ یا چار قبریں تھیں۔ (انہوں ❶ نے کہا: حریری ❷ اسی طرح بیان کرتے تھے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

''مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هَذِهِ الْأَقْبُرِ''

''ان قبروں والوں کو کون جانتا ہے؟''

ایک شخص نے عرض کیا: ''میں''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''فَمَتٰى مَاتَ هٰٓؤُلَآءِ؟''

''یہ لوگ کب فوت ہوئے؟''

انہوں نے عرض کیا: ''شرک (کے زمانے) میں مرے۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا، فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ.''

''بے شک اس امت کو قبروں میں عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ اگر یہ خدشہ نہ ہوتا، کہ تم دفن (ہی) نہ کرو گے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا، کہ

---

❶ یعنی حریری کے شاگرد نے۔

❷ حریری: راویانِ حدیث میں سے ایک۔

وہ تمہیں وہ عذابِ قبر سنائیں، جو میں سنتا ہوں۔"

پھر آنحضرت ﷺ اپنے چہرے کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے [1] اور فرمایا:

"تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ."

"اللہ تعالیٰ سے (دوزخ کی) آگ کے عذاب سے پناہ طلب کرو۔"

انہوں نے کہا: "نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ."

"ہم اللہ تعالیٰ سے (دوزخ کی) آگ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ."

"اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ طلب کرو۔"

انہوں نے کہا: "نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ."

"ہم عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ."

"اللہ تعالیٰ سے ظاہر اور پوشیدہ فتنوں سے پناہ طلب کرو۔"

انہوں نے کہا: "نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ."

"ہم ظاہر اور مخفی فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ."

"اللہ تعالیٰ سے دجال کے فتنے سے پناہ طلب کرو۔"

انہوں نے کہا: "نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ." [2]

"ہم دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔"

---

[1] یعنی اپنا چہرہ مبارک ہماری طرف کیا۔

[2] صحيح مسلم، كتاب الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب عرض مقعد الميت من الجنة أو النار عليه وإثبات عذاب القبر والتعوّذ منه، رقم الحديث ٦٧ـ(٢٨٦٧)، ٤/٢١٩٩ـ٢٢٠٠.

امام ابوداؤد نے اسی مفہوم کی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے اور اس میں ہے:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ [الْقَبْرِ] وَمِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.''

''اللہ تعالیٰ سے (دوزخ کی) آگ [قبر] ❶ کے عذاب اور دجال کے فتنے سے پناہ طلب کرو۔''

انہوں نے پوچھا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے کیوں؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ، فَيَقُوْلُ لَهُ: ''مَا كُنْتَ تَعْبُدُ؟''

''فَإِنَّ اللّٰهُ هَدَاهُ، قَالَ: ''كُنْتُ أَعْبُدُ اللّٰهَ''،

فَيُقَالُ: ''مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هٰذَا الرَّجُلِ؟''

فَيَقُولُ: ''هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ.''

فَمَا يُسْأَلُ عَنْ شَيْءٍ غَيْرِهِمَا،

فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلَى بَيْتٍ، كَانَ لَهُ فِي النَّارِ، فَيُقَالُ لَهُ: ''هَذَا بَيْتُكَ كَانَ لَكَ فِي النَّارِ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ عَصَمَكَ وَرَحِمَكَ، فَأَبْدَلَكَ بِهِ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ،

فَيَقُولُ: ''دَعُونِي، حَتَّى أَذْهَبَ فَأُبَشِّرَ أَهْلِي'' فَيُقَالُ لَهُ: ''اسْكُنْ.''

وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ أَتَاهُ مَلَكٌ. فَيَنْتَهِرُهُ، فَيَقُولُ لَهُ: ''مَا كُنْتَ تَعْبُدُ؟''

فَيَقُولُ: ''لَا أَدْرِي.''

فَيُقَالُ لَهُ: ''لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ.''
فَيُقَالُ لَهُ: ''فَمَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟''
فَيَقُولُ: ''كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ.''
فَيَضْرِبُهُ بِمِطْرَاقٍ مِنْ حَدِيدٍ بَيْنَ أُذُنَيْهِ، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا الْخَلْقُ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ.''❷

''بے شک جب ایمان دار شخص کو قبر میں رکھا جاتا ہے، تو اس کے پاس فرشتہ آتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے: ''تو کس کی عبادت کیا کرتا تھا؟''
سو اگر اللہ تعالیٰ اسے ہدایت دے، تو وہ کہتا ہے: ''میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیا کرتا تھا۔''
اس سے پوچھا جائے گا: ''تو اس شخص کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟''
وہ جواب دیتا ہے: ''وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور ان کے رسول ہیں۔''
اس سے ان دو باتوں کے علاوہ کسی اور چیز کے متعلق نہیں پوچھا جائے گا۔
پھر اسے (دوزخ کی) آگ میں ایک گھر کی طرف لے جایا جائے گا، جو اس کا تھا اور اس سے کہا جائے گا: ''یہ (دوزخ کی) آگ میں تمہارا گھر تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچالیا اور تجھ پر رحم کیا اور اس کے بدلے میں تجھے جنت میں گھر دے دیا۔''
وہ کہے گا: ''مجھے چھوڑو، تاکہ میں اپنے گھر والوں کے پاس جا کر انہیں

---

❶ سنن ابی داود کے بعض نسخوں میں [عَذَابِ النَّارِ] [آگ کا عذاب] کی بجائے [عَذَابِ الْقَبْرِ] [قبر کا عذاب] کے الفاظ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ١٣/ ٦١).

❷ سنن أبي داود، کتاب السنة، باب المسألة في القبر وعذاب القبر، جزء من رقم الحديث ٤٧٣٦، ١٣/ ٦١-٦٢. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود ٣/ ٩٠٠).

بشارت دے آؤں۔''

اس سے کہا جائے گا: ''تم آرام کرو۔''

بلاشبہ جب کافر کو قبر میں رکھا جاتا ہے، تو اس کے پاس ایک فرشتہ آکر اسے جھڑکیاں دیتا ہے اور اس سے پوچھتا ہے: ''تو کس کی عبادت کیا کرتا تھا؟''

وہ جواب دے گا: ''مجھے پتہ نہیں۔''

تو اسے کہا جائے گا: ''تو نے نہ آگاہی حاصل کی اور نہ پڑھا۔''

پھر اس سے پوچھا جائے گا: ''تو اس شخص کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟''

وہ کہے گا: ''میں وہی کہا کرتا تھا، جو لوگ کہتے۔''

وہ اس کے کانوں کے درمیان لوہے کے ہتھوڑے سے مارے گا، تو وہ ایسی چیخ مارے گا، کہ جن وانس کے سوا ساری مخلوق اسے سنے گی۔''

آنحضرت ﷺ نے ان دونوں روایتوں میں بنی نجار کے باغ میں موجود قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے موقع سے فائدہ اٹھایا۔ حضرات صحابہ کو امت کے قبروں میں مبتلائے عذاب ہونے اور قبر کے سنگین عذاب کی خبر دی۔ دوزخ کی آگ، عذاب قبر، ہر قسم کے ظاہری اور مخفی فتنوں اور دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کا حکم دیا۔ علاوہ ازیں انہیں قبر میں پوچھے جانے والے سوالات اور ایمان اور کفر والوں کے ساتھ وہاں ہونے والے معاملہ سے آگاہ فرمایا۔

ب: قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے پیشاب سے نہ بچنے اور چغل خوری سے ڈرانا:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ

''بے شک آنحضرت ﷺ عذاب میں مبتلا دو قبروں (والوں) کے پاس سے گزرے، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ: أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ.''.....الحديث [1]

''بے شک ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے اور انہیں کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیا جارہا: ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا''......الحدیث

اس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ نے دو قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے حضرات صحابہ کو بتلایا، کہ ان میں سے ایک کو پیشاب سے نہ بچنے اور دوسرے کو چغل خوری کی بنا پر عذاب دیا جارہا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اس خبر دینے میں ضمنی طور پر صحابہ کرام کو ان دونوں گناہوں سے دور رہنے کی تلقین تھی، کہ کہیں وہ ان گناہوں کا ارتکاب کر کے قبروں میں مبتلائے عذاب نہ ہو جائیں۔ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

ج: قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے غیبت سے روکنا:

امام احمد اور امام طبرانی نے حضرت یعلی بن شبابہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک نبی کریم ﷺ ایک قبر کے پاس سے گزرے، جس میں موجود شخص کو عذاب دیا جارہا تھا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

[1] متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب الجريدة على القبر، جزء من رقم الحديث ١٣٦١، ٣/٢٢٢-٢٢٣؛ وصحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول ووجوب الاستبراء منه، جزء من رقم الحديث ١١١-(٢٦٢)، ١/٢٤٠-٢٤١. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

”إِنَّ هٰذَا كَانَ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ.“ ❶

”بے شک یہ لوگوں کا گوشت کھایا کرتا تھا“......الحدیث

اس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ نے قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے غیبت کرنے والے کا بُرا انجام بیان کرکے اپنے صحابہ کو بالواسطہ غیبت سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ فصلوات ربي وسلامه عليه.

تنبیہ:

مذکورہ بالا مثالوں سے یہ نہ سمجھا جائے، کہ قبروں کو وعظ ونصیحت کے لیے مستقل ٹھکانے کی حیثیت سے استعمال کیا جائے۔ ان سے معلوم ہونے والی بات یہ ہے، کہ جب مناسب موقع میسر ہو، تو وہاں وعظ ونصیحت کی جائے۔ اس غرض سے انہیں مستقل ٹھکانا بنانا ثابت نہیں۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

-۱۵-

ہر مناسب جگہ میں دعوت دین دینے کے متعلق ڈاکٹر علی عبدالحلیم محمود کا بیان

کتاب میں سابقہ پیش کردہ شواہد ذکر کرنے کا مقصود یہ نہیں، کہ صرف انہی مقامات پر دعوتِ دین دی جائے۔ ان کا ذکر بطور مثال کیا گیا ہے۔ اصل بات یہ ہے،

---

❶ منقول از: فتح الباري ۱۰/۴۷۱. حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، کہ اس کے راویان کی توثیق کی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۰/۴۷۱). نیز ملاحظہ ہو: المسند، رقم الحدیث ۱۷۵۵۹، ورقم الحدیث ۱۷۵۶۰، ۲۹/۱۰۱۔۱۰۲؛ والمعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ۷۰۵، ۲۲/۲۷۵۔۲۷۶. منقول از: هامش المسند ۲۹/۱۰۱.

کہ جس جگہ بھی مناسب موقع میسر آئے، دعوتِ دین دینے میں کوتاہی نہ کی جائے۔

اسی بارے میں ڈاکٹر علی عبدالحلیم محمود تحریر کرتے ہیں:

روئے زمین میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کا کوئی بندہ موجود ہے، وہاں دعوتِ دین کا پہنچنا لازمی امر ہے۔ دعوتِ دین کی استطاعت رکھنے والے سب مسلمانوں کی یہ عمومی اور داعیان کی خصوصی ذمہ داری ہے۔ یہ فریضہ پوری دنیا اور عالم اسلام کے ہر حصے کے متعلق ہے۔

دعوتِ دین دینے والوں کی ذمہ داری ہے، کہ لوگ جس جگہ بھی ہوں، وہ وہیں ان کے پاس خود جائیں۔ ان کی آمد، ان کی طرف سے دعوت یا ان کے استفسار کا انتظار نہ کریں۔ وہ ان کے کام کرنے کے مقامات، رہائش گاہوں، محافل اور اجتماعات منعقد کرنے کے مقامات پر خود پہنچ کر ان تک پیغامِ حق پہنچائیں۔ ہم ذیل میں لوگوں کے جمع ہونے کے بعض مقامات کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ دعوتِ دین دینے والوں سے ہماری درخواست ہے، کہ وہ ان جگہوں پر جا کر دعوتِ دین دیں:

۱: مسجدوں

۲: کلبوں

۳: سیاسی جماعتوں کے مراکز

۴: مزدوروں کے کام کرنے کی جگہیں (کارخانے اور فیکٹریاں)

۵: کھیت

۶: مدارس، کالجوں اور جامعات

۷: جامعہ ازہر

۸: پیشہ ور تنظیموں کے مراکز

ان مقامات پر داعیوں کا وجود اور ان کی آواز کا ہونا ضروری ہے، وہ ان مختلف

لوگوں سے حکمت و دانائی اور لطف وشفقت سے گفتگو کریں۔ مباحثہ کی ضرورت ہو، تو سلیقے سے کریں۔ یہ ہر داعی کا مقدس فریضہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ، جو تمام داعیوں کے امام اور قائد ہیں، جہاں لوگ ہوتے تھے، وہاں خود تشریف لے جاتے۔ ان کی محافل، اجتماعات اور مقامات پر بنفس نفیس پہنچ کر انہیں دعوتِ دین دیتے۔ ❶

❁❁❁❁

❶ ملاحظہ ہو: فقه الدعوة إلى الله ٢/٩٩٥-٩٩٦.

تنبیہات

اس موقع پر دو باتوں کی طرف توجہ مبذول کروانا شاید مناسب ہو:

۱: لوگوں کی مجالس اور بازاروں میں دعوتِ دین دینے والا شخص انتہائی مختصر بات کرے۔ ان مقامات پر لوگ اپنے معاشی اور دیگر تقاضے کو پورا کرنے کی غرض سے جاتے ہیں۔ ان سے ایسی جگہوں میں لمبی چوڑی پند و نصیحت سننے کی امید رکھنا مناسب نہیں۔ یہاں داعی کی گفتگو جامع، پر مغز اور تھوڑے الفاظ پر مشتمل پیغام کی صورت میں ہو۔ ایسے مقامات پر آنحضرت ﷺ کی دعوت کے سلسلے میں کتاب میں پیش کردہ مثالوں سے بھی یہی بات سمجھ میں آتی ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم.

۲: مختلف مقامات پر دعوتِ دین دیتے ہوئے اس بات کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، کہ ہر جگہ ہر بات کہنا مناسب نہیں۔ ہر مقام پر مناسب اور موزوں گفتگو کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ فاروق اعظم اور عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کا درج ذیل واقعہ اس حقیقت کی اہمیت کو خوب واضح کرتا ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا:

''اگر آپ اس شخص کو دیکھتے، جو آج امیر المؤمنین (عمر رضی اللہ عنہ) کے پاس آیا اور عرض کیا:

''اے امیر المومنین! آپ کی اس شخص کے بارے میں کیا رائے ہے، (جو) کہہ رہا ہے: ''اگر عمر۔ رضی اللہ عنہ۔ فوت ہوگئے، تو میں فلاں کی بیعت کرلوں گا۔ واللہ! ابوبکر۔ رضی اللہ عنہ۔ کی بیعت بھی، تو اچانک (یعنی سابقہ

منصوبہ بندی کے بغیر) ہوئی اور پوری ہوگئی (یعنی لوگوں نے اس پر اتفاق کرلیا)۔''

پس (یہ سن کر) عمر رضی اللہ عنہ غصے میں آئے، پھر فرمایا:

إِنِّي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَقَائِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ ، فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ يَغْصِبُونَهُمْ أُمُورَهُمْ . "

''بے شک میں آج شام ہی ان شاء اللہ لوگوں میں کھڑا ہو کر انہیں ایسے لوگوں سے محتاط رہنے کی تلقین کرنے والا ہوں، [1] جو کہ ان کے معاملات میں دست درازی کرنا چاہتے ہیں۔''

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''میں نے عرض کیا:

"يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! لا تَفْعَلْ ، فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَائَهُمْ ، فَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِينَ يَغْلِبُونَ عَلٰى قُرْبِكَ حِينَ تَقُومُ فِي النَّاسِ . وَأَنَا أَخْشَى أَنْ تَقُومَ فَتَقُولَ مَقَالَةً ، يُطَيِّرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطَيِّرٍ ، وَأَنْ لا يَعُوهَا ، وَأَنْ لا يَضَعُوهَا مَوَاضِعِهَا ، فَأَمْهِلْ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ ، فَتَخْلُصَ بِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ ، فَتَقُولَ مَا قُلْتُ مُتَمَكِّنًا ، فَيَعِي أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ ، وَيَضَعُونَهَا مَوَاضِعَهَا . "

''اے امیر المومنین! ایسے نہ کیجیے، کیونکہ موسم (حج) میں تو بے علم اور شور وغوغا کرنے والے لوگ (بھی) جمع ہوئے ہیں، جب آپ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوں گے، تو یہی لوگ آپ کے قریب ہونے میں کامیاب

---

[1] یعنی ان کے روبرو تقریر کرنے والا ہوں۔

ہوں گے، مجھے خدشہ یہ ہے، کہ جب آپ کھڑے ہوکر بات کریں گے، تو اسے (یعنی بات کو) ہر لے اُڑنے والا لے اُڑے گا، وہ اسے نہ تو اچھی طرح سمجھ پائیں گے اور نہ ہی اس سے ٹھیک نتائج اخذ کریں گے۔ مدینہ (طیبہ) پہنچنے تک ٹھہر جائیے، کیونکہ وہ ہجرت اور سنت کا گھر ہے، وہاں آپ کا سابقہ سمجھ دار اور معزز لوگوں سے پڑے گا، آپ اطمینان سے اپنی بات کہہ سکیں گے، اہل علم آپ کی گفتگو اچھی طرح سمجھیں گے اور اس کی درست تطبیق کریں گے۔''

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"أَمَا وَاللّٰهِ! إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَأَقُوْمَنَّ بِذٰلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ ."

''اچھا، واللہ! میں مدینہ (طیبہ) میں پہلا خطبہ اسی بارے میں دوں گا۔''

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا:

"فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ عَقِبَ ذِي الْحَجَةِ . فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ ."

''ہم ذوالحجہ کے آخر میں مدینہ (طیبہ) آئے۔ جمعہ کے دن میں نے سورج کے ڈھلتے ہی مسجد کی طرف جانے میں جلدی کی۔''

فَجَلَسَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ ، قَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ، ثُمَّ قَالَ:

أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً ، قَدْ قُدِّرَلِي أَنْ أَقُوْلَهَا......

الحدیث [1]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب رجم الحبلی من الزنا إذا أحصنت، جزء من رقم الحدیث ۶۸۳۰ باختصار، ۱۲/۱۴۴-۱۴۵.

''عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے، جب اذان دینے والے خاموش ہوئے، تو وہ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی ان کے شایانِ شان تعریف کی، پھر فرمایا:

امابعد بے شک میں آپ (لوگوں) سے ایسی بات کہنے لگا ہوں، جس کا کہنا میرے مقدر میں تھا...... الحدیث

اس روایت سے یہ بات واضح ہے، کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو خلیفہ کے چناؤ ایسے حساس معاملے کے بارے میں منیٰ میں کچھ نہ کہنے اور مدینہ طیبہ پہنچ کر گفتگو کرنے کا مشورہ دیا۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے اسی پر عمل کیا۔ فرضي اللّٰه تعالیٰ عنهما وأرضا هما.

خلاصہ گفتگو یہ ہے، کہ مختلف مقامات پر دعوت دین کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے موقع و محل کی مناسبت کو پیش نظر رکھا جائے۔

حرفِ آخر

درختوں کے پتوں، ریت کے ذروں اور پانی کے قطرات سے زیادہ حمد وثنا میرے رب علیم وحکیم کے لیے، کہ انھوں نے مجھ ایسے کمزور اور ناتواں کو اس اہم موضوع کے متعلق یہ صفحات ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس میں اگر کوئی خوبی ہے، تو محض ان کے فضل وکرم سے ہے اور اس میں موجود غلطی، نقص، کوتاہی اور خلل میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ اللہ کریم سے درست بات کی قبولیت اور اس کے نفع کو عام کرنے اور غلطی اور کوتاہی کی معافی کی انتہائی عاجزانہ التجا ہے۔ إنه قريب مجيب .

ا: خلاصہ کتاب:

دعوتِ دین مسجد و مدرسہ میں محصور نہیں، بلکہ ہر مناسب جگہ میں اس کا اہتمام کیا جائے۔ درج ذیل مقامات پر دعوتِ حق پہنچانے کے شواہد اس کتاب میں توفیق الٰہی سے ذکر کیے گئے۔

ا: قید خانے میں:

یوسف علیہ السلام نے زندان میں دو ساتھیوں کو دعوتِ توحید دی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدی ثمامہ کو دعوتِ اسلام دی۔ مشرقی یورپ میں اشاعتِ اسلام کا آغاز ایک مسلم قیدی کی دعوت سے ہوا۔ ہزاروں کافر مجدد الف ثانی کے ہاتھ پر جیل میں مسلمان ہوئے۔ جزائر انڈیمان میں بہت سے مجرم قیدی ایک عالم کے ذریعے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ بلجیم کی قید میں سزائے موت پانے والی زندانی نے تسکین دینے کی خاطر آنے والے پادری کو دعوتِ اسلام پیش کی۔

۲: ایوانِ اقتدار میں:

فرعون کے دربار میں موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے، نجاشی کی شاہی مجلس میں جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے، ایرانی دربار میں سعد رضی اللہ عنہ کے ارسال کردہ وفد نے، مصری دربار میں عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے اور عسیفان کے بت پرست راجہ کے دربار میں مسلمان تاجروں نے دعوتِ حق دی۔

۳: جبل صفا پر:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبل صفا پر کھڑے ہوکر قریش کے مختلف قبیلوں کو پکار پکار کر جمع کیا اور انہیں توحید و رسالت کے اقرار کی دعوت دی۔

۴: یہودیوں کے عبادت خانے میں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی عبادت گاہ میں تشریف لے گئے اور انہیں توحید و رسالت کی دعوت دی۔

۵: گھروں میں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوتِ دین کی خاطر بنو عبد المطلب کو اپنے ہاں کھانے پر جمع کیا، دارارقم کو مسلمانوں کی تعلیم و تربیت اور غیر مسلموں کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے بطور مرکز استعمال فرمایا، قریب المرگ چچا کے ہاں جا کر انہیں دعوتِ توحید دی، ابو قحافہ کو دعوتِ اسلام دینے کی خاطر خود ان کے گھر جانے کی رغبت کا اظہار فرمایا، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ایک گھر میں جمع کی گئی خواتین کو پند و نصیحت کے لیے روانہ فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پہلے سے متعین کردہ ایک مکان میں عورتوں کو تنبیہ و تذکیر فرمائی، ایک انصاری خاتون کے گھر جا کر اسے بے صبری سے منع فرمایا، روزوں میں اعتدال کی تلقین کی غرض سے ابن عمرو رضی اللہ عنہما کے گھر تشریف لائے، بنو نجار کے بیمار شخص کے گھر جا کر اسے دعوتِ توحید دی، یہودیوں کے سربراہ کے گھر جا کر اسے قبولِ

اسلام کی ترغیب دی اور بیمار یہودی بچے کے گھر جا کر اسے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی تلقین کی۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے مدینہ پہنچ کر انصار کے گھر گھر جا کر دعوتِ اسلام دی۔ تاتاری اور بت پرست ترکوں کی مسلمان بیویوں کی گھروں میں دعوت کی وجہ سے ان کے شوہر حضرات مشرف بہ اسلام ہوئے۔

۶: لوگوں کی مجالس میں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کی مجلس میں تشریف لے جاتے اور انہیں شرک سے باز آنے اور توحید و رسالت کی گواہی دینے کا حکم دیتے۔ مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں، بت پرستوں، یہودیوں اور منافقوں پر مشتمل مجلس میں پہنچ کر دعوت الی اللہ تعالیٰ کا فریضہ سرانجام دیا۔

۷: میلوں اور بازاروں میں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عرب کے میلوں اور لگائی جانے والی تجارتی منڈیوں سوق ذوالمجاز، سوق عکاظ اور سوقِ مجنہ میں دس سال تک دعوتِ حق دیتے رہے۔ مدینہ طیبہ پہنچ کر بھی اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ یہودیوں کے [سوق قینقاع] میں جا کر انہیں دعوت دی۔ مدینہ طیبہ کے بازار میں مسلمان تاجروں کو صدقہ کی تلقین کی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی لوگوں کو بازار میں دعوتِ دین دی۔

۸: قریش کے ہاں آنے والے مدنی وفد کے پاس خود جانا:

مدینہ طیبہ سے بنو عبد الأشہل کا ایک وفد خزرج کے خلاف قریش کو حلیف بنانے کی غرض سے مکہ مکرمہ آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آمد کی خبر سن کر خود ان کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں دعوتِ توحید دی۔

۹: مکی دور میں موسم حج میں منیٰ و عرفات میں:

ہجرت سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں دعوتِ حق پہنچاتے

رہے۔ ستر انصاری مسلمانوں سے یہیں سمع و طاعت اور دیگر دینی امور کی پابندی کرنے کی بیعت لی۔ میدانِ عرفات میں بھی آپ ﷺ پیغامِ الٰہی پہنچانے کے لیے جدوجہد کرتے۔

۱۰: حجۃ الوداع میں متعدد مقامات پر:

آنحضرت ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر وادی عُرَنہ میں یوم عرفہ کو، منیٰ میں دس اور بارہ ذوالحجہ کو اور مدینہ طیبہ واپس آتے ہوئے غدیرِ خُم کے مقامات پر خطبات ارشاد فرمائے۔ علاوہ ازیں عرفات و مزدلفہ کے درمیان سواری پر جاتے ہوئے حضراتِ صحابہ کو نصیحت فرمائی۔

۱۱: راستے میں:

آنحضرت ﷺ نے مکہ مکرمہ کی بعض گلیوں میں سے گزرتے ہوئے ابوجہل کو توحید و رسالت کی دعوت دی۔ راستے میں سے گزرتے ہوئے ایک دفعہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے لیے انفاق فی سبیل اللہ کی اہمیت کو واضح کیا، دوسری مرتبہ گم راہ کرنے والے ائمہ کے خطرے کی سنگینی سے آگاہ فرمایا، تیسری بار ناگہانی حالت میں مناسب طرزِ عمل کی نشاندہی فرمائی، معاذ رضی اللہ عنہ کو دینی امور کی تعلیم دی اور اپنے ہم رکاب شخص کو سواری کے ٹھوکر کھانے پر درست بات کہنے کی تلقین کی۔

۱۲: سفر میں:

اس کے متعلقہ شواہد میں سے آنحضرت ﷺ کا کدید یا قدید کے مقام پر وعظ و نصیحت فرمانا، ایک صحابی کو قرآن کریم کی افضل سورت سے آگاہ کرنا، صحابہ کو شہادتِ توحید کے ثمرات بتلانا، وضو میں کوتاہی پر بعض صحابہ کا احتساب کرنا، آئندہ فتنوں اور طاعتِ امام کے بارے میں خطبہ ارشاد فرمانا، صحابہ کو ایک دوسرے سے مل کر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دینا اور دعوت کی خاطر طائف کا سفر کرنا شامل ہیں۔

۱۳: قبرستان میں:

آنحضرت ﷺ [بقیع الغرقد] کے قبرستان میں ایک جنازے میں شرکت کے لیے تشریف لائے اور حضرات صحابہ کو پند ونصیحت فرمائی۔ ایک اور موقع پر قبر کے کنارے بیٹھ کر قبر کے لیے قبل از وقت تیاری کی تلقین فرمائی، اسی طرح ایک جنازے کے موقع پر تنبیہ وتذکیر فرمائی۔

۱۴: قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے:

آنحضرت ﷺ نے بنونجار کے باغ میں قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے نصیحت فرمائی، اسی طرح دو قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے [پیشاب سے نہ بچنے] اور [چغل خوری] کے سنگین انجام سے ڈرایا۔ ایک اور قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے غیبت سے ڈرایا۔

مشہور مصری عالم ڈاکٹر علی عبدالحلیم نے ہر مناسب جگہ دعوتِ دین دینے کی تلقین کی ہے۔

تنبیہات:

۱: لوگوں کی مجالس اور بازاروں میں دعوت انتہائی مختصر اور جامع ہو۔

۲: ہر مقام پر مناسب اور موزوں گفتگو کا اہتمام کیا جائے۔

ب: اپیل:

میں اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے پرزور درخواست کرتا ہوں:

۱: اہل علم اور طالب علم حضرات وخواتین سے، کہ وہ:

ا: ہر مناسب جگہ دعوتِ حق دیں۔

ب: اہل اسلام کے سامنے اس حقیقت کو واضح کریں، کہ دعوتِ دین مسجد و مدرسہ

میں محصور نہیں، بلکہ ہر مناسب جگہ میں ہے۔

۲: تمام مسلمان حضرات وخواتین سے، کہ وہ تا حدِ استطاعت ہر مناسب جگہ میں دعوتِ حق دیں۔

۳: اسلامی جامعات اور مدارس اسلامیہ سے، کہ وہ اپنے تعلیمی نصاب میں [دعوتِ دین] کو بطور مضمون (Subject) شامل کریں، تا کہ ان میں تعلیم حاصل کرنے والوں کے لیے اس کی اہمیت کو سمجھنے، اس کے بارے میں پھیلائی گئی غلط فہمیوں کی حقیقت کے ادراک اور دعوت کے موثر طریقوں سے آ گاہی کا موقع میسر آ سکے۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

مراجع ومصادر

١۔ "الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للأمير علاء الدين الفارسي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ، بتحقيق الشيخ شعيب الارناؤوط.

٢۔ "أحكام الجنائز وبدعها" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الرابعة ١٤٠٦هـ.

٣۔ "إكمال المعلم" (شرح صحيح مسلم) للعلّامة الأبي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ، بتصحيح ا. محمد سالم هاشم.

٤۔ "إنجاز الحاجة شرح سنن ابن ماجه" للشيخ محمد على جانباز، ط: المكتبة القدوسية لاهور، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ.

٥۔ "أيسر التفاسير لكلام العلي العظيم" للشيخ أبي بكر الجزائري، بدون اسم الناشر، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ.

٦۔ "البداية والنهاية" للحافظ ابن كثير، ط: دارهجر، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

٧۔ "بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني" للشيخ أحمد عبد الرحمن البنا، ط: دار الشهاب القاهرة، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٨۔ "تاريخ الإسلام (السيرة النبوية) للحافظ الذهبي، ط: دارالكتاب العربي بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٧هـ، بتحقيق د: عمر عبد السلام تدميري.

٩۔ "التاريخ الإسلامي" للأستاذ محمود شاكر، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الرابعة ١٤٠٥هـ.

١٠۔ "تاريخ خليفه بن خياط"، ط: دار طيّبة الرياض، الطبعة الثانية ١٤٠٥هـ، بتحقيق د: أكرم ضياء العمري.

١١۔ "الترغيب والترهيب من الحديث الشريف" للحافظ المنذري، ط: دارالفكر بيروت، سنة الطبع ١٤٠١هـ، بتحقيق الشيخ مصطفى محمد العمارة.

١٢۔ "تفسير القاسمي" المسمّى بـ "محاسن التأويل" للعلّامة محمد جمال الدين

القاسمي، ط: دارالفكر بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٨هـ.

١٣ـ "تفسير ابن كثير" المسمَّى بـ "تفسير القرآن العظيم" للحافظ ابن كثير، ط: دارالفيحاء، دمشق و دار السلام الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ، بتقديم الشيخ عبد القادر الأرناؤوط.

١٤ـ "تفسير المنار" للسيد محمد رشيد رضا، ط: دارالمعرفة بيروت، الطبعة الثانية بدون سنة الطبع.

١٥ـ "تهذيب السنن" للإمام ابن القيم، (شرح مختصر سنن أبي داود للمنذري)، ط: مكتبة السنة المحمدية، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الشيخ محمد حامد الفقي.

١٦ـ "جامع الترمذي" (المطبوع مع شرحه تحفة الأحوذي)، للإمام أبي عيسى الترمذي، ط: دارالكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٧ـ "الخطط المقريزية" المسمَّى بـ "كتاب المواعظ والآثار بذكر الخطط والآثار" للعلّامة أحمد بن على المقريزى، ط: مكتبة الثقافة الدينية القاهرة، بدون الطبعة وسنة الطبع.

١٨: "الرياض الأنيقة في شرح أسماء خير الخليقة ﷺ للعلّامة السيوطي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٥هـ، بتحقيق ا. محمد السعيد زغلول.

١٩ـ "سلسلة الأحاديث الصحيحة" (المجلد الرابع) للشيخ الألباني، ط: الدار السلفية الكويت والمكتبة الإسلامية الأردن، الطبعة الأولى ١٤٠٣هـ.

٢٠ـ "سنن أبي داود" (المطبوع مع شرحه عون المعبود) للإمام سليمان بن الأشعث السجستاني، ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

٢١ـ "السنن الكبرى" للإمام البيهقي، ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

٢٢ـ "السنن الكبرى" للإمام النسائي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى

١٤٢١هـ، بإشراف الشيخ الأرناؤوط، وبتحقيق الشيخ حسن عبد المنعم شلبي.

٢٣ـ "سنن ابن ماجه" (المطبوع مع شرحه إنجاز الحاجة) للإمام ابن ماجه، ط: المكتبة القدوسية لاهور. [أو: المطبوع بتحقيق د. بشار عواد معروف، ط: دارالجيل بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ].

٢٤ـ "سير أعلام النبلاء" للحافظ الذهبي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة التاسعة ١٤١٣هـ، بتحقيق الشيخ الأرناؤوط.

٢٥ـ "السيرة النبوية في ضوء المصادر الأصلية" للدكتور مهدي رزق الله، ط: مركز الملك فيصل للبحوث والدراسات الإسلامية الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ.

٢٦ـ "السيرة النبوية لابن هشام" ط: مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر، الطبعة الثانية ١٣٧٥هـ، بتحقيق الأستاذ مصطفى السقا وزملائه.

٢٧ـ "شرح صحيح البخاري للإمام ابن بطال" ط: مكتبة الرشد الرياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ، بتحقيق ا: أبي تميم ياسر بن إبراهيم.

٢٨ـ "صحيح البخاري" (المطبوع مع شرحه فتح الباري) للإمام محمد بن إسماعيل البخاري، ط: المكتبة السلفية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٢٩ـ "صحيح الترغيب والترهيب" للشيخ الألباني، ط: مكتبة المعارف الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٩هـ.

٣٠ـ "صحيح ابن خزيمة" للإمام ابن خزيمة، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولى ١٣٩١هـ، بتحقيق د: محمد مصطفى الأعظمي.

٣١ـ "صحيح سنن الترمذي" اختيار الشيخ الألباني: نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ، بإشراف الشيخ الشاويش.

٣٢ـ "صحيح سنن أبي داود" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ، بإشراف الشيخ الشاويش.

٣٣۔ ”صحیح سنن ابن ماجه“ اختيار الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الثالثة ١٤٠٨ هـ، بإشراف الشيخ الشاويش.

٣٤۔ ”صحيح السيرة النبوية“ (ما صحّ من سيرة الرسول ﷺ للحافظ ابن كثير) بقلم الشيخ الألباني، المكتبة الإسلامية عمّان الأردن، الطبعة الأولى ١٤١٦هـ.

٣٥۔ ”صحيح السيرة النبوية“ للشيخ إبراهيم العلي، ط: دار النفائس عمان الأردن، الطبعة الثانية ١٤١٦هـ.

٣٦۔ ”الطبقات الكبرى“ للإمام ابن سعد، ط: دار بيروت ودار صادر بيروت، بدون الطبعة، وسنة الطبع ١٣٧٧هـ.

٣٧۔ ”عمدة القاريء“ للعلّامة بدر الدين العيني، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣٨۔ ”عون المعبود شرح سنن أبي داود“ للعلّامة محمد شمس الحق العظيم آبادي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

٣٩۔ ”فتح الباري“ للحافظ ابن حجر، ط: المكتبة السلفية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٠۔ ”الفتوح“ للعلّامة أحمد بن أعثم الكوفى، ط: دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

٤١۔ ”فتوح البلدان“ للإمام البلاذري، ط: دارالكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة، سنة الطبع ١٣٩٨هـ، بتعليق ا: رضوان محمد رضوان.

٤٢۔ ”فتوح مصر وأخبارها“ للعلّامة ابن عبد الحكم، توزيع: مكتبة ابن تيمية القاهرة، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق ا: محمد صبيح.

٤٣۔ ”فقه الدعوة إلى الله تعالى“ للدكتور علي عبد الحليم محمود، ط: دار الوفاء المنصورة بمصر، الطبعة الثانية ١٤١١هـ.

٤٤۔ ”في ظلال القرآن“ للأستاذ سيد قطب، ط: دار الشروق بيروت، الطبعة الرابعة ١٣٩٧هـ.

٤٥۔ ”الكامل في التاريخ“ للإمام ابن الأثير، ط: دارالكتاب العربي بيروت، الطبعة

الثانية ١٣٨٧هـ.

٤٦- "الكشّاف" المسمّى بـ"الكشاف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل من وجوه التنزيل" للعلّامة الزمخشري، ط: دار المعرفة بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٧- "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" للحافظ الهيثمي، ط: دار الكتاب العربي بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٢هـ.

٤٨- "المستدرك على الصحيحين" للإمام الحاكم، ط: دار الكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٩- "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ط: دار المعارف بمصر، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ [أو ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ]

٥٠- "مسند أبي يعلى الموصلي" للإمام أحمد بن علي الموصلي، ط: دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ، بتحقيق ا. حسين سليم أسد.

٥١- "معجم البلدان" للعلّامة ياقوت الحموي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ، بتحقيق ا. فريد عبد العزيز الجندي.

٥٢- "المعجم الكبير" للإمام الطبراني، ط: مكتبة الأمة بغداد، بدون الطبعة، وسنة الطبع ١٩٨٣م، بتحقيق الشيخ حمدي عبد المجيد السلفي.

٥٣- "معجم ما استعجم من أسماء البلاد والمواضع" للعلّامة البكري الأندلسي، ط: عالم الكتب بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٣هـ، بتحقيق ا. مصطفى السقّا.

٥٤- "المعجم الوسيط" للأستاذ إبراهيم مصطفى وزملائه، ط: دار الدعوة استانبول تركية، بدون الطبعة، وسنة الطبع ١٤٠٦هـ.

٥٥- "المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم" للحافظ أبي العباس أحمد القرطبي، ط: دار ابن كثير ودار الكلم الطيب دمشق بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

٥٦- "مناقب أمير المؤمنين عمر بن الخطاب رضي الله عنه" للحافظ ابن الجوزي، ط: دار الكتب

العلمية بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠٢هـ، بتحقيق د: زينب إبراهيم القاروط.

٥٧- "المنجد في الأعلام" ط: دارالمشرق بيروت، الطبعة الثامنة ١٩٧٦م.

٥٨- "المنتخب من مسند عبد بن حميد"، ط: داربلنسية الرياض، الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ.

٥٩- "النهاية في غريب الحديث والأثر" للإمام ابن الأثير، نشر: المكتبة الإسلامية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق ا. طاهر أحمد الزاوي و د. محمود محمد الطناجي.

٦٠- "هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للشيخ شعيب الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

٦١- "هامش صحيح مسلم" للشيخ محمد فواد عبد الباقي، نشر و توزيع: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة، وسنة الطبع ١٤٠٠هـ.

٦٢- "هامش المسند" للشيخ أحمد محمد شاكر، ط: دارالمعارف مصر، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ.

٦٣- "هامش المسند" للشيخ شعيب الأرناؤوط ورفقائه، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

٦٤- "هامش مسند أبي يعلى الموصلي" للأستاذ حسين سليم أسد، ط: دارالمأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولى ١٤٠٤هـ.

اُردومصادر:

۱۔ [دعوت اسلام] مصنف: پروفیسرٹی۔ڈبلیو آرنلڈ، مترجم: ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب لاہور، ۱۹۷۲ء۔

۲۔ [دعوت دین کس چیز کی طرف دی جائے؟] فضل الٰہی، ط: دارالنور اسلام آباد۔

۳۔ [دعوتِ دین کسے دیں؟] فضل الٰہی، ط: دارالنور اسلام آباد۔

۴۔ [سیرۃ النبی ﷺ]، علامہ شبلی نعمانی وعلامہ سلیمان ندوی، ط: دارالاشاعت کراچی، اگست ۱۹۸۴ء۔

۵۔ [صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی (مترجم)] علامہ وحید الزمان، ط: مکتبہ اسلامیہ، لاہور، ستمبر ۲۰۰۶ء۔

۶۔ [نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم] فضل الٰہی، ط: دارالنور اسلام آباد۔

۷۔ [والدین کا احتساب] فضل الٰہی، ط: دارالنور اسلام آباد۔

عربی کتب:
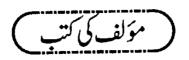
١۔ التقویٰ أهميتها وثمرتها وأسبابها

٢۔ الأذكار النافعة

٣۔ فضل آية الكرسيي و تفسيرها

٤۔ ابراهيم عليه الصلاة والسلام أباً

٥۔ حب النبی ﷺ وعلامته

٦۔ وسائل حب النبی ﷺ

٧۔ مختصر حب النبی ﷺ و علاماته

٨۔ النبی الكريم ﷺ معلماً

٩۔ أهمية صلاة الجماعة (فی ضوء النصوص وسير الصالحين)

١٠۔ من تصلی عليهم الملائكة ومن تلعنهم

١١۔ فضل الدعوة الی الله تعالیٰ

١٢۔ ركائز الدعوة الی الله تعالیٰ

١٣۔ الحرص علی هداية الناس (فی ضوء النصوص وسير الصالحين)

١٤۔ السلوك وأثره فی الدعوة ألی اللّٰه تعالیٰ

١٥۔ من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين (فی ضوء الكتاب والسنة)

١٦۔ من صفات الداعية: اللين والرفق

١٧۔ الحسبة: تعريفها ومشروعيتها و وجوبها

١٨۔ الحسبة فی العصر النبوی وعصر الخلفاء الراشدين رضی اللہ عنہم

۱۹۔ شبهات حول الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

۲۰۔ مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر(في ضوء النصوص و سير الصالحي

۲۱۔ حكم الإنكار في مسائل الخلاف

۲۲۔ الاحتساب على الوالدين: مشروعيته، ودرجاته، وآدابه

۲۳۔ الاحتساب على الأطفال

۲٤۔ قصة بعث أبي بكر جيش أسامة رضی اللہ عنہ (دراسة دعوية)

۲٥۔ مفاتيح الرزق(في ضوء الكتاب والسنة)

۲٦۔ التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلامي

۲۷۔ التدابير الواقية من الربا في الإسلام

۲۸۔ شناعة الكذب وأنواعه

۲۹۔ لاتيئسوا من روح الله

۳۰۔ عظم منزلة البنت ومكانتها

اردو کتب:

۱۔ تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا قصہ

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اسباب

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت والد

۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اس کی علامتیں

۸۔ بیٹی کی شان وعظمت

۹۔ فرشتوں کا دُرود پانے والے اور لعنت پانے والے

۱۰۔ قرض کے فضائل و مسائل

۱۱۔ اذکار نافعہ

۱۲۔ فضائل دعوت

۱۳۔ دعوتِ دین کس چیز کی طرف دی جائے؟

۱۴۔ دعوتِ دین کیسے دیں؟

۱۵۔ دعوتِ دین کون دے؟

۱۶۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داریاں

۱۷۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت

۱۸۔ والدین کا احتساب

۱۹۔ بچوں کا احتساب

۲۰۔ مسائل قربانی

۲۱۔ مسائل عیدین

۲۲۔ لشکر اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

۲۳۔ رزق کی کنجیاں

۲۴۔ جھوٹ کی سنگینی اور اقسام

۲۵۔ حج وعمرہ کی آسانیاں

۲۶۔ مختصر حج وعمرہ کی آسانیاں

۲۷۔ باجماعت نماز کی اہمیت

۲۸۔ زنا سے بچاؤ کی تدبیریں (زیر طبع)

دیگر زبانوں میں:

بنگالی:

۱۔ اذکار نافعہ

۲۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں

۳۔ باجماعت نماز کی اہمیت

۴۔ مختصر حج وعمرہ کی آسانیاں

۵۔ فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے

۶۔ بیٹی کی شان وعظمت

۷۔ رزق کی کنجیاں

انڈونیشی:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں (مختصر)

۲۔ رزق کی کنجیاں

فرانسیسی:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں (مختصر)

انگریزی:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں

۲۔ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی (زیر طبع)

نبی کریم ﷺ سے محبت
اور اس کی علامتیں

اس کتاب کے موضوعات:

۱: نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساری مخلوق سے زیادہ محبت کرنے کی فضیلت

۲: آنحضرت ﷺ کی محبت کے دنیا و آخرت میں ثمرات و فوائد

۳: آنحضرت ﷺ سے محبت کی چار علامتیں:

ا: آپ ﷺ کے دیدار اور صحبت کی شدید تمنا

ب: آپ ﷺ پر سب کچھ نچھاور کرنے کا کامل استعداد

ج: آپ ﷺ کی مکمل اطاعت

د: آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی خاطر جان و مال کی قربانی کے لیے مستعد رہنا

۴: آنحضرت ﷺ کی محبت کے متعلق حضراتِ صحابہ کے ۳۶ ایمان افروز سنہری واقعات

تنبیہ:......شانِ مصطفیٰ کے بیان میں راہِ اعتدال سے نہ ہٹنا

نبی کریم ﷺ بحیثیت والد

کتاب کے موضوعات:

① اولاد اور نواسوں کی ملاقات کے لیے تشریف لے جانا
② بیٹی کا حسنِ استقبال
③ بیٹیوں کی اولاد سے شدید پیار
④ اولاد کے لیے دعائیں
⑤ اولاد کی تعلیم کا اہتمام
⑥ نواسوں کو کھلانا ہنسانا
⑦ بیٹیوں کی عائلی زندگی سے تعلق
⑧ نواسوں کے معاملات سے گہری دلچسپی
⑨ بیٹی اور داماد کی ضرورت پر فقیر طلبہ کی ضرورت کو ترجیح
⑩ بیٹی اور داماد کو نمازِ تہجد کی ترغیب
⑪ صاحبزادی کو دنیاوی زیب و زینت سے دور رکھنا
⑫ بیٹی کو دوزخ سے بچاؤ کی خود کوشش کرنے کی تلقین
⑬ اولاد کا احتساب
⑭ دامادوں کے ساتھ گہرا تعلق اور معاملہ
⑮ اولاد کی بیماری اور وفات پر صبر
⑯ شدید غم کے باوجود بیٹیوں کی تجہیز و تکفین کا بندوبست
⑰ بیٹیوں کو صبر کی تلقین

اس کتاب کے موضوعات:

- قرض اور اس کی شرعی حیثیت
- قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسنِ معاملہ کی تلقین
- ادائیگی قرض کی تلقین
- قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات
- نادار مقروض کی اعانت
- ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں
- ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دوسزاؤں کی شرعی حیثیت
- قرض کیساتھ کوئی اور شرط لگانا
- قرض کی زکوٰۃ
- بنک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت

دعوتِ دین

کہاں دی جائے؟
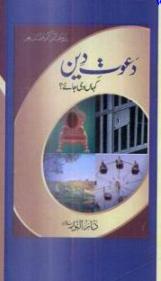
اس کتاب کے موضوعات:

- قید خانے میں دعوتِ دین
- ایوانِ اقتدار میں دعوتِ دین
- جبل صفا پر دعوتِ دین
- یہودیوں کی عبادت گاہ میں دعوتِ دین
- گھروں میں دعوتِ دین
- لوگوں کی مجالس میں دعوتِ دین
- میلوں اور بازاروں میں دعوتِ دین
- قریش کے ہاں آنے والے مدنی وفد کو دعوت اسلام دینا
- مکی دور میں موسم حج میں منیٰ وعرفات میں دعوتِ دین
- حجۃ الوداع میں متعدد مقامات پر وعظ ونصیحت
- راستہ میں دعوتِ دین
- سفر میں دعوتِ دین
- قبرستان میں پند ونصیحت
- قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے تنبیہ وتذکیر

دارُ النُّور اسلام آباد
0321-5336844
0333-5139853